إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ إِلَى الرُّشْدِ

تفسیر القرآن العظیم

www.KitaboSunnat.com

قرآناً عجباً

مختصر سوال و جواب کی صورت میں

اِلَیْهِ یُرَدُّ -25

نگہت ہاشمی

ALNOOR-PUBLICATIONS
النور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ

تفسیر القرآن العظیم

قرآناً عجباً

مختصر سوال و جواب کی صورت میں

اِلَیۡهِ یُرَدُّ - 25

نگہت ہاشمی

ALNOOR-PUBLICATIONS
النور

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : قُرْآنًا عَجَبًا (پارہ: 25)

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : مئی 2020ء

طبع دوم : نومبر 2021

طبع سوم : نومبر 2023

تعداد : 1100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 59-C2 ، فیروز پور لنک روڈ، لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-37500049, 042-37500048

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034 - 021-35292341-42

فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 03364033050, 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

پرنٹنگ اینڈ ڈیزائننگ

دارالسلام قرآن پرنٹنگ کمپلیکس، کوٹ عبدالمالک انٹرچینج، لاہور

+92-321-8484569 | +92-300-1001345

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

الحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علی النبي الکریم وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور بہترین انجام متقین کے لیے ہے۔ قارئین کرام! ہمیں جو زندگی عطا کی گئی وہ نہایت مختصر ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: ؎ آ کے بیٹھے بھی نہ تھے کہ نکالے بھی گئے

دلی تمنا ہے کہ زندگی گزارنے کی جو مہلت ملی ہے، اس میں ایسا کام کر جاؤں کہ جب اس جہان سے چلی جاؤں، اگلی زندگی کے انتظار میں قبر میں رکھ دی جاؤں تو میری کتابِ زندگی، میرا نامہ اعمال بند نہ ہو، ایسی نیکیوں کے لیے کھلا رہے جو باقی رہنے والی زندگی کے کام آئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ» ''لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع مند ہو۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ: 906)

دنیا کا سب سے قیمتی علم ''قرآن مجید'' کا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» ''تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو قرآن مجید کو خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' (صحیح البخاری: 5027)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور سب سے بڑا تعاون ''طالب علم'' کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کو عام فہم انداز میں پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ جہاں آسان الفاظ کا انتخاب ضروری ہے، وہیں اس کے مضامین کو عام فہم اسلوب میں پیش کرنا بھی ضروری ہے۔

تفسیر «قرآنًا عجبًا» میں سوال و جواب کے انداز میں ایسے نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تفسیر میں سوال اٹھا کر اور جواب کو سادگی کے ساتھ مختلف نکات میں بانٹ کر جو آسانی پیدا کر دی گئی ہے اس کی وجہ سے معزز قارئین کے لیے قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے میں سہولت پیدا ہوگی۔ **وللہ الحمد!**

اللہ تعالیٰ کا پیغام «قرآنًا عجبًا» کی صورت میں ''گھر گھر تک، دنیا بھر تک'' پہنچانا چاہتے ہیں اور اجر کی امید بھی اسی سے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رسی ''قرآن مجید'' کو ہر ہاتھ میں تھمانا چاہتے ہیں جس کا ایک سرا بندے کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا ہمارے ''رب'' کے ہاتھ میں ہے۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ کی رسی کو خود تھام کر دوسروں کو نہیں تھمائیں گے؟

قرآن سیکھیں ـــــ دوسروں کو سکھائیں   خود پڑھیں ـــــ دوسروں کو پڑھوائیں

ایک آیت روزانہ گھر والوں میں بیٹھ کر، کسی آفس میں، کسی بھی مقام پر پڑھنا مشکل نہیں۔ ذوق ہو تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آیئے! بے مثال زندگی کے لیے آج ہی سے اس کا آغاز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعاؤں کی طلب گار: **فائزہ خان** (مینیجنگ ڈائریکٹر النور پبلیکیشنز)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

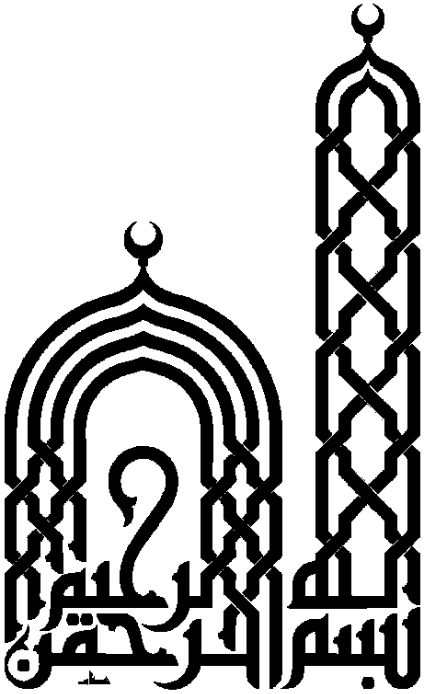

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ

"قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور نہ کسی قسم کا پھل اپنے شگوفوں سے نکلتا ہے اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے۔

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ

اور نہ ہی وہ بچہ جنتی ہے مگر اُس کے علم سے ہوتا ہے۔ اور جس دن وہ انہیں پکارے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک؟

قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ﴾

وہ کہیں گے کہ ہم نے آپ کو صاف بتا دیا ہے کہ ہم میں سے کوئی اس کی گواہی دینے والا نہیں" (47)

سوال 1: قیامت کی تاریخ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِلَيْهِ ... بِعِلْمِهٖ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ "قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے" اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت کی انتہا ہے۔ تمام مخلوقات کا علم اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ قیامت کی تاریخ کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

(2) سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے جب انسانی شکل میں آ کر نبی ﷺ سے سوالات پوچھے، ان میں سے ایک سوال قیامت کے بارے میں تھا کہ وہ کب آئے گی تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ پوچھا جانے والا پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔" (بخاری، مسلم)

(3) ﴿يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا (۴۲) فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا (۴۳) اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا (۴۴)﴾ "وہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اُس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ کو اُس کے بتانے سے کیا تعلق؟ تیرے رب کے پاس اس (کے علم) کی انتہا ہے۔" (النازعات: 42-44)

(4) ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے۔" (لقمان: 34)

(5) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی ﷺ سے کہا: ﴿مَتَى السَّاعَةُ﴾ "قیامت کب آئے گی؟" اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَا أَعْدَدْتَ لَهَا﴾ "تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟" کہنے لگا: ﴿حُبَّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت۔" فرمایا: ﴿أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ "تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تم نے محبت کی۔" (مسلم: 6710)

(6) ﴿وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا﴾ "اور نہ کسی قسم کا پھل اپنے شگوفوں سے نکلتا ہے" اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ شگوفوں میں سے جو پھل نکلتے ہیں، ان سب پھلوں کو جو ہر علاقے کے درختوں پر لگتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مکمل طور پر جانتا ہے۔

(7) ﴿وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِہٖ﴾ ''اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ ہی وہ بچہ جنتی ہے مگر اُس کے علم سے ہوتا ہے'' ہر مادہ جو حمل اٹھاتی ہے خواہ وہ انسانوں میں سے ہو یا حیوانات میں سے، اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ ہر حاملہ جب بچہ جنتی ہے اللہ تعالیٰ کو سب کا علم ہے۔ کائنات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جس کو وہ نہ جانتا ہو۔

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَاۡتِیۡنَا السَّاعَۃُ ؕ قُلۡ بَلٰی وَرَبِّیۡ لَتَاۡتِیَنَّکُمۡ ۙ عٰلِمِ الۡغَیۡبِ ۚ لَا یَعۡزُبُ عَنۡہُ مِثۡقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ وَلَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ ذٰلِکَ وَلَاۤ اَکۡبَرُ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ قیامت ہم پر نہیں آئے گی، آپ کہہ دیں کہ کیوں نہیں! قسم ہے میرے عالم الغیب رب کی! یقیناً وہ تم پر ضرور آئے گی اس سے ذرہ برابر کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے نہ ہی آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں اور نہ ذرے سے چھوٹی اور نہ ہی اس سے بڑی مگر ایک واضح کتاب میں ہے۔'' (سبا:3)

(9) ﴿اَللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ کُلُّ اُنۡثٰی وَمَا تَغِیۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَمَا تَزۡدَادُ ؕ وَکُلُّ شَیۡءٍ عِنۡدَہٗ بِمِقۡدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ الۡکَبِیۡرُ الۡمُتَعَالِ ﴿۹﴾﴾ ''اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ہر مادہ اٹھاتی ہے اور جو کچھ رحم کم کرتے ہیں اور جو وہ زیادہ کرتے ہیں اور ہر چیز اُس کے یہاں پر ایک اندازے سے ہے۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے، بہت بڑا ہے، نہایت بلند ہے۔'' (الرعد:9,8)

(10) ﴿وَعِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ لَا یَعۡلَمُہَاۤ اِلَّا ہُوَ ؕ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعۡلَمُہَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ﴾ ''اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا، اور وہ خشکی اور سمندر کی ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں گرتا اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز مگر سب کھلی کتاب میں ہے۔'' (الانعام:59)

(11) ﴿وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ثُمَّ جَعَلَکُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِہٖ ؕ وَمَا یُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنۡقَصُ مِنۡ عُمُرِہٖۤ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر تمہارے جوڑے بنائے اور کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور نہ کوئی بچہ جنتی ہے مگر اُس کے علم سے اور کسی عمر پانے والے کو عمر نہیں دی جاتی اور نہ کسی کی عمر میں کمی کی جاتی ہے مگر وہ ایک کتاب میں ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یقیناً اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے۔" (فاطر:11)

(12)﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرے گا؟ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا؟ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔" (لقمان:34)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل علم کی تین مثالیں دے کر کیا ثابت کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان تین مثالوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا علم کسی کے پاس نہیں نہ انبیاء علیہم السلام کے پاس نہ کسی اور ہستی کے پاس۔ انبیاء علیہم السلام بھی اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ پھر انبیاء علیہم السلام کی وحی ان کی نبوت کے تقاضوں کی ادائیگی کے مطابق ہوتی ہے اس لئے کوئی نبی ایسا علم نہیں رکھتا۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے پاس ہے۔

سوال 3: ﴿وَيَوْمَ ... شَهِيدٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ﴾ "اور جس دن وہ انہیں پکارے گا" رب العزت قیامت کے دن مشرکوں کے جھوٹ کو ظاہر کردے گا اور انہیں پکارے گا۔

(2)﴿أَيْنَ شُرَكَائِي﴾ "کہاں ہیں میرے شریک؟" جن کو تم میری عبادت میں شریک ٹھہراتے تھے اور رسولوں سے جھگڑتے تھے۔

(3)﴿قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ﴾ "وہ کہیں گے کہ ہم نے آپ کو صاف بتادیا ہے کہ ہم میں سے کوئی اس کی گواہی دینے والا نہیں" اس وقت وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم اقرار کرتے ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی باطل معبودوں کے الوہیت میں شریک ہونے کی گواہی دینے والا نہیں۔

(4) بعض علماء نے یہاں شہید سے شاہد مراد لیا ہے۔ یعنی آج ہمیں اپنے معبودوں میں سے کوئی بھی یہاں نظر نہیں آرہا۔ (تیسیر القرآن:121/4)

(5) یوں اللہ تعالیٰ نے شرک کی حقیقت کو واضح کیا ہے کہ کل جس کی گواہی خود بھی نہیں دو گے آج اس کے علمبردار کیوں بنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہو؟﴿ثُمَّ قِیۡلَ لَهُمۡ اَیۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تُشۡرِكُوۡنَ (۷۳) مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا بَلۡ لَّمۡ نَكُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَیۡـًٔا ؕ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ الۡكٰفِرِیۡنَ (۷۴)﴾ ''پھر اُن سے کہا جائے گا: ''وہ کہاں ہیں جنہیں تم شریک کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ماسوا؟'' وہ کہیں گے: ''وہ ہم سے کھو گئے ہیں، بلکہ اس سے پہلے ہم کسی چیز کو پکارتے ہی نہ تھے۔'' اللہ تعالیٰ کافروں کو ایسے ہی گمراہ کرتا ہے۔'' (المومن:73-74)

﴿وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ﴾

''اور اُن سے وہ سب گم ہو جائیں گے جنہیں وہ اس سے پہلے پکارا کرتے تھے اور وہ سمجھ لیں گے کہ اُن کے لیے کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں'' (48)

سوال: ﴿وَضَلَّ ... مِّنۡ مَّحِیۡصٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَضَلَّ عَنۡهُمۡ﴾ ''اور اُن سے وہ سب گم ہو جائیں گے'' یعنی ان سے غائب ہو جائیں گے۔

(2) ﴿مَّا كَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ﴾ ''جنہیں وہ اس سے پہلے پکارا کرتے تھے'' یعنی جن کو وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے آج میدان حشر میں وہ معبود نظر نہیں آئیں گے کہ انہیں کچھ فائدہ پہنچائیں اس طرح ان کے تمام اعمال رائیگاں جائیں گے اور ان کے گھڑے ہوئے معبودان کے کچھ کام نہیں آئیں گے۔

(3) ﴿وَظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ﴾ ''اور وہ سمجھ لیں گے کہ اُن کے لیے کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں'' شرک کا ارتکاب کرنے والوں کا انجام ہے کہ ان کی کوئی جائے پناہ، عذاب سے نجات پانے کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَرَاَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ فَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ مُّوَاقِعُوۡهَا وَلَمۡ یَجِدُوۡا عَنۡهَا مَصۡرِفًا﴾ ''اور مجرم آگ دیکھیں گے، چنانچہ وہ یقین کر جائیں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور وہ اس سے کوئی پھرنے کی جگہ نہ پائیں گے۔'' (الکہف:53)

(4) مشرک قیامت کے دن یقین کر لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں۔

﴿لَا یَسۡـَٔمُ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ دُعَآءِ الۡخَیۡرِ ۫ وَاِنۡ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَیَـُٔوۡسٌ قَنُوۡطٌ﴾

''انسان بھلائی کی دُعا مانگنے سے نہیں تھکتا۔ اور اگر اُسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ انتہائی مایوس، انتہائی نا اُمید ہو جاتا ہے'' (49)

سوال 1: بھلائی کی دعائیں کرنے والا انسان تکلیف پہنچتے ہی امید کا دامن چھوڑ دیتا ہے، اس کی وضاحت ﴿لَا یَسۡـَٔمُ ... قَنُوۡطٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿لَا يَسْئَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ﴾ ''انسان بھلائی کی دُعا مانگنے سے نہیں تھکتا'' اس آیت کریمہ میں انسان کے مزاج کو واضح فرمایا ہے کہ اسے نہ خیر پر قرار ہے نہ شر پر سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس صورت حال سے نکال دے۔

(2) جو انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتا، نہ اپنے نفس کو پاک کرتا ہے، نہ روح کو ایمان اور صالح اعمال سے پاک کرتا ہے وہ بھلائی کی دعائیں مانگتے نہیں تھکتا۔ یعنی وہ مال، اولاد، صحت اور عافیت کی دعائیں مستقل مزاجی سے جاری رکھتا ہے۔ اسے ساری دنیا بھی مل جائے اس کی طلب جاری رہتی ہے۔

(3)﴿وَإِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ﴾ ''اور اگر اُسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ انتہائی مایوس، انتہائی نا اُمید ہو جاتا ہے'' یعنی اگر اسے بیماری، مالی تنگی اور مختلف مصائب لاحق ہوں تب وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید اور مایوس ہو جاتا ہے اور ایسے اسباب اختیار کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔

سوال 2: انسان تکلیف پہنچنے پر مایوس اور نا امید کیوں ہو جاتا ہے؟

جواب:(1) انسان تکلیف پہنچنے پر اس لئے مایوس اور نا امید ہو جاتا ہے کہ اس کا اپنے رب پر بھروسہ نہیں ہوتا۔

(2) انسان کا رب سے تعلق کمزور ہوتا ہے۔

(3) انسان کو لگتا ہے مجھے میری مصیبت سے کوئی نہیں نکال سکتا۔

(4) انسان سمجھتا ہے کہ اسباب اور وسائل کے کٹنے کے بعد اب دوبارہ کوئی ان کو درست کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

سوال 3: انسان اپنے آپ کو مایوسی سے کیسے بچا سکتا ہے؟

جواب:(1) انسان رب پر توکل کر کے مایوسی سے بچ سکتا ہے۔ وہ یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ مشکل حالات سے نکالنے پر قدرت رکھتا ہے۔

(2) انسان اسباب اور وسائل کے کٹ جانے کے باوجود یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی مسبب الاسباب ہے۔ اسباب پیدا کرنا میرے بس میں تو نہیں لیکن رب کے اختیار میں ہے۔

(3) انسان یہ یقین رکھے کہ جو رب اندھیرے کی گود سے صبح کو نکال لیتا ہے وہ مجھے بھی میرے مشکل حالات سے نکال لے گا۔

سوال 4: نعمت ملنے پر اترانے اور مصیبت میں مایوس ہو جانے کے رویے سے کون لوگ مستثنیٰ ہیں؟

جواب:(1) اس رویے سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، ان لوگوں کو اگر کوئی بھلائی، نعمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کوئی محبوب چیز عطا ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور وہ اس چیز سے بھی ڈرتے ہیں کہ یہ نعمتیں کہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے استدراج اور مہلت نہ ہوں۔ اگر انہیں اپنی جان، مال اور اولاد میں کوئی مصیبت پہنچتی ہے، تو صبر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل کی امید رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوتے۔ (تفسیر سعدی:2432,2431/3)

(2) سیدنا ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے ہر کام میں اس کے لیے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشحالی نصیب ہو تو (اس پر اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کرتا ہے تو (یہ شکر) اس کے لیے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے) اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔'' (مسلم:7500)

﴿وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنَّا مِنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَيَقُوۡلَنَّ هٰذَا لِىۡ ۙ وَمَاۤ اَظُنُّ

''اور یقیناً اگر ہم مصیبت کے بعد اسے اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھائیں تو یقیناً وہ ضرور کہے گا کہ یہ میرا حق ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ

السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّجِعۡتُ اِلٰى رَبِّىۡۤ اِنَّ لِىۡ عِنۡدَهٗ لَلۡحُسۡنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ

قیامت قائم ہونے والی ہے اور اگر واقعی مجھے اپنے رب کی طرف پلٹایا گیا تو یقیناً اس کے پاس میرے لیے ضرور بھلائی ہی ہوگی۔ پھر یقیناً

الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا ۫ وَلَنُذِيۡقَنَّهُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ غَلِيۡظٍ﴾

ہم اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ضرور بتائیں گے جو انہوں نے عمل کیے اور یقیناً ہم ضرور انہیں سخت عذاب میں سے چکھائیں گے'' (50)

سوال: فراخی میں بغاوت کے رویے کی وضاحت ﴿وَلَئِنۡ ... غَلِيۡظٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ﴾ ''اور یقیناً اگر چکھائیں ہم اسے'' یعنی وہ شخص جو بھلائی کی دعا کرتے ہوئے نہیں اکتایا، وہ تکلیف پہنچنے پر مایوس ہو جاتا ہے۔

(2) ﴿رَحۡمَةً مِّنَّا مِنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ﴾ ''مصیبت کے بعد اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ'' یعنی مصیبت کے بعد راحت، مرض سے شفا یا فقر کو دور کر کے اسے مال دار کر دیتا ہے۔

(3) ﴿لَيَقُوۡلَنَّ هٰذَا لِىۡ﴾ ''تو یقیناً وہ ضرور کہے گا یہ میرا حق ہے'' فراخی کے بعد اللہ تعالیٰ کے انعامات پر وہ پھولا نہیں سماتا، اکڑ کر کہتا ہے یہ فراخیاں میرا حق ہیں۔ وہ شکر کی بجائے اترا ہٹ میں مبتلا ہوتا ہے اور اپنے رب کو بھول جاتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿كَلَّاۤ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَيَطۡغٰٓى ۙ اَنۡ رَّاٰهُ اسۡتَغۡنٰى﴾ ''ہرگز نہیں! بلاشبہ یقیناً انسان سرکش

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے کہ وہ مستغنی ہو گیا ہے۔'' (العلق:6،7)

(4)﴿وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً﴾ ''اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے'' یعنی جو جی اٹھنے کا انکار کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میری رائے میں قیامت قائم نہیں ہوگی۔

(5)﴿وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى﴾ ''اور اگر واقعی مجھے اپنے رب کی طرف پلٹایا گیا تو یقیناً اُس کے پاس میرے لیے ضرور بھلائی ہی ہوگی'' یعنی اگر قیامت آ بھی گئی اور دوبارہ مجھے زندہ کیا گیا تو بھی میں عزت کی زندگی بسر کروں گا۔ جیسے آج میں عزت والا ہوں کل بھی مجھے یہ عزت حاصل ہوگی۔

(6)﴿فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ﴾ ''پھر یقیناً ہم اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ضرور بتائیں گے جو اُنہوں نے عمل کیے اور یقیناً ہم ضرور انہیں سخت عذاب میں سے چکھائیں گے'' یعنی قیامت کے دن جب وہ رب العزت کے حضور پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

(7)﴿غَلِيْظٍ﴾ ''سخت'' غلیظ کے معنی موٹا، دبیز، گاڑھا، سخت اور گندا سب کچھ آتا ہے اور یہاں یہ لفظ سخت اور گندا دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ غلاظت مشہور لفظ ہے اور یہ عذاب گندا اس لحاظ سے ہوگا کہ ایسے لوگوں کو پینے کے لیے پیپ، کچ لہو، زخموں کا دھوون، انتہائی متعفن بدبودار اور شدید ٹھنڈا پانی، ایسی ہی چیزیں ملیں گی جن سے انسان کو گھن آتی ہے۔ (تیسیر القرآن:4/124)

﴿وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

''اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑ جاتا ہے اور اپنا پہلو پھیر لیتا ہے اور جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے

فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ﴾

تو لمبی چوڑی دُعائیں کرنے والا بن جاتا ہے'' (51)

سوال 1: سرکشی کرنے والا بھی لمبی چوڑی دعائیں مانگتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَآ... عَرِيْضٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ﴾ ''اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں'' یعنی جب اللہ رب العزت انسان کو مال، اولاد اور صحت وغیرہ کے انعامات دیتے ہیں۔

(2)﴿اَعْرَضَ﴾ ''وہ منہ موڑ جاتا ہے'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس کے شکر اور اس کی اطاعت سے باہر نکل جاتا ہے۔

(3)﴿وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ﴾ ''اور اپنا پہلو پھیر لیتا ہے'' یعنی انسان اسے دور سمجھتے ہوئے اطاعت سے پھر جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْدُعَآءٍ عَرِيْضٍ﴾ ''اور جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دُعائیں کرنے والا بن جاتا ہے''یعنی جب انسان کسی مصیبت میں گھر جاتا ہے تو ہر حالت میں کھڑے، بیٹھے اور لیٹ کر ہر ممکن طریقے سے اللہ تعالیٰ سے لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

(5)انسان پر جب مصیبت پڑتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگ جاتا ہے۔مصیبت کا لمحہ انسان کے لیے دریافت کا لمحہ ہوتا ہے۔وہ جان لیتا ہے کہ وہ غلام ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مالک ہے۔وہ سب کو بھول کر ایک اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگ جاتا ہے۔

(6)رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۗ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں اپنے پہلو پر یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے پکارتا ہے پھر جب ہم اس کی وہ تکلیف اس سے دور کر دیتے ہیں تو وہ چل دیتا ہے گویا کہ اس نے ہمیں اس تکلیف میں پکارا ہی نہ تھا جو اسے پہنچی ہو۔ایسے ہی حد سے گزر جانے والوں کے لیے خوش نما بنا دیا گیا جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔'' (یونس:12)

سوال 2: کیا مصیبت میں اپنی حیثیت پہچاننے والا، اللہ تعالیٰ کے آگے عاجزی کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقی تعلق بنا لیتا ہے؟

جواب: مصیبت میں شدت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا بظاہر تو یوں لگتا ہے کہ اپنی غلامی کی حیثیت کو پہچان چکا اب اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ بن گیا ہے لیکن حصول نعمت پر وہ اپنی گزشتہ حالت کو بھول جاتا ہے اور رب سے ملی ہوئی نعمت کو اسباب کے ساتھ جوڑ کر اسے اپنی تدبیر کا نتیجہ سمجھ لیتا ہے۔انسان کی یہ کیفیت ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی پہچان نہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق درست نہیں، آخرت پر یقین نہیں، زندگی کے مقصد کا شعور نہیں۔اس حالت سے پتا چلتا ہے کہ جہالت بھی ہے اور ظلم بھی۔اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق نہیں بنا پاتا۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق بنانے کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق کے لیے اللہ تعالیٰ کی صفات کے علم کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھے بغیر انسان صفات کا حقیقی علم حاصل نہیں کر سکتا۔اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق کے لیے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر انسان کے لئے تعلق کو برقرار رکھنا مشکل ہے۔

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آپ کہہ دیں تمہارا کیا خیال ہے اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہوا، پھر بھی تم نے اس کا انکار کیا

مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ﴾

تو اُس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو انتہا درجے کی مخالفت میں ہو؟'' (52)

سوال: قرآن مجید کو نہ ماننے والوں کے لیے جو وعید دی گئی، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... بَعِیْدٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' اللہ رب العزت نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے کہ وہ کہہ دیں ان لوگوں سے جنہیں قرآن شاعری، جادوگری یا پچھلے لوگوں کی کہانیوں کے سوا کچھ نہیں لگتا۔

(2) ﴿اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ ''تمہارا کیا خیال ہے اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہوا'' یعنی قرآن جس کو تم جھٹلا رہے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ (3) ﴿ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ﴾ ''پھر بھی تم نے اس کا انکار کیا'' یعنی علم کے بعد تم نے اس چیز کا انکار کر دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(4) ﴿مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ﴾ ''تو اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو انتہا درجے کی مخالفت میں ہو؟'' یعنی اگر یہ قرآن واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تم نہیں مانتے تو یہ بتاؤ تم سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا، جو قرآن کی مخالفت میں، نبی ﷺ کی ممانعت میں دور تک نکل گیا۔

﴿سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ

''جلد ہی ہم اُنہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے، دنیا کے کناروں میں بھی اور اُن کی اپنی جانوں میں بھی، یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا

اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَ لَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ﴾

کہ یقیناً وہ حق ہے اور کیا آپ کے رب کے بارے میں یہی بات کافی نہیں کہ یقیناً وہ ہر چیز پر گواہ ہے'' (53)

سوال: قرآن کی صداقت کے دلائل کی وضاحت ﴿سَنُرِیْهِمْ ... شَهِیْدٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ﴾ ''جلد ہی ہم اُنہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے، دنیا کے کناروں میں'' اگر تمہیں اس کی حقیقت اور صحت میں کوئی شک ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا اور دلائل قائم کرے گا، مثلاً آسمان اور زمین کی نشانیاں اور ایسے بڑے بڑے حوادث دکھائے گا جنہیں اللہ تعالیٰ وجود میں لاتا ہے جو صاحب بصیرت کے لیے حق پر دلالت کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2433/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) یعنی آسمانوں، زمینوں کے کناروں میں نشانیاں دکھائیں گے جیسے سورج، چاند، ستارے، دن، رات، نباتات، جمادات، پہاڑ، درخت، ہوا، بارش، بجلی، کڑک، سمندر، وغیرہ۔

(3) یعنی ہم آپ کو ایسی نشانیاں دکھائیں گے جو ہماری اور ہمارے رسول کی صداقت کو ظاہر کریں گی۔

(4) ﴿فِي الْاٰفَاقِ﴾ ''دنیا کے کناروں میں بھی'' اس سے مراد مشرق و مغرب کے افق ہیں یعنی دور دراز علاقے جن کی فتح کو اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیا۔

(5) ﴿وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾ ''اور ان کی اپنی جانوں میں بھی'' یعنی اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت کی بے شمار نشانیاں ہیں۔

(6) اس آیت کے دو مطلب ہیں اور دونوں ہی درست ہیں۔ ایک یہ کہ آفاق سے مراد عرب کے قرب و جوار کے ممالک مراد لیے جائیں اور انفس سے عرب قوم اور بالخصوص قریش قوم مراد لی جائے جس سے رسول اللہ ﷺ نسبی تعلق رکھتے تھے۔ اس لحاظ سے اس آیت کا جو مطلب ہے وہ تاریخ کے اوراق پر ثبت ہے۔ چند ہی سالوں میں قریش سرداروں کو ذلت سے دوچار ہونا پڑا اور کفر و شرک کی کمر ٹوٹ گئی۔ آپ کی زندگی ہی میں کفر و شرک کو عرب کی سرزمین سے دیس نکالا مل گیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں پے در پے فتوحات کے نتیجہ میں عرب کے ارد گرد کے ملکوں میں اسلام کا جو بول بالا ہوا وہ ہر ایک نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

(7) دوسرا یہ کہ آفاقی آیات سے مراد کائنات میں ہر سو بکھرے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عجائبات مراد لیے جائیں اور آیات نفس سے مراد انسان کے اندر کی دنیا لی جائے۔ جنہیں بالترتیب عالم اکبر اور عالم اصغر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کائنات میں اور انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی لاتعداد نشانیاں موجود ہیں اور ان سب کا نہ انسان آج تک احاطہ کر سکا ہے اور نہ آئندہ کبھی کر سکے گا۔

(8) انسان کو کائنات اصغر کہنے کی بھی کئی وجوہ ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ کائنات میں موجود چیزوں کی خصوصیات اس میں موجود ہیں مثلاً زمین پر جو اشیاء پائی جاتی ہیں وہ یا جمادات سے تعلق رکھتی ہیں یا نباتات سے یا حیوانات سے۔ جسامت کے لحاظ سے انسان جمادی ہے۔ پھر یہ بڑھتا بھی ہے اس لحاظ سے اس کا نفس بناتی ہوا۔ پھر یہ حرکت بھی کرتا ہے اس لحاظ سے یہ نفس حیوانی ہوا۔ پھر اس سے زیادہ کامل ہوا تو نفس انسانی ملا۔ (تیسیر القرآن: 125/4)

(9) ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ﴾ ''یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ یقیناً وہ حق ہے'' یعنی ان پر واضح ہو جائے گا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات سچی ہے۔ اس کی کتاب قرآن مجید سچ ہے، اس کے وعدے، وعیدیں سچی ہیں۔

(10) ﴿اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ ''اور کیا آپ کے رب کے بارے میں یہی بات کافی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہ یقیناً وہ ہر چیز پر گواہ ہے" اس جملہ کے تین مطلب ہو سکتے ہیں۔ ربط مضمون کے لحاظ سے یہ مطلب ہوگا کہ اگر یہ لوگ قرآن کی حقانیت کو تسلیم نہیں کرتے تو نہ کریں۔ اس کی حقانیت پر کیا تمہارے پروردگار کی گواہی کافی نہیں جو ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو بچشم خود دیکھ رہا ہے؟ دوسرا مطلب یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کو اپنے کرتوتوں سے رک جانے کے لئے یہ بات کافی نہیں کہ آپ کا پروردگار ان کی ہر ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے؟ اور تیسرا مطلب ہمیں یہ معلوم ہے کہ کافر آپ کو کن کن طریقوں سے ستا رہے ہیں پھر کیا آپ ﷺ کے اطمینان کے لیے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خود گواہ ہے اور وہ انہیں ان کے کرتوتوں کی سزا دیئے بغیر چھوڑے گا نہیں؟ (تیسیر القرآن 126/4)

ع 6 10 1

﴿أَلَآ إِنَّهُمْ فِى مِرْيَةٍ مِّن لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَآ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيطٌۢ﴾

"سنو! یقیناً وہ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں۔ سنو! یقیناً وہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے" (54)

سوال 1: قرآن مجید کا انکار کرنے والے رب کی ملاقات میں شک کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿أَلَآ إِنَّهُمْ... مُّحِيطٌۢ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿أَلَآ إِنَّهُمْ فِى مِرْيَةٍ مِّن لِّقَآءِ رَبِّهِمْ﴾ "سنو! یقیناً وہ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں" یعنی وہ موت کے بعد کی زندگی اور قیامت پر انکار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک دنیا کی زندگی ہی اصل زندگی ہے۔

(2) منکرین قرآن کو قیامت کے آنے کا یقین ہی نہیں جب ہی تو بے پرواہ ہو کر گناہوں پر دلیر ہیں اور نیکیوں کی طرف رغبت نہیں کرتے حالانکہ قیامت کا آنا یقینی ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1801)

(3) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ ﷺ کی بعض ازواج نے عرض کیا کہ مرنا تو ہم بھی پسند نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے، اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لیے) ہوتی ہے، اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے، اس وقت کوئی چیز اس کے دل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے، پس اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔" (بخاری:6507)

(4)﴿ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ﴾ "سنو! یقیناً وہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے" اللہ تعالیٰ اپنے علم، قدرت، عزت، بادشاہت اور غلبے کی وجہ سے سب پر غالب ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنے محیط ہونے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے انسان کی نفسیات کی باریکیوں سے واقف ہونے سے، انفس و آفاق پر گرفت ہونے سے، لوگوں کے شعور کی خرابیوں سے آگاہ ہونے کے حوالے سے یہ شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے وہ یقیناً محیط ہے۔ (2) اللہ تعالیٰ نے محیط کی بات اس لئے بھی کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے قیامت کا وقوع مشکل نہیں، تمام مخلوقات پر وہ غالب ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے، اس کا اختیار ہے۔

رُکُوْعَاتُهَا 5	42 - سُوْرَةُ الشُّوْرٰی مَكِّيَّةٌ - 62	اٰیَاتُهَا 53

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے۔ اس میں 5 رکوع اور 53 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 42 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 62 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿ حٰمٓ ﴾

"حٰمٓ" (1)

سوال: ﴿ حٰمٓ ﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: حم کے معنیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

﴿عٓسٓقٓ﴾

”عسق“(2)

سوال: ﴿عٓسٓقٓ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿عٓسٓقٓ﴾ حروف مقطعات میں سے ہیں جس کے معنیٰ کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

﴿كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

”اسی طرح اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے آپ کی طرف اور اُن کی طرف جو آپ سے پہلے تھے، اللہ تعالیٰ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے“(3)

سوال: وحی کی حقیقت کی وضاحت ﴿كَذٰلِكَ ... اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ ”اسی طرح اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے آپ کی طرف اور اُن کی طرف جو آپ سے پہلے تھے“ یعنی ہمارے رسول! جس طرح یہ قرآن آپ ﷺ پر وحی کے ذریعے اتارا گیا ہے اس طرح پہلے انبیاء پر بھی کتابیں اور صحیفے نازل کیے گئے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ﴾ ”ہم نے آپ کی طرف بھی بلاشبہ ایسے ہی وحی کی ہے جیسے ہم نے نوح اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف کی تھی۔“ (النساء:163)

(2) یعنی نہ تو محمد ﷺ پہلے رسول ہیں اور نہ قرآن پہلی کتاب ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ﴾ ”اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا تاکیدی حکم اُس نے نوح کو دیا اور جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف کی ہے اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ مشرکین پر بہت گراں ہے جس کی طرف آپ اُنہیں دعوت دیتے ہیں۔“ (الشوریٰ:13)

(3) ایک شخص حارث بن ہشام نامی نے نبی ﷺ سے سوال کیا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وحی نازل ہوتے وقت کبھی مجھ کو گھنٹی کی سی آواز محسوس ہوتی ہے اور وحی کی یہ کیفیت مجھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پر بہت شاق گزرتی ہے جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو میرے دل و دماغ پر اس (فرشتے) کے ذریعے نازل شدہ وحی محفوظ ہو جاتی ہے اور کسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ بشکل انسان میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے پس میں اس کا کہا ہوا یاد رکھ لیتا ہوں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے سخت کڑا کے کی سردی میں نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور جب اس کا سلسلہ موقوف ہوا تو آپ ﷺ کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔ (بخاری:2)

(4) ﴿اللّٰهُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ﴾ ''اللہ تعالیٰ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' یعنی قرآن مجید اور ساری کتابیں اس ہستی کی طرف سے نازل کی گئی ہیں جو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے پر غالب ہے اور اپنے اولیاء کے لیے تدبیر کرنے میں حکمت رکھنے والا ہے۔ (5) اللہ تعالیٰ جس نے رسول بھیجے وہ کمال درجے کا غلبہ رکھنے والا اور حکمت کامل رکھنے والا ہے۔ اس کا کوئی قول اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

﴿لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ﴾

''اُسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ بے حد بلند، بڑی عظمت والا ہے'' (4)

سوال 1: سب اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں، اس کی وضاحت ﴿لَهٗ ... وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ﴾ ''اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے'' یعنی وہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا خالق ہے اور مالک بھی۔ کائنات کی ہر چیز اس کے آگے جھکی ہوئی ہے۔ ہر مخلوق اس کی غلام ہے۔ ہر چیز اسکی تدبیر کے تحت ہے۔ ہر چیز اسی کے اختیار میں ہے، ہر چیز پر اس کا حکم چلتا ہے۔

(2) ﴿وَهُوَ الۡعَلِیُّ﴾ ''اور وہ بے حد بلند ہے'' وہ اپنی ذات، اپنی قدرت اور قہر و غلبہ کے ساتھ بلند ہے۔ (تفسیر سعدی:2435/3) (3) ﴿الۡعَظِیۡمُ﴾ ''بڑی عظمت والا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے جو بڑی کبریائی، عظمت والا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ ہی العلی اور العظیم ہے، اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ ہی العلی اور بالاتر ہے۔ ہر چیز اس کی ملکیت میں ہے۔

(2) اس کا اختیار ہے اور اسی کا حکم چلتا ہے وہی العظیم ہے۔

(3) انسان سمجھتے ہیں کہ چیزیں ان کی ملکیت میں ہیں، وہ ان سے جیسے چاہتے ہیں فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن یہ حقیقی ملکیت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مالک اعلیٰ ہے، وہی الاعلیٰ ہے، وہ عظمتوں والا ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے عظیم ہے کہ اس کے مقابلے میں ہر چیز چھوٹی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) اللہ تعالیٰ العظیم ہے، وہ کسی کے سوال کو رد نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ الاعلیٰ ہے، سارے اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔

﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

''قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾

اور جو زمین میں ہیں اُن کے لیے بخشش کی دُعا کرتے ہیں، سن لو! یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (5)

سوال: اللہ تعالیٰ کے رعب سے فرشتے خوف زدہ رہتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ... هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ﴾ ''قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال سے قریب ہے آسمان اپنی مضبوطی کے باوجود پھٹ پڑیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا (۸۸) لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا (۸۹) تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا (۹۰) اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا (۹۱)﴾ ''اور اُنہوں نے کہا کہ رحمٰن نے کسی کو بیٹا بنایا ہے۔ بلاشبہ تم یقیناً بڑی بھاری بات کو آئے ہو۔ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں۔ کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے کسی اولاد کا دعویٰ کیا ہے۔'' (مریم:88-91)

(2) ﴿وَالْمَلٰٓئِكَةُ﴾ ''اور فرشتے'' یعنی معزز اور مقرب فرشتے اللہ تعالیٰ کے رعب سے، اس کے جاہ و جلال سے سہم جاتے ہیں۔ (3) ﴿يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ ''اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی بڑائی بیان کرتے ہیں اور اسے ہر صفتِ کمال سے متصف قرار دیتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ﴾ ''وہ رات اور دن تسبیح کرتے ہیں اور وقفہ نہیں کرتے۔'' (الانبیاء:20)

(4) ﴿وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ﴾ ''اور جو زمین میں ہیں اُن کے لیے بخشش کی دُعا کرتے ہیں'' یعنی انسانوں کے لیے رب سے معافی مانگتے رہتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ﴾ ''جو (فرشتے) عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ اُس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ دُعائے مغفرت کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے، چنانچہ اُن لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور جنھوں نے تیرے راستے کی پیروی کی اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔'' (غافر:7)

(5) ﴿اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ﴾ ''سن لو! یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ ہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اگر اس کی عظمت اور رحمت نہ ہوتی تو مخلوق پر فوراً عذاب بھیج دیتا جو ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتا۔ (تفسیر سعدی:2435/3)

﴿وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهُ حَفِیۡظٌ عَلَیۡهِمۡ ۫ۖ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡهِمۡ بِوَکِیۡلٍ﴾

''اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو کارساز بنا لیا اللہ تعالیٰ اُن پر نگران ہے اور آپ اُن پر کوئی ذمہ دار نہیں'' (6)

سوال: مشرکوں کو اس آیت میں جو تنبیہ کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا ... بِوَکِیۡلٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِیَآءَ﴾ ''اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو کارساز بنا لیا'' ﴿اَوۡلِیَآءَ﴾ سرپرستوں سے مراد وہ بت اور دیوتا ہیں جن کی مشرکین پوجا کرتے ہیں۔ (اشرف الحواشی:576/1)

(2) ولی کا لفظ بہت جامع ہے اور بڑا وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ مثلاً کارساز، دوست، حمایتی، مددگار اور سرپرست سب اس کے مفہوم میں شامل ہیں۔ اور اس کا عام مفہوم وہ شخص ہے جو کسی کی موت، مصیبت اور سخت پریشانی کے وقت اس کی مدد کو پہنچے یا اس کی وراثت کا اولین حقدار ہو اور یہ باپ اور بیٹے کے علاوہ کوئی شخص بھی ہو سکتا ہے جب کہ مشرکین اپنے بتوں اور معبودوں کو ایسا سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہر مصیبت میں ان کے کام آتے اور ان کی حاجات کو پورا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نیز قیامت کے دن ہم ان کی سفارش سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں۔ (تیسیر القرآن:128/4)

(3) جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا ولی بنا رکھے ہیں وہ ان کی اللہ تعالیٰ کی طرح عبادت کرتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ خود ساختہ معبود کبھی کسی کا کام بنانے پر قدرت نہیں رکھتے اس لیے کہ وہ خود محتاج ہیں۔

(4) ﴿اللّٰهُ حَفِیۡظٌ عَلَیۡهِمۡ﴾ ''اللہ تعالیٰ اُن پر نگران ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ ان کے افعال پر پوری طرح نگران ہے اور ان کے اعمال کی نگہبانی کرنے والا ہے۔ وہ انہیں ان کے اعمال کی پوری پوری جزا دے گا۔ (جامع البیان 10/25)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿حَفِيۡظٌ﴾ ”حفیظ“ کے معنی ”حفاظت کرنے والا“ اور ”اعمال کا حساب رکھنے والا“ دونوں ہیں یہاں چونکہ ان کے ساتھ ”علیھم “(ان پر) لفظ استعمال ہوا ہے اس لئے اس کے دوسرے ہی معنی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے تمام اعمال حساب کی غرض سے محفوظ ہیں وہ عنقریب انہیں بدلہ دے گا۔ (اشرف الحواشی:576/1)

(6)﴿وَمَآ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ﴾ ”اور آپ اُن پر کوئی ذمہ دار نہیں“ یعنی آپ ﷺ کا کام تو انہیں خبردار کرنا ہے۔ آپ ﷺ ان کے کاموں کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

(7) اللہ رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ میں مشرکوں کے اعمال کو خوب جانتا ہوں، ان کی نگرانی کر رہا ہوں، انہیں پورا پورا بدلہ دوں گا۔ آپ ﷺ کے ذمہ پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمے حساب لینا ہے۔

(8) رب العزت نے فرمایا:﴿فَذَكِّرۡ ۗ اِنَّمَآ اَنۡتَ مُذَكِّرٌ ؕ﴿۲۱﴾ لَسۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِمُصَيۡطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الۡعَذَابَ الۡاَكۡبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيۡنَاۤ اِيَابَهُمۡ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ ﴿۲۶﴾﴾ ”پس آپ نصیحت کریں، یقینا آپ نصیحت کرنے والے ہی ہیں۔ آپ اُن پر ہرگز کوئی نگران مسلط کیے ہوئے نہیں ہیں۔ مگر جس نے منہ موڑا اور کفر کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کو عذاب دے گا، بہت بڑا عذاب یقینا اُنہیں ہماری جانب ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پھر یقیناً اُن کا حساب بھی ہمارے ہی ذمے ہے۔“ (الغاشیہ:21-26)

﴿وَكَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰى وَمَنۡ حَوۡلَهَا

”اور ہم نے اسی طرح آپ کی طرف عربی قرآن وحی کیا ہے تاکہ آپ بستیوں کے مرکز (مکہ) اور اُس کے اردگرد رہنے والوں کو خبردار کردیں

وَتُنۡذِرَ يَوۡمَ الۡجَمۡعِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ فَرِيۡقٌ فِى الۡجَنَّةِ وَفَرِيۡقٌ فِى السَّعِيۡرِ﴾

اور جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں جس میں کوئی شک نہیں، ایک گروہ جنت میں اور دوسرا گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوگا“ (7)

سوال 1: قرآن مجید کا مقصد اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کے عذاب سے آگاہ کرنا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَكَذٰلِكَ ... فِى السَّعِيۡرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَكَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا﴾ ”اور ہم نے اسی طرح آپ کی طرف عربی قرآن وحی کیا ہے“ یعنی اے ہمارے رسول ﷺ! آپ پر یہ قرآن عظیم اسی طرح وحی کے ذریعے نازل کیا گیا جیسا کہ گزشتہ انبیاء پر نازل ہوا۔

(2)﴿قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا﴾ ”عربی قرآن“ یعنی قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا گیا کیونکہ جس قوم کی طرف اسے بھیجا گیا وہ عرب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قوم ہیں۔اس لیے قرآن کو ان کی زبان میں نازل کیا گیا تا کہ وہ اس میں ذکر کیے گئے اللہ تعالیٰ کے دلائل کو سمجھیں۔ اسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے قوم کی زبان میں رسول بھیجا تا کہ وہ ان پر حق کو واضح کر دے۔ (جامع البیان:25/10)

(3)﴿لِتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰى وَمَنۡ حَوۡلَهَا﴾ ''تا کہ آپ بستیوں کے مرکز (مکہ) اور اُس کے اردگرد رہنے والوں کو خبردار کر دیں'' یعنی قرآن کے نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے احکامات شرک، کفر، ظلم اور فساد کے انجام اور اس کے ہولناک عذابوں سے مکہ والوں اور تمام دنیا کے انسانوں کو آگاہ کر دیں۔

(4) ام القریٰ کے لفظی معنی ہیں بستیوں کی ماں یا جڑ﴿وَمَنۡ حَوۡلَهَا﴾ اس سے مراد ساری دنیا ہے۔مکہ کو ام القریٰ اس لیے کہا گیا کہ وہ روئے زمین کے تمام شہروں سے افضل ہے جیسے نبی ﷺ نے مکہ کے بازار میں کھڑے ہو کر فرمایا: ''اے مکہ! اللہ کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی ساری زمین سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب اور افضل ہے اور تو مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی ساری زمین میں سے زیادہ محبوب ہے۔اللہ کی قسم! اگر مجھے تیرے اندر سے نہ نکالا جاتا تو تجھے کبھی نہ چھوڑتا۔'' (ابن ماجہ:3108، ترمذی:3925)

(5)﴿وَتُنۡذِرَ يَوۡمَ الۡجَمۡعِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ﴾ ''اور جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں جس میں کوئی شک نہیں'' قرآن مجید کو آپ ﷺ پر نازل کرنے کا یہ مقصد بھی ہے کہ آپ ﷺ قیامت کے دن سے لوگوں کو خبردار کر دیں۔جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنۡ خَافَ عَذَابَ الۡاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّشۡهُوۡدٌ﴾ ''بلا شبہ اس میں یقیناً ایک نشانی ہے اس کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے، وہ ایسا دن ہے جس کے لیے سب جمع کیے جائیں گے اور وہ حاضری کا دن ہوگا۔'' (ہود:103)

(6) قیامت میں اگلے پچھلے تمام انسان جمع ہوں گے ظالم بھی مظلوم بھی، مومن بھی کافر بھی۔وہ اپنے اعمال کے مطابق جزا سزا پائیں گے۔

(7)﴿فَرِيۡقٌ فِي الۡجَنَّةِ﴾ ''ایک گروہ جنت میں'' یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کی اتباع کی جو رسول ﷺ ان کے پاس لے کر آئے۔ (جامع البیان:11/25)

(8)﴿وَفَرِيۡقٌ فِي السَّعِيۡرِ﴾ ''اور دوسرا گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوگا'' یعنی جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا اور اس چیز کی مخالفت کی جو رسول ان کے پاس لے کر آئے ہیں۔ (جامع لبیان:25/11)

(9) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جنت کے سے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہل جہنم میں سے ہوتا ہے، ایک دوسرا بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جہنم کے سے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعمال کا اعتبار تو خاتمے پر ہی موقوف ہے۔'' (بخاری:6493)

(10) سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے زیادہ تم سے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی۔'' (بخاری:6488)

(11) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے۔ آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم ان کتابوں کے بارے میں جانتے ہو؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نہیں جانتے مگر یہ آپ ہمیں بتا دیں، تو آپ نے اس کتاب کے متعلق جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی فرمایا: ''یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے، اس میں جنت والوں کے نام ہیں، ان کے آباؤ اجداد اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں اور پھر آخر میں ان کے میزان کا ذکر دیا گیا ہے اب نہ ان میں کسی شخص کا اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی کی جائے گی۔'' پھر آپ نے اس کتاب کے متعلق جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی فرمایا: ''یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے، اس میں دوزخ والوں کے نام ان کے آباؤ اجداد اور قبیلوں کے ناموں کے ساتھ درج کر دیے گئے ہیں پھر آخر میں ان کے میزان کا ذکر دیا گیا ہے اب نہ ان افراد میں اضافہ کیا جائے گا اور نہ ان میں کمی کی جائے گی۔'' صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر عمل کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ بے شک یہ تو ایسا امر ہے جو طے پا چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سیدھے راستے پر چلو اور حق کے قریب رہو اس لیے کہ جنت والے کا انجام جنتیوں کے عمل پر کیا جائے گا، اگرچہ وہ خاتمہ سے پہلے کیسے ہی عمل کیوں نہ کرتا ہو اور دوزخ والے کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پہ کیا جائے گا، اگرچہ وہ خاتمہ سے پہلے کیسے ہی عمل کیوں نہ کرتا ہو۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو جھکایا اور ان دونوں کتابوں کو رکھ دیا پھر فرمایا: ''تمہارے رب نے بندوں کے متعلق فیصلہ کر دیا ہے۔ ﴿فَرِیۡقٌ فِی الۡجَنَّۃِ وَفَرِیۡقٌ فِی السَّعِیۡرِ﴾ ''ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ بھڑکتی آگ میں۔'' (ترمذی:2141)

﴿وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنۡ يُّدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ

''اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ضرور اُن سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے

وَالظّٰلِمُوۡنَ مَا لَهُمۡ مِّنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ﴾

اور ظالموں کا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار'' (8)

سوال: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک راستے پر چلا دیتا، اس کی وضاحت ﴿وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ ... نَصِيۡرٍ﴾ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ضرور اُن سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا'' یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ساری دنیا کو ہدایت کے راستے پہ ڈال دیتا نہ کہ گمراہی کے راستے پر لیکن اس نے لوگوں میں فرق رکھا کسی کو ہدایت کی توفیق دی اور کسی کو گمراہی کا راستہ یعنی شیطان کا راستہ دکھایا۔﴿وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى﴾ ''اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یقیناً ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔'' (الانعام:35)﴿وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا﴾ ''اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیتے۔'' (السجدہ:13)

(2)اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔اس نے ارادہ کیا کہ اپنی مخلوق میں سے کچھ بندوں کو اپنی رحمت کے سائے تلے لے لے تو اسے لے لیا۔

(3)﴿وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ﴾ ''لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنی رحمت یعنی اسلام میں جسے چاہتا ہے داخل فرماتا ہے اور آخرت میں اس کی رحمت جنت ہوگی۔(ایسر التفاسیر:1395)

(4)﴿وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾ ''اور ظالموں کا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار'' ظالموں سے مراد مشرک لوگ ہیں۔اور وہ لوگ بھی ظالم ہیں جن سے کوئی نیکی نہیں ہوئی۔وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہیں گے۔ان کے لیے کوئی ''ولی'' نہ ہوگا جو ان کی مدد کر سکے اور ان کو اپنا مقصد حاصل ہو سکے اور نہ کوئی مددگار ہوگا جو ان سے کسی تکلیف کو دور کر سکے۔

(5)اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو آزمانے کے لیے ارادے اور اختیار کی آزادی دی۔جو اس کا درست استعمال کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہو جاتا ہے اور جو غلط استعمال کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ

''کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرے گا

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ع 1/9/2

اور وہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' (9)

سوال:اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے،اس کی وضاحت﴿اَمِ اتَّخَذُوْا ...قَدِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ﴾ ''کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں؟'' یعنی کیا ظالموں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ولی بنا رکھے ہیں تا کہ وہ ان کی شفاعت کریں؟ یہ ان کی جہالت ہے کیونکہ کوئی اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی رضا کے بغیر شفاعت نہیں کر سکتا۔ ان کا کوئی ولی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی ولی ہے پھر اسے ولی کیوں نہیں بناتے! (ایسر التفاسیر:1395)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَنۡ يَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ ؕ وَاِنۡ يَّسۡلُبۡهُمُ الذُّبَابُ شَيۡـًٔـا لَّا يَسۡتَـنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالۡمَطۡلُوۡبُ﴾ ''اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے سو اسے غور سے سنو، یقیناً وہ لوگ جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو ایک مکھی بھی ہرگز پیدا نہیں کریں گے اور اگرچہ وہ سب کے سب اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ بھی چھین لے تو اُسے اُس سے وہ چھڑا بھی نہیں سکتے طلب کرنے والا بھی کمزور ہے اور جس سے طلب کیا گیا وہ بھی کمزور ہے۔'' (الحج:73)

(3)﴿مَثَلُ الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡلِيَآءَ كَمَثَلِ الۡعَنۡكَبُوۡتِ ۖۚ اِتَّخَذَتۡ بَيۡتًا ؕ وَاِنَّ اَوۡهَنَ الۡبُيُوۡتِ لَبَيۡتُ الۡعَنۡكَبُوۡتِ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ﴾ ''جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا، دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں اُن کی مثال مکڑی جیسی ہے جو ایک گھر بناتی ہے اور یقیناً سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا ہے، اگر وہ جانتے ہوتے۔'' (العنکبوت:41)

(4)﴿فَاللّٰهُ هُوَ الۡوَلِىُّ﴾ ''پھر اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے'' اللہ تعالیٰ حقیقی ولی ہے۔ وہ بگڑے کام بناتا ہے۔ جو اس سے دشمنی رکھتا ہے تو اسے کسی کی ولایت نہ نفع دیتی ہے، نہ تکلیف سے بچا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی کی عبادت ظلم ہے۔

(5)﴿وَهُوَ يُحۡىِ الۡمَوۡتٰى﴾ ''اور وہی مُردوں کو زندہ کرے گا'' مردوں کو زندہ کرتا ہے یعنی زندگی اور موت اس کے ہاتھ میں ہے۔

(6)﴿وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ﴾ ''اور وہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' یعنی ہر چیز اس کے قابو اور اختیار میں ہے۔ وہ اپنے تمام بندوں کا اپنی تدبیر اور اپنی قدرت کے نفاذ کے ذریعے سرپرست ہے۔

(7) جو اللہ تعالیٰ کے سوا ولی بناتے ہیں وہ سب سے بڑی غلطی کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں وہ ہر طریقے سے اور ہر وسیلے سے اس کے قرب کا ذریعہ اختیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنا سرپرست بناتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ يُخۡرِجُوۡنَهُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے وہ ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے دوست باطل معبود ہیں، وہ ان کو روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں، یہی لوگ جہنمی ہیں اور اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔'' (البقرہ:257)

﴿وَمَا اخۡتَلَفۡتُمۡ فِيۡهِ مِنۡ شَىۡءٍ فَحُكۡمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّىۡ

''اور جس کسی بات میں تم کچھ بھی اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے، وہی اللہ تعالیٰ میرا رب ہے

عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ ۖ وَاِلَيۡهِ اُنِيۡبُ﴾

اُسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اُسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں'' (10)

سوال 1: کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو اپنے جھگڑوں میں پنچ بنانے کا جو حکم دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَمَا اخۡتَلَفۡتُمۡ ... اُنِيۡبُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا اخۡتَلَفۡتُمۡ فِيۡهِ مِنۡ شَىۡءٍ فَحُكۡمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ﴾ ''اور جس کسی بات میں تم کچھ بھی اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے'' یعنی دین اور دنیا کے معاملات جن میں تم ایک دوسرے سے متفق نہ ہو، تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے تو انہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کی طرف لوٹا دو۔ کتاب وسنت کو اپنے جھگڑوں میں پنچ بناؤ۔ ان دونوں کا فیصلہ حق ہے، جو کچھ ان دونوں کے خلاف ہے وہ باطل ہے جیسا کہ ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ﴾ ''پھر اگر کسی چیز پر تم آپس میں جھگڑ پڑو تو اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔'' (النساء:59)

(2) ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّىۡ﴾ ''وہی اللہ تعالیٰ میرا رب ہے'' اس کے سوا کوئی رب نہیں۔

(3) ﴿عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ﴾ ''اُسی پر میں نے بھروسہ کیا'' میں نے اپنے سارے معاملات اس کے سپرد کر دیے۔ وہ میرے لیے کافی ہے۔ میں نے اپنے سارے کام اس کے حوالے کر دیئے ہیں۔ میں پورے وثوق کے ساتھ اسی پر اعتماد کرتا ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَاِلَيۡهِ اُنِيۡبُ﴾ ''اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں'' میں اپنے سارے معاملات میں اور زندگی کے ہر لمحے میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(5) یہ دو ایسے اصول ہیں جن کا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب عظیم میں نہایت کثرت سے ذکر فرماتا ہے کیونکہ ان دونوں کے جمع ہونے سے بندۂ مومن کو کمال حاصل ہوتا ہے اور ان دونوں کے نہ ہونے یا ان میں سے کسی ایک سے محروم ہونے سے بندۂ مومن کمال سے محروم ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ﴾ ''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔'' (الفاتحہ:4) اور فرمایا: ﴿فَاعۡبُدۡهُ وَتَوَكَّلۡ عَلَيۡهِ﴾ ''سو آپ اسی کی عبادت کریں اور اسی پر بھروسہ رکھیں۔'' (ہود:123) (تفسیر سعدی:2438/3)

سوال 2: جس چیز میں انسانوں کا اختلاف ہو اس کا فیصلہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب: (1) انسانی اختلاف کا فیصلہ کرنے والا رب ہے۔ (2) اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ اس قرآن مجید میں کر دیا ہے۔

(3) انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے سچے اصول معیشت، معاشرت، قانون سیاست، اخلاق اور زندگی گزارنے کے امور اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں طے کر دیئے ہیں۔ اب اگر انسانوں کے درمیان اختلاف ہو تو قرآن مجید حق کا راستہ پہچاننے کے لئے کافی ہے۔

(4) اس دنیا میں لوگ اللہ تعالیٰ کے سچے دین اور سچے کلام کو اپنا حکم اور ثالث ماننے کے لئے تیار نہیں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا۔ (5) سچوں کو جنت میں اور باقی تمام لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گا۔

سوال 3: ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيۡ﴾ کی بات جب انسان کے شعور میں بیٹھ جاتی ہے تو اس کے کیا نتائج نکلتے ہیں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مان لینے سے انسان کا شعور اور اس کی سوچ بلند ہو جاتی ہے۔

(2) انسان پر صراط مستقیم کے نشانات واضح ہو جاتے ہیں۔

(3) انسان کو یہ شعور مل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حامی، نگہبان اور محافظ ہے۔

(4) انسان کو یہ یقین نصیب ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے قدموں کو درست رکھنے والا ہے اور محمد ﷺ کے طریقے کی پیروی کروانے والا ہے۔ (5) انسان اپنے رب پر توکل کرتا ہے۔ (6) انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے۔

(7) انسان پھر یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اسلامی نظام زندگی کے سوا کوئی اور نظام، اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلے کے علاوہ کوئی اور فیصلہ بھی ہو سکتا ہے جس کی طرف اختلاف کی صورت میں وہ دیکھ سکے جب کہ نبی ﷺ اپنے فیصلوں میں اللہ تعالیٰ کی شریعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرف دیکھتے تھے۔

سوال 4: نبی ﷺ کی زبان سے اقرار کے لوگوں پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: (1) نبی ﷺ کی زبان سے اس بات کے اقرار پر: ''اللہ تعالیٰ میرا رب ہے میں اس پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں'' بڑے گہرے نفسیاتی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(2) لوگ یہ سوچتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے نبی جو ہدایت پر ہیں وہ اپنے فیصلے اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتے ہیں تو ہم اپنے معاملات میں کسی اور جانب کیسے جا سکتے ہیں؟

(3) لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نبی ﷺ کو جدھر موڑنا چاہتا ہے موڑتا ہے تو ہماری زندگیوں کو بھی اللہ تعالیٰ ہی جدھر چاہے موڑ سکتا ہے کہ وہ ہمارا رب ہے، اسی پر ہمارا اعتماد ہے، اسی کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں۔

﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ

''وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اُس نے تمہارے لیے خود تم میں سے جوڑا جوڑا بنایا اور جانوروں میں سے بھی

اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾

جوڑا جوڑا بنایا، وہ تمہیں اس میں پھیلاتا ہے، اُس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے'' (11)

سوال: کائنات کے خالق کے احسانات بڑے ہیں، اس کی وضاحت ﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ... وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے'' یعنی عظیم قدرت ہے اس خالق کی، اس نے اپنی حکمت اور مشیت سے آسمان اور زمین کو تخلیق کیا جیسا کہ فرمایا: ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ (۱۰) هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۱۱)﴾ ''اُس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر ہی پیدا کیا، تم اُن کو دیکھتے ہو اور اُس نے زمین میں پہاڑ جما دیے کہ کہیں تمہیں لے کر جھک نہ جائے اور اُس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے اس میں ہر طرح کی (غلہ کی) عمدہ قسم اگائی۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق، تو تم مجھے دکھاؤ ان لوگوں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے جو اس کے سوا ہیں کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔'' (لقمان:11,10)

(2)﴿جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا﴾ ''اس نے تمہارے لیے خود تم میں سے جوڑا جوڑا بنایا'' اس نے تمہاری دل جوئی کے لیے تمہاری جنس سے تمہارے لیے جوڑے بنائے جیسے سیدنا آدم علیہ السلام کی پسلی سے سیدہ حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ اس کے بعد تناسل سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ (3) تمہیں جوڑا جوڑا اس لیے بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کے پاس سکون حاصل کر سکو۔

(4)﴿وَّمِنَ الۡاَنۡعَامِ اَزۡوَاجًا﴾ ''اور جانوروں میں سے بھی جوڑا جوڑا بنایا'' اس نے جانوروں کی بھی دونوں اقسام بنائیں نر اور مادہ تا کہ ان کی نسل بڑھے اور تمہاری ضروریات پوری ہوں۔

(5) بڑے بڑے احسانات ہیں ربِ جلیل وکریم کے۔ اس نے تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کی ہے۔

(6)﴿يَذۡرَؤُكُمۡ فِيۡهِ﴾ ''وہ تمہیں اس میں پھیلاتا ہے'' یعنی وہ تمہیں بھی اس نظام سے بڑھاتا اور پھیلاتا ہے اور تمہارے مویشیوں کو بھی۔ پاک ہے وہ عظیم خالق ساری مصلحتوں کو جاننے والا، سارے انتظامات کرنے والا۔

(7)﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَيۡءٌ﴾ ''اس کی مثل کوئی چیز نہیں'' یعنی مخلوق میں خالق کی نظیر، اس کی مثال نہیں۔

(8) یعنی نہ ذات میں اس کا کوئی مماثل ہے نہ صفات میں، نہ اس کے احکام اور فیصلوں کی طرح کسی کا حکم اور فیصلہ ہے، نہ اس کے دین کی طرح کوئی دین ہے، نہ اس کا کوئی جوڑا ہے، نہ ہم سر، نہ ہم جنس ہے۔ (تفسیر عثمانی:552/2)

(9) کائنات کی کوئی چیز رب جیسی نہیں کیونکہ ہر چیز مخلوق ہے اور مخلوق خالق کے جیسی نہیں ہو سکتی۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں اپنی مثال آپ ہے۔ لہٰذا انسانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے بے مثال خالق کی طرف لوٹیں اور اپنے اختلافات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے فیصلے نہ لیں۔

(10) کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں۔ یعنی اس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز اس کی ذات میں، اس کے اسماء میں، اس کی صفات میں اور اس کے افعال میں مشابہت رکھتی ہے نہ مماثلت کیونکہ اس کے تمام اسماء اسمائے حسنیٰ ہیں اور اس کی تمام صفات صفاتِ کمال وعظمت ہیں۔ اس نے اپنے افعال کے ذریعے سے اتنی بڑی کائنات کو بغیر کسی مددگار کے وجود بخشا۔ پس اس جیسی کوئی چیز نہیں کیونکہ وہ ہر لحاظ سے اپنے کمال میں واحد اور منفرد ہے۔ (تفسیر سعدی:2439,2438/3)

(11)﴿وَهُوَ السَّمِيۡعُ﴾ ''اور وہ سب کچھ سننے والا ہے'' یعنی وہ ساری مخلوقات کو سنتا ہے اگرچہ ان کی زبانیں مختلف ہیں، اگرچہ ان کی ضروریات مختلف ہیں۔ وہ ساری کائنات کا سننے والا ہے۔

(12)﴿الۡبَصِيۡرُ﴾ ''سب کچھ دیکھنے والا ہے'' وہ ساری کائنات کا دیکھنے والا ہے۔ وہ چھوٹے سے مچھر کے اندر رگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں دوڑتے خون کو اور درخت کی باریک ٹہنی میں سرایت کرتے پانی اور جسم میں سرایت کرتی ہوئی خوراک کو دیکھتا ہے۔

(13) اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ وہ سارے فیصلے دیکھنے اور سننے والے کی طرح کرتا ہے وہی اختلافی معاملات میں فیصلہ کرتا ہے۔

﴿لَهٗ مَقَالِيۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ۚ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ‌ؕ

''آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں، وہ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور وہی تنگ بھی کر دیتا ہے۔

اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ﴾

یقیناً وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے''(12)

سوال: کائنات کے خزانوں کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں، اس کی وضاحت ﴿لَهٗ ... عَلِيۡمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَهٗ مَقَالِيۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ﴾ ''آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں'' آسمان اور زمین اور ساری کائنات کے خزانوں کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ‌ۚ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ (۶۲) لَهٗ مَقَالِيۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں۔'' (الزمر:62،63)

(2) اللہ تعالیٰ ساری دنیا کا حاکم، مالک اور مختار کل ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ظاہری اور باطنی نعمتوں، رحمت اور رزق کی کنجیاں ہیں۔ ساری مخلوقات ہر حال میں اس کی محتاج ہیں۔ اس کے سوا کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔

(4) وہ عطا کرنے والا جب کسی کو دیتا ہے تو کوئی اس سے روک نہیں سکتا۔ جس سے وہ روک دے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اس نے فرمایا: ﴿مَا يَفۡتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَةٍ فَلَا مُمۡسِكَ لَهَا‌ۚ وَمَا يُمۡسِكۡ ۙ فَلَا مُرۡسِلَ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ﴾ ''اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں سے جو کچھ کھول دیتا ہے تو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جسے بند کر دیتا ہے تو اس کے بعد اسے کوئی بھیجنے والا نہیں۔'' (فاطر:2)

(5) وہ نفع اور نقصان کا مالک ہے۔ (6) انسانوں کے پاس جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ ”وہ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے“ جس کے لیے چاہتا ہے امتحان کی غرض سے اس کا رزق کشادہ کر دیتا ہے۔

(8)﴿وَيَقْدِرُ﴾ ”اور وہی تنگ بھی کر دیتا ہے“ وہ جس کے لیے چاہتا ہے امتحان اور آزمائش کے طور پر رزق تنگ کر دیتا ہے۔ سب کچھ اس کی حکمت سے ہوتا ہے۔

(9) جب رزق کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، وہ کھلاتا پلاتا ہے اور کفیل ہے تو انسان اُس کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف کیوں متوجہ ہوتے ہیں؟ وہ کیوں غیر اللہ سے اپنے معاملات کے فیصلے چاہتے ہیں؟ رزق دینے والے کی طرف ہی فیصلوں کے لئے رجوع کرنا چاہیے۔

(10)﴿اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ ”یقیناً وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے“ ہر چیز کے بارے میں پوری طرح سے جانتا ہے۔ اس کے علم کے دائرے میں ساری مخلوق گھری ہوئی ہے۔

(11) جس کے پاس ہر چیز کا علم ہے زمین و آسمان کا، ان کی تدبیر اور انتظام کا، انسانوں اور جانوروں کے جوڑوں کا، اُن سے نسلوں کو چلانے کا، اُن کو رزق دینے کا، وہی فیصلہ کر سکتا ہے۔ جو علم رکھتا ہے اسی کا فیصلہ عدل والا ہو سکتا ہے۔

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا

”اُس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا تاکیدی حکم اُس نے نوح کو دیا اور جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف کی ہے

بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ

اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

مشرکین پر بہت گراں ہے جس کی طرف آپ اُنہیں دعوت دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے لیے چن لیتا ہے جس کو چاہتا ہے

وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ﴾

اور اپنی طرف اُس کو راستہ دکھاتا ہے، جو رجوع کرتا ہے“ (13)

سوال 1: توحید تمام انبیاء کا دین ہے، اس کی وضاحت ﴿شَرَعَ ... اِلَيْهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ﴾ ”اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے“ اللہ رب العزت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

احسان ہے کہ اس نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا ہے جو تمام انبیاء کو، سب پہلے اور پچھلے رسولوں کو دیا۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ﴾ ''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف وحی کرتے رہے کہ بلاشبہ میرے سوا کوئی معبود نہیں چنانچہ تم میری ہی عبادت کرو۔'' (الانبیاء:25)

(2) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں الگ الگ ہیں اور ان کا دین ایک ہی ہے۔'' (بخاری:3443)

(3) ﴿مَا وَصّٰی بِهٖ نُوۡحًا﴾ ''جس کا تاکیدی حکم اُس نے نوح کو دیا'' یعنی سیدنا نوح علیہ السلام کو شریعت دے کر بھیجا جو حلال کو حلال، حرام کو حرام کرتی ہے یعنی توحید۔ (جامع البیان:16/25) دین اسلام، شریعت کے اصول جو انبیاء کے درمیان مختلف نہیں تھے، ان پر ساری کتابیں متفق ہیں۔ (فتح القدیر:662/2)

(4) ﴿وَّالَّذِیۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ﴾ ''اور جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف کی ہے'' یعنی قرآن اور اسلامی شریعت اور شرک سے برأت۔ (فتح القدیر:663/4)

(5) ﴿وَمَا وَصَّيۡنَا بِهٖۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰی وَعِيۡسٰۤی﴾ ''اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا'' مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو نبی مبعوث کیا اسے اقامت صلوٰۃ، ادائیگی زکوٰۃ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وصیت کی۔ یہ وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لیے مشروع کیا۔ (فتح القدیر:663/4)

(6) ﴿اَنۡ اَقِيۡمُوا الدِّيۡنَ﴾ ''کہ دین کو قائم کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کی توحید، اس کے رسولوں کی اطاعت اور اس کی شریعت کو قبول کرو۔

(7) اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم دین کے تمام اصول و فروع کو قائم کرو۔ ان کو خود اپنی ذات پر نافذ کرو، پھر دوسروں پر نافذ کرنے کے لیے جدوجہد کرو۔ نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرو، گناہ اور زیادتی پر تعاون نہ کرو۔ (تفسیر سعدی:2440/3)

(8) ﴿وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِيۡهِ﴾ ''اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو'' اور دین کے جو غیر متبدل اصول ہیں یعنی توحید اور معاد وغیرہ ان میں اختلاف نہ ڈالو۔ اس جملہ کے مخاطب اگرچہ بظاہر انبیاء معلوم ہوتے ہیں تاہم اس کے مخاطب ان انبیاء کے متبعین ہیں اور یہ انداز مزید تاکید کے لیے ہے کیونکہ انبیاء کا تو مشن ہی یہ ہوتا ہے کہ سابقہ اختلاف کو ختم کریں چہ جائیکہ نئے اختلاف ڈالیں۔ (تیسیر القرآن:132/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9) اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا تاکہ تم دین کے اصول وفروع پر متفق رہو، اس امر پر پوری توجہ رکھو کہ کہیں مسائل تم میں تفرقہ ڈال کر تمہیں گروہ درگروہ تقسیم نہ کردیں اور یوں تم ایک دوسرے کے دشمن بن جاؤ باوجود کہ تمہارا دین ایک ہے۔ دین پر اجتماع اور عدم تفرقہ میں وہ اجتماعات عامہ بھی شامل ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے مثلاً حج، عیدین، جمعہ، نماز پنجگانہ اور جہاد وغیرہ۔ یہ ایسی عبادات ہیں جو اجتماع اور عدم تفرق کے بغیر مکمل نہیں ہوتیں۔ (تفسیر سعدی:2440/3)

(10) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ الۡكِتٰبِ وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الۡحَـقِّ‌ؕ لِكُلٍّ جَعَلۡنَا مِنۡكُمۡ شِرۡعَةً وَّمِنۡهَاجًا‌ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَـعَلَـكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰـكِنۡ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِىۡ مَاۤ اٰتٰٮكُمۡ‌ فَاسۡتَبِقُوا الۡخَـيۡرٰتِ‌ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ﴾ ”اور ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے جو تصدیق کرنے والی ہے اس کے لیے جو کتاب میں سے اس سے پہلے ہے اور ان پر نگہبان ہے، چنانچہ آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اور جو حق آپ کے پاس آیا ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کا پیچھا نہ کرو۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک راستہ اور ایک طریقہ مقرر کردیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ضرور وہ تمہیں ایک ہی اُمت بنا دیتا لیکن وہ چاہتا ہے کہ اس میں تمہاری آزمائش کرے جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے، چنانچہ تم بھلائیوں میں سبقت لے جاؤ، تم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں اس چیز کے متعلق بتائے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔“ (المائدہ:48)

(11) ﴿كَبُرَ عَلَى الۡمُشۡرِكِيۡنَ مَا تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَيۡهِ﴾ ”مشرکین پر بہت گراں ہے جس کی طرف آپ اُنہیں دعوت دیتے ہیں“ یعنی توحید کی دعوت اور اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص مشرکوں پر گراں ہے۔ (جامع البیان:25/10)

(12) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحۡدَهُ اشۡمَاَزَّتۡ قُلُوۡبُ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ‌ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِذَا هُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ﴾ ”اور جب اکیلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل تنگ پڑتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تب وہ خوش وخرم ہوجاتے ہیں۔“ (الزمر:45)

(13) جیسا کہ مشرکین کہتے تھے: ﴿اَجَعَلَ الۡاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَىۡءٌ عُجَابٌ﴾ ”کیا اُس نے سارے معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا؟ بلاشبہ یہ یقیناً بڑی عجیب بات ہے۔“ (ص:5)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: انبیاء علیہم السلام کے ایک دین پر ہونے سے کیا حقائق سامنے آتے ہیں؟

جواب: (1) انبیاء علیہم السلام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ (2) انبیاء علیہم السلام کے درمیان گہرے تعلقات ہیں۔

(3) اس سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ادیان کی جڑ ایک ہے۔

(4) اس سے مومن کا حال ماضی سے جڑ جاتا ہے اور ماضی حال سے جڑ جاتا ہے، اور یوں سب ایک ہی قافلے کے لوگ بن جاتے ہیں۔ (5) اس سے مومن کے سامنے یہ حقیقت آتی ہے کہ اس کا جن سے تعلق ہے وہ لوگ عظیم ہیں اور وہ عظیم لوگوں کا پیروکار ہے، وہ انبیاء کے راستے پر چل رہا ہے اور جس قافلے کے ساتھ وہ چل رہا ہے وہ تاریخ انسانی کا عظیم قافلہ ہے۔

سوال 3: ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اس کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ... يُّنِيۡبُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ يَجۡتَبِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ﴾ ''اللہ تعالیٰ اپنے لیے چن لیتا ہے جس کو چاہتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے انتخاب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اپنے لیے چن لیتا ہے اور اپنی ولایت کے لیے اس کو چن لیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔ (جامع البیان: 17/25)

(2) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ میں برگزیدہ بنالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں ان لوگوں کو اپنے لیے منتخب کرتا ہے جن کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ وہ اس کی رسالت، اس کی ولایت اور اس کی نعمت کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔ اس طرح اس نے اس امت کا انتخاب کیا اور اسے تمام امتوں پر فضیلت سے نوازا اور اس کے لیے بہترین دین چنا۔
(تفسیر سعدی: 2441,2440/3)

(3) ﴿وَرَبُّكَ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخۡتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الۡخِيَرَةُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ﴾ ''اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو وہ چاہتا ہے منتخب کرتا ہے اور انہیں کوئی اختیار نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔'' (القصص: 68) ﴿اَللّٰهُ يَصۡطَفِىۡ مِنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ﴾ ''اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والے منتخب فرماتا ہے۔'' (الحج: 75)

(4) ﴿وَيَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يُّنِيۡبُ﴾ ''اور اپنی طرف اُس کو راستہ دکھاتا ہے، جو رجوع کرتا ہے'' اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت کے راستے پر چلا دیتا ہے جس کے اندر ہدایت پر آنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ جو حق کی تلاش میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہدایت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔

(5) یعنی اپنے رب کی طرف تمام معاملات میں رجوع کرنے والے کو اطاعت اور اتباع رسول کی توفیق ملتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)رب العزت کا فرمان:﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ ''اور جنہوں نے ہماری خاطر پوری کوشش کی، انہیں یقیناً ہم ضرور اپنے راستے دکھائیں گے۔'' (العنکبوت:69)

(7)اور جو اس کی طرف رجوع کرے وہ اسے اپنی طرف راستہ دکھاتا ہے۔ بندے کی طرف سے یہ ایسا سبب ہے جس کے ذریعے سے وہ ہدایت الٰہی کی منزل تک پہنچتا ہے، اپنے رب کی طرف انابت، دلی محرکات کا اس کی طرف کھچنا اور اپنے رب کی رضا کو اپنا مقصد بنانا یہ تمام اسباب طلب ہدایت کے حصول کو آسان بناتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ﴾ ''اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اُس کو سلامتی کے راستے کی ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضا کے پیچھے چلا۔'' (المائدہ:16)(تفسیر سعدی:2441/3)

﴿وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

''اور اُنہوں نے آپس میں تفرقہ نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ اُن کے پاس علم آگیا، آپس کی ضد کی وجہ سے اور اگر آپ کے رب

مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ

کی طرف سے ایک بات مدتِ مقرر تک طے نہ ہوتی تو ضرور اُن کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا، اور یقیناً جن لوگوں کو اُن کے بعد

مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ﴾

کتاب کا وارث بنایا گیا وہ اُس کے بارے میں بے چین کرنے والے شک میں ہیں'' (14)

سوال: اختلافات ضد اور بحث سے پیدا ہوتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَا تَفَرَّقُوْٓا ... مُرِيْبٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ﴾ ''اور اُنہوں نے آپس میں تفرقہ نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ اُن کے پاس علم آگیا'' اختلافات حق آجانے کے بعد ایک دوسرے سے ضد اور بحث سے پیدا ہوئے۔ (2)اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں نے اپنے ادیان میں علم آجانے کے بعد اختلاف کیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ وہ علم جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور جس کے ساتھ سیدنا نوح علیہ السلام کو بھیجا تھا، وہ دین حق کو قائم کرنا تھا اور یہ کہ تم اس میں تفرقہ نہ کرو۔ (جامع البیان:17/25)

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ (۴) وَمَآ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۙ حُنَفَآءَ وَ یُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ﴾ ”اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی جدا جدا نہیں ہوئے مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح دلیل آئی اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس حال میں کہ وہ دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے والے، یکسو ہونے والے ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور یہی مضبوط دین ہے۔“ (البینۃ:4،5)

(4) اور یہ سب کچھ ان کی طرف سے بغاوت اور عدوان کی وجہ سے صادر ہوا کیونکہ انہوں نے آپس میں بغض، کینہ اور حسد کا رویہ رکھا جس سے ان کے درمیان عداوت پیدا ہوئی اور اس طرح اختلاف پیدا ہوا۔ اے مسلمانو! ان جیسا رویہ اختیار کرنے سے بچو۔ (تفسیر سعدی:2442/3)

(5) اہل کتاب نے کتاب نازل ہونے کے بعد اختلاف کیا حالانکہ کتاب ہی ان کے لیے اتحاد کا موجب تھی۔ ان کا عمل کتاب اللہ کے خلاف تھا۔

(6) ﴿بَغۡیًۢا بَیۡنَہُمۡ﴾ ”آپس کی ضد کی وجہ سے“ یعنی حسد اور اقتدار کی طلب میں انہوں نے اختلاف کیا۔

(7) سیدنا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مالوں کی کثرت کی وجہ سے انہوں نے ایک دوسرے پر زیادتی کی اور اختلاف کیا۔ (الدر المنثور:696/5)

(8) ﴿وَ لَوۡ لَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّکَ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی﴾ ”اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات مدتِ مقرر تک طے نہ ہوتی“ یعنی رب العزت کی جانب سے عذابِ فیصلہ کن وقت تک موخر کرنے کا فیصلہ نہ ہوتا۔

(9) ﴿لَّقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ﴾ ”تو ضرور اُن کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا“ یعنی ان کے اختلاف کا فیصلہ کر دیا جاتا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ فَاخۡتُلِفَ فِیۡہِ ؕ وَ لَوۡ لَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ ؕ وَ اِنَّہُمۡ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ مُرِیۡبٍ﴾ ”اور بلاشبہ یقینا ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی جانب سے ایک بات پہلے ہی نہ ہو چکی ہوتی تو اُن کے درمیان ضرور فیصلہ کر دیا جاتا اور یقینا وہ لوگ اُس سے بے چین کرنے والے شک میں ہیں۔“ (حم السجدۃ:45)

(10) اگر حساب کتاب کے لیے قیامت کا دن پہلے سے طے نہ ہوتا تو ظالموں کو ان کے برے عمل کی سزا فوراً دنیا میں ہی مل جاتی۔ (مختصر ابن کثیر:1807/2)

(11) ﴿وَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡرِثُوا الۡکِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ مُرِیۡبٍ﴾ ”اور یقینا جن لوگوں کو اُن کے بعد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

3

کتاب کا وارث بنایا گیا وہ اُس کے بارے میں بے چین کرنے والے شک میں ہیں‘‘ یعنی ان کے اسلاف نے ضد اور حسد کی وجہ سے اختلاف کیا تو اخلاف نے یعنی پیچھے آنے والوں نے شک اور ریب کی وجہ سے اختلاف کیا۔ اختلاف ان کی پہچان تھی۔ اس میدان میں کوئی بھی پیچھے نہیں تھا۔

(12) جو لوگ اپنے بزرگوں کی کتابوں کے وارث ہوئے تھے دراصل ان کے مقلد ہیں۔ مقلد کا ایمان شکوک وشبہات سے پر ہوتا ہے دلیل پر نہیں ہوتا کہ درجہ یقین تک پہنچا ہوا ہو بلکہ یہ اپنے بزرگوں کے، جو حق کو نہ ماننے والے تھے، مخلص مقلد ہوتے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:1807/2)

﴿فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ

’’چنانچہ آپ اُسی کی طرف دعوت دیں اور مضبوطی سے قائم رہیں جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے اور اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کریں

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ

اور آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل کی میں اُس پر ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔

اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ

اللہ تعالیٰ ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی ہے، ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔

لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴾

ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں آپس میں جمع کرے گا اور اُسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے‘‘ (15)

سوال 1: ﴿فَلِذٰلِكَ ... مِنْ كِتٰبٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلِذٰلِكَ فَادْعُ﴾ ’’چنانچہ آپ اُسی کی طرف دعوت دیں‘‘ یعنی اپنی امت کو اس دین قیم کی دعوت دیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل کیں، رسول بھیجے اور انہیں اس دین کی رغبت دلائی۔

(2) ﴿وَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ﴾ ’’اور مضبوطی سے قائم رہیں جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے‘‘ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر استقامت اختیار کریں۔ سفیان نے کہا کہ قرآن پر استقامت اختیار کریں۔ ضحاک نے کہا: رسالت کا پیغام پہنچانے میں استقامت اختیار کریں۔ (فتح القدیر:664/4)

(3) یعنی اللہ تعالیٰ کی شریعت پر اور اس کی دعوت دینے پر استقامت اختیار کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔

عندالوصل: بَيْنَكُمْ اللّٰهُ ....

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

(4) استقامت سے مراد اللہ تعالیٰ کے حکم کی موافقت ہے جس میں کوئی افراط و تفریط نہ ہو بلکہ اس میں دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل اور اس کے نواہی سے اجتناب ہو، سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی تکمیل کے لیے استقامت کے التزام اور دوسروں کی تکمیل کے لیے اس کی طرف دعوت دینے کا حکم دیا، نیز یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دیے گئے حکم کا اطلاق امت پر بھی ہوتا ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ یہ حکم صرف آپ کے ساتھ مخصوص نہ ہو۔ (تفسیر سعدی: 2442/3)

(5) ﴿وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ﴾ ''اور اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کریں'' یعنی کفار، مشرکین اور منافقین کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ یہ اتباع اس طرح ہوتی ہے کہ آپ ان کے دین کے کسی حصے کی اتباع کریں یا دعوت الی اللہ کا کام چھوڑ دیں یا استقامت چھوڑ دیں۔ اگر علم آجانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ کا شمار ظالموں میں سے ہوگا۔

(6) رب العزت نے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرنے کا حکم دیا ہے یہ نہیں کہا کہ ان کے دین کی پیروی نہ کرو اس لیے کہ ان کا دین خواہشات کا دین ہے اور انہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا۔

(7) ﴿وَقُلۡ﴾ ''اور آپ کہہ دیں'' یعنی اگر وہ آپ سے بحث کریں تو انہیں کہہ دیں۔

(8) ﴿اٰمَنۡتُ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنۡ كِتٰبٍ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل کی میں اُس پر ایمان لایا'' یعنی ان کے ساتھ آپ کی بحث اس بنیاد، اس اصول پر ہونی چاہیے کہ میں کتاب پر ایمان رکھتا ہوں اور کتاب کو لانے والے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔

(9) کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب میں سے جو نازل کیا ہے میں اُس پر ایمان لایا۔ یعنی ان کے ساتھ آپ کا بحث و مناظرہ، اس عظیم اصول پر مبنی ہونا چاہیے جو اسلام کے شرف و جلال پر دلالت کرتا ہے اور تمام ادیان پر اس کے نگران ہونے کا اور یہ اہل کتاب جس دین پر چلنے کے دعویدار ہیں، وہ بھی اسلام کا ایک جزو ہے۔ اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف راہ نمائی کی گئی ہے کہ اگر اہل کتاب بعض کتابوں اور بعض رسولوں پر ایمان لا کر اور دیگر کا انکار کر کے مناظرہ کریں تو یہ قابل قبول نہیں کیونکہ جس کتاب کی طرف یہ لوگ دعوت دیتے ہیں اور جس رسول کی طرف یہ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں، اس کی صداقت کی شرط یہ ہے کہ وہ اس قرآن کی اور اس کو لانے والے کی تصدیق کرتا ہو، پس ہماری کتاب اور ہمارا رسول ﷺ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، تورات اور انجیل پر ایمان لائیں جن کی قرآن مجید نے تصدیق کی ہے، ان کے بارے میں یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ قرآن کی تصدیق اور اس کی صحت کا اقرار کرتی ہیں۔ مجرد تورات و انجیل اور سیدنا موسیٰ و سیدنا عیسیٰ علیہما السلام جو ہمارے اوصاف بیان کرتے ہیں نہ ہماری کتاب کی موافقت کرتے ہیں تو ان پر ایمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لانے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم نہیں دیا۔ (تفسیر سعدی:2443/3)

(10) رسول اللہ ﷺ سے یہ بات اس لیے کہی گئی کہ کتاب ہی نظام شریعت کی بنیاد تھی۔ اسی کتاب کو لے کر ہی حق کی دعوت کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے انسانیت رب کی طرف لوٹتی ہے۔ یہی کتاب ہے جس کی وجہ سے عدل ہو سکتا ہے۔

سوال 2: ﴿وَاُمِرۡتُ ... وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاُمِرۡتُ لِاَعۡدِلَ بَيۡنَكُمُ﴾ ”اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں“ یعنی ان معاملات میں فیصلہ کرتے وقت جن میں تم آپس میں اختلافات کر رہے ہو مجھے حکم دیا گیا کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔

(2) تمہاری عداوت اور بغض مجھے تمہارے درمیان انصاف سے نہیں روک سکتا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ الۡكِتٰبِ وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الۡحَقِّ﴾ ”اور ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے جو تصدیق کرنے والی ہے اس کے لیے جو کتاب میں سے اس سے پہلے ہے اور ان پہ نگہبان ہے، چنانچہ آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اور جو حق آپ کے پاس آیا ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کا پیچھا نہ کرو۔“ (المائدہ:48)

(4) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو لوگوں نے کہا کہ اس کے بارے میں کون نبی ﷺ سے سفارش کرے گا؟ (کہ اسے سزا نہ ہو) پس کسی کو آپ ﷺ سے (یہ بات) عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی تو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ سے فرمایا: ”بے شک بنی اسرائیل میں بھی جب کوئی شریف (بااثر) شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی غریب شخص چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے، اگر (اس کی جگہ چوری کرنے والی میری بیٹی) فاطمہ بھی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔“ (بخاری:3475،2648)

(5) ﴿اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمۡ﴾ ”اللہ تعالیٰ ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی۔ (6) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں۔ وہی ہر چیز کا رب اور اس کا مالک ہے۔ (ایسر التفاسیر:1399،1398)

(7) ﴿لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ﴾ ”ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں“ یعنی ہمارے اعمال اور ان کا عذاب و ثواب ہمارے لیے ہے اور تمہارے اعمال اور ان کا عذاب و ثواب تمہارے لیے۔ ہم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تمہارے اعمال سے بری الذمہ ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو کہہ دو کہ میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل، جو کچھ میں کرتا ہوں اس سے تم بری ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں بری ہوں۔'' (یونس:41)

(8)﴿قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ جو جرم ہم نے کیا اُن کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائے گا اور جو کام تم کرتے ہو اُس کے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا جائے گا۔'' (سبا:25)

(9)﴿لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ ''ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں'' یعنی ہمارے اور تمہارے درمیان حقائق واضح ہونے کے بعد، گمراہی میں سے ہدایت اور باطل میں سے حق واضح ہو جانے کے بعد کوئی جھگڑا نہیں۔ (تفسیر سعدی:2443/3)

(10)﴿اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہمیں آپس میں جمع کرے گا اور اُسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کرے گا ہم نے پلٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔

(11) اس وقت اللہ تعالیٰ حق کا فیصلہ کر دے گا کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

(12) اس سے یہ سمجھایا گیا ہے کہ اگرچہ تم زمین پر رہتے ہو، زندگی بسر کرتے ہو لیکن تمہارے فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں چونکہ اس کے پاس جمع ہونا ہے، لوٹ کر جانا ہے لہٰذا اپنے اعمال کی فکر کر لو۔

سوال 3: اس آیت سے اسلام کی دعوت کے مزاج کے بارے میں کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب: (1) اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس دعوت نے اپنے راستے پر چلتے چلے جانا ہے۔

(2) اس دعوت نے انسانوں کی خواہشات کا لحاظ نہیں رکھنا۔ (3) اس دعوت کا مقصد عدل کرنا ہے۔

(4) اس دعوت سے ایک اللہ تعالیٰ کو رب بنا کر اسی کی طرف توجہ کرنے اور کروانے کا سلسلہ جاری رکھنا ہے۔

(5) اس دعوت نے انفرادی ذمہ داری کا اصول دیا۔

(6) اس دعوت نے انسانوں کی توجہ کو جمع ہونے والے دن کی طرف مبذول کر دیا ہے جس دن انسانوں کا حساب کتاب ہوگا۔

سوال 4: یہ آیت دس مستقل احکامات پر مشتمل ہے، ان کی وضاحت کریں؟

جواب: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت دس مستقل جملوں پر مشتمل ہے اور ہر جملہ خاص احکام پر مشتمل ہے گویا اس ایک آیت میں احکام کی دس فصلیں مذکور ہیں۔ اس کی نظیر پورے قرآن میں ایک آیۃ الکرسی کے سوا کوئی نہیں۔ آیت الکرسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بھی دس احکام کی دس فصلیں آئی ہیں۔(معارف القرآن:680/7)

(1) پہلا حکم یہ ہے کہ آپ پر کوئی نئی وحی نہیں آئی سابقہ انبیاء علیہم السلام پر بھی اسی طرح وحی آتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کوئی نیا دین نہیں ہے سابقہ انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی دین تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو اس کی دعوت دیتے رہیں، اسی پر جمے رہیں اور اسی کے پھیلانے میں دوڑ دھوپ کرتے رہیں۔

(2) دوسرا حکم یہ ہے کہ توحید پر جم جائیں اور مسلمانوں کو اس پر جم جانے کی ترغیب دلاتے رہیں۔

(3) تیسرا حکم یہ ہے کہ مشرکوں کے اختلافات، حق کی تکذیب، افترا پردازی اور غیر اللہ کی عبادت سب خراب عادتیں ہیں۔ خبردار! آپ ہرگز ان گندی عادتوں کے پیچھے نہ لگیں۔

(4) چوتھا حکم یہ ہے کہ آپ ڈنکے کی چوٹ پر اس عقیدے کا اعلان فرما دیں کہ میرا تمام الہامی کتابوں پر ایمان ہے۔ میرا یہ ظرف نہیں ہے کہ ایک کو تو مان لوں اور باقی کتابوں کو جھٹلا دوں۔

(5) پانچواں حکم یہ ہے کہ میں تم میں وہی احکام پھیلانا چاہتا ہوں جو میرے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئے ہیں اور سراسر عدل وانصاف پر مبنی ہیں۔

(6) چھٹا حکم یہ ہے کہ سچا معبود اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی سب کا مربی اور محسن ہے اگرچہ کوئی شخص اپنی خوشی سے اس کے آگے نہ جھکے مگر درحقیقت نہ صرف ہر شخص بلکہ ہر چیز اس کے آگے سرنگوں ہے اور سجدہ کر رہی ہے۔

(7) ساتواں حکم یہ ہے کہ اپنی اپنی کرنی اور اپنی اپنی بھرنی۔ اس حیثیت سے ہم میں تم میں کوئی تعلق نہیں۔ فرمایا: ﴿وَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقُلْ لِّىۡ عَمَلِىۡ وَلَـكُمۡ عَمَلُكُمۡ‌ ۚ اَنۡتُمۡ بَرِيۡٓـــُٔوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ﴾ ''اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو کہہ دو کہ میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل، جو کچھ میں کرتا ہوں اس سے تم بری ہو اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو اس سے میں بری ہوں۔'' (یونس:41)

(8) آٹھواں حکم یہ کہ ہم میں آپس میں کوئی جھگڑا نہیں اور کسی مناظرہ کی ضرورت نہیں۔

(9) نواں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا۔ ﴿قُلۡ يَجۡمَعُ بَيۡنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفۡتَحُ بَيۡنَنَا بِالۡحَـقِّ ؕ وَهُوَ الۡفَتَّاحُ الۡعَلِيۡمُ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ ہمارا رب ہمیں جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان برحق فیصلہ کرے گا اور وہی خوب فیصلہ کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (سبا:26)

(10) دسواں حکم یہ ہے کہ سب نے لوٹ کر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف جانا ہے۔ (مختصر ابن کثیر:1808/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِيۡنَ يُحَآجُّوۡنَ فِى اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اسۡتُجِيۡبَ لَهٗ حُجَّتُهُمۡ دَاحِضَةٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپس میں جھگڑا کرتے ہیں بعد اس کے کہ اُس کو تسلیم کر لیا گیا، اُن کی دلیل اُن کے

وَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ﴾

رب کے نزدیک باطل ہے اور اُن پر غضب ہے اور اُن کے لیے بہت سخت عذاب ہے'' (16)

سوال: دین میں جھگڑنے والوں سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيۡنَ...شَدِيۡدٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيۡنَ يُحَآجُّوۡنَ فِى اللّٰهِ﴾ ''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپس میں جھگڑا کرتے ہیں'' جو لوگ شریعت کے احکامات میں مسلمانوں سے جھگڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین میں رخنے لگاتے ہیں وہ باطل دلیلیں دیتے ہیں اور مختلف طرح کے شبہات پیدا کرتے ہیں تاکہ مسلمان ہدایت کے راستے سے بھٹک جائیں۔

(2) ﴿مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اسۡتُجِيۡبَ لَهٗ﴾ ''بعد اس کے کہ اُس کو تسلیم کر لیا گیا'' یعنی اس کے بعد کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو تسلیم کر لیا اور عقل مند لوگوں نے اس دعوت پر لبیک کہا، اللہ تعالیٰ نے جو روشن دلائل دیئے ان کے آنے کے بعد وہ حق کے ساتھ مجادلہ یعنی جھگڑا کرتے ہیں۔

(3) ﴿حُجَّتُهُمۡ دَاحِضَةٌ﴾ ''اُن کی دلیل باطل ہے'' ان کی حجت باطل ہے اور ناقابل قبول ہے اور طمع رکھتے ہیں کہ لوگ جاہلیت کی طرف لوٹ جائیں۔ دحض کے مفہوم میں تین باتیں پائی جاتی ہیں: (i) پھسلنا (ii) کمزور ہونا (iii) زائل ہو جانا اور یہ دحض الرجل سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ پاؤں نے ٹھوکر کھائی اور اپنی جگہ سے پھسل گیا اور داحضۃ کے معنی میں ایسی دلیل ہے جو حق کے مقابلہ میں اپنے پاؤں پر قائم نہ رہ سکے، پھسل کر کمزور اور زائل ہو جائے، یعنی زائل ہو جانے والی اور بودی دلیل۔ (تیسیر القرآن: 134/4)

(4) ﴿عِنۡدَ رَبِّهِمۡ﴾ ''ان کے رب کے نزدیک'' اُن کی حجت اُن کے رب کے نزدیک باطل ہے کیونکہ یہ ایسے امور پر مشتمل ہے جو حق کے خلاف ہیں اور جو چیز حق کے خلاف ہو وہ باطل ہوتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2444/3)

(5) ﴿وَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ﴾ ''اور اُن پر غضب ہے'' یعنی ان کے دلائل کے جھٹلانے اور ان نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے سخت ناراض ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿وَلَهُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ﴾ ''اور اُن کے لیے بہت سخت عذاب ہے'' جو شخص باطل دلائل سے حق کے خلاف جھگڑا کرتا ہے اس کی سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے سخت عذاب ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا نتیجہ ہے کہ اسے ایسی ہولناک سزائیں دی جائیں گی جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

(7) ایک سچے اور کھرے مومن کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ پاکیزہ دین کو چھوڑ کر بدلا ہوا ملاوٹی دین قبول کرلے۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَ الۡمِیۡزَانَ ؕ وَمَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیۡبٌ﴾

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کیا اور تمہیں کیا خبر شاید وہ قیامت قریب ہی ہو؟'' (17)

سوال: اللہ تعالیٰ کی کتاب حق کو معلوم کرنے کا معیار ہے اور قیامت قریب ہے لہٰذا حق قبول کرلو، اس دعوت کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ الَّذِیۡۤ ... قَرِیۡبٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَللّٰهُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب نازل کی'' یعنی اللہ تعالیٰ ہی نے تو کتاب نازل کی جو برحق ہے یعنی باطل سے بہت دور ہے یا یہ مطلب ہے کہ حق عقائد اور صحیح احکام کی تعلیم دیتی ہے۔ (تفسیر مظہری: 215/10)

(2) کتاب سے مراد قرآن عظیم ہے جو حق کے ساتھ نازل ہوا اور یہ حق، صدق اور یقین پر مشتمل ہے۔ تمام مطالبِ الٰہیہ اور عقائد دینیہ کے بارے میں وہ روشن نشانیوں اور واضح دلائل پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب عظیم بہترین مسائل اور واضح ترین دلائل لے کر آئی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2445/3)

(3)﴿وَالۡمِیۡزَانَ﴾ ''اور میزان'' اللہ تعالیٰ نے صرف حق ہی نازل نہیں فرمایا بلکہ حق معلوم کرنے کا معیار بھی نازل فرمایا اور یہ معیار میزان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مادی میزان یا ترازو بھی اتاری جس میں اجسام تلتے ہیں اور علمی ترازو بھی جسے عقلِ سلیم کہتے ہیں۔ عقلِ سلیم سرسری نظر میں ہی معلوم کرلیتی ہے کہ حق کس طرف ہے اور باطل کس طرف یا کسی چیز میں حق کتنا حصہ ہے اور باطل کتنا؟ علاوہ ازیں اخلاقی ترازو بھی ہے یعنی عدل وانصاف کی ترازو اور سب سے بڑی ترازو کتاب وسنت ہے جو خالق ومخلوق کے حقوق کا ٹھیک ٹھیک تصفیہ کرتی ہے جس میں بات پوری تلتی ہے نہ کم نہ زیادہ۔ (تیسیر القرآن: 135/4)

(4) میزان یعنی ترازو سے مراد عدل ہے کیونکہ ترازو کسی چیز کے دو برابر حصے کرنے کا آلہ ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الۡمِیۡزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطۡغَوۡا فِی الۡمِیۡزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ﴾ ''اور آسمان کو اُس نے بلند کیا اور میزان قائم کر دی۔ یہ کہ تم ناپ تول میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور انصاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ وزن قائم کرو اور ناپ تول میں گھاٹا نہ دو۔" (الرحمٰن:7-9)

(5) میزان سے مراد عدل ہے۔ تمام عقلی دلائل، انفس و آفاق کی نشانیاں، احکامات اور حکمتیں میزان میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لیے نازل فرمایا تاکہ بندے اس کے مطابق اپنے اعمال کا وزن کریں کہ کون سے امور میزان پر اترتے ہیں اور کون سے امور ایسے ہیں جو میزان پر پورے نہیں اترتے۔

(6) ﴿لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ وَ اَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡمِیۡزَانَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ﴾ "بلاشبہ یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور اُن کے ساتھ ہم نے کتاب اور میزان بھی نازل کی تاکہ لوگ انصاف قائم کریں۔" (الحدید:25)

(7) ﴿وَمَا یُدۡرِیۡكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیۡبٌ﴾ "اور تمہیں کیا خبر شاید وہ قیامت قریب ہی ہو؟" یعنی میزان قائم ہونے کا وقت قریب ہے اس لیے دنیا سے دل نہ لگاؤ، اپنے رب کو راضی کر لو یہی عملی میزان میں اعمال کو وزن دے گا۔

﴿یَسۡتَعۡجِلُ بِهَا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡهَا ۙ وَ یَعۡلَمُوۡنَ

"اُسے وہی لوگ جلدی مانگتے ہیں جو اُس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو لوگ ایمان لائے وہ اُس سے ڈرنے والے ہیں اور وہ جانتے ہیں

اَنَّهَا الۡحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُمَارُوۡنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ﴾

کہ یقیناً وہ حق ہے۔ سن لو! یقیناً جو لوگ قیامت کے بارے میں آپس میں جھگڑتے ہیں یقیناً وہ دُور کی گمراہی میں ہیں" (18)

سوال: قیامت کے لیے جلدی مچانے والے دور کی گمراہی میں ہیں، اس کی وضاحت ﴿یَسۡتَعۡجِلُ ... بَعِیۡدٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿یَسۡتَعۡجِلُ بِهَا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِهَا﴾ "اُسے وہی لوگ جلدی مانگتے ہیں جو اُس پر ایمان نہیں رکھتے" قیامت کے لیے جلدی مچانے والے حق کا انکار کرتے ہیں اور اس سے دشمنی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو قیامت قائم کرنے سے (نعوذ باللہ) عاجز سمجھتے ہوئے قیامت کا انکار کرتے ہیں۔

(2) ﴿وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡهَا ۙ وَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهَا الۡحَقُّ﴾ "اور جو لوگ ایمان لائے وہ اُس سے ڈرنے والے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یقیناً وہ حق ہے" جو لوگ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کی ہولناکیوں سے خوف کھاتے ہیں کیونکہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ جزا کا دن یقینی ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَّ قُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ اَنَّهُمۡ اِلٰی رَبِّهِمۡ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رٰجِعُوۡنَ﴾ ''اور اُن کے دل کانپتے ہیں کہ بے شک وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں۔'' (المومنون:60)

(3) ان کے خوف کی وجہ ان کا یہ ایمان ہے کہ قیامت کے دن اعمال کی جزا سزا دی جائے گی۔ وہ اس سے ڈر کر ایسے اعمال کرتے ہیں جو اس دن کام آئیں گے جس دن اعمال کا وزن ہوگا۔

(4) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: کچھ بھی نہیں، سوائے اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تمہارا حشر بھی ان کے ساتھ ہوگا جن سے تمہیں محبت ہے'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں بھی اتنی خوشی کسی بات سے نہیں ہوئی جتنی آپ کی یہ حدیث سن کر ہوئی کہ تمہارا حشر ان کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ تمہیں محبت ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہوں اور ان سے اپنی محبت کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میرا حشر انہی کے ساتھ ہوگا اگرچہ میں ان جیسے عمل نہ بھی کر سکوں۔ (بخاری:3688)

(5) ﴿اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُمَارُوۡنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ﴾ ''سن لو! یقیناً جو لوگ اس گھڑی کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ دُور کی گمراہی میں ہیں'' یعنی جو قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ ہدایت کے راستے سے ہٹ گئے۔ (جامع البیان:21/25)

(6) پس وہ دور کی مخالفت میں ہیں، یعنی صواب و درستی کے قریب نہیں ہیں بلکہ حق سے انتہائی دور معاندانہ اور مخاصمانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔ اس شخص سے بڑھ کر حق سے کون دور ہو سکتا ہے جس نے آخرت کے گھر کو جھٹلایا جو حقیقی گھر ہے جو دائمی طور پر باقی رہنے اور خلود سرمدی کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور وہ دار الجزا ہے جہاں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و عدل کو ظاہر کرے گا۔ دنیا کے گھر کی اس کی اس دائمی گھر سے بس اتنی سی نسبت ہے جیسے کوئی مسافر درخت کے سائے تلے آرام کرے پھر اس سایہ دار درخت کو چھوڑ کر کوچ کر جائے یہ تو عبوری گھر اور گزرگاہ ہے ہمیشہ رہنے کا ٹھکانہ نہیں۔ چونکہ انہوں نے اس دار فانی کو دیکھا اور اس کا مشاہدہ کیا ہے اس لیے انہوں نے اس کی تصدیق کی اور آخرت کے گھر کو جھٹلایا جس کے بارے میں کتب الٰہی میں تواتر کے ساتھ اخبار وارد ہوئی ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں نے آگاہ کیا جو عقل میں سب سے زیادہ کامل، علم میں سب زیادہ وسعت کے حامل اور سب سے زیادہ فہم و فطانت رکھنے والے نفوسِ قدسیہ ہیں۔ (تفسیر سعدی:2446/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع 2 10 3

﴿اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ﴾

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے، وہ جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ بڑی قوت والا، سب پر غالب ہے'' (19)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم ہے کہ اس نے روزی کا انتظام کیا، اس کے سوا کسی کے پاس کوئی قوت، کوئی اختیار نہیں، اس کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ ... وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ﴾ ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے'' اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے لطف وکرم سے آگاہ فرماتا ہے تاکہ وہ اسے پہچانیں، اس سے محبت کریں اور اس کے فضل وکرم کے حصول کے درپے رہیں۔ لطف وکرم اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں سے ایک وصف ہے جس سے مراد وہ ہستی ہے جو دل کی باتوں اور چھپے ہوئے بھیدوں کو بھی جانتی ہے، جو اپنے بندوں کو خاص طور پر اہل ایمان کو، اس مقام تک پہنچاتی ہے جس کے بارے میں انہیں کوئی علم ہوتا ہے نہ گمان۔ یہ بندۂ مومن پر اس کا لطف وکرم ہے کہ اس نے بھلائی کے اسباب مہیا کر کے اسے بھلائی کی راہ دکھائی، جس کا اس کے دل میں خیال تک نہیں آتا، اس کی فطرت میں موجود یہ اسباب محبت حق اور اس کی اطاعت کی طرف بلاتے ہیں۔ نیز یہ کہ اس نے اپنے مکرم فرشتوں کو الہام کیا کہ وہ اس کے مومن بندوں کو ثابت قدم رکھیں، انہیں بھلائی کی ترغیب دیں، ان کے دلوں میں حق کو مزین کریں تاکہ یہ تزئین حق اتباع کی دعوت دے۔ یہ اس کا لطف وکرم ہے کہ اس نے اہل ایمان کو اجتماعی عبادات کا حکم دیا جن کے ذریعے سے ان کے عزائم میں قوت آتی ہے، ان کی ہمتیں بیدار ہوتی ہیں، بھلائی میں رغبت پیدا ہوتی ہے، بھلائی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور ایک دوسرے کی پیروی کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم ہے کہ اس نے اپنے بندے کو ہر سبب مہیا کیا جو اسے معاصی سے باز رکھتا ہے، اس کے اور معاصی کے درمیان حائل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اگر اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ دنیا، مال ومتاع اور ریاست وغیرہ جس کی خاطر دنیادار ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کے بندے کو اس کی اطاعت سے دور کر دیں گی یا اس میں غفلت پیدا کر دیں گی یا اسے معصیت پر ابھاریں گی تو وہ اس دنیا کو اس سے دور ہٹا دیتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2447,2446/3)

(2) ﴿يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''وہ جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے کسی نہ کسی ذریعے سے رزق پہنچاتا ہے۔ وہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں بھولتا۔ وہ سب کے رزق کا ذمہ دار ہے۔ ساری مخلوق اسی کا دیا ہوا رزق کھاتی ہے۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ ''زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔'' (ھود: 6)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے فراخ رزق دیتا ہے، جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

(4) ﴿وَهُوَ الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ﴾ ’’اور وہ بڑی قوت والا، سب پر غالب ہے‘‘ اللہ تعالیٰ تمام قوتوں کا مالک ہے۔ اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کو کوئی چھین نہیں سکتا۔ وہ طاقت ور ہے۔ اس کی مدد کے بغیر اس کی مخلوق میں کسی کے پاس کوئی قوت نہیں۔ ساری مخلوق اس کے سامنے جھکی ہوئی ہے، کائنات اس کی مطیع ہے کہ وہ ساری طاقتوں کا مالک اور مختار ہے۔ وہ کمال درجے کا غلبہ رکھتا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے کیسا تعلق ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ لطیف ہے، اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ جس کو جو چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ قوت والا ہے، سب اس کی قوت کے آگے بے بس ہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ العزیز ہے، غلبہ رکھتا ہے، کوئی اس پر غالب آنے والا نہیں لہٰذا سچا رشتہ رب سے ہی جڑ سکتا ہے۔

﴿مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ ۚ وَمَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡيَا

’’جو کوئی آخرت کی کھیتی کا ارادہ رکھتا ہے ہم اُس کے لیے اُس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا ارادہ رکھتا ہے

نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ﴾

ہم اُسے اُس میں سے کچھ دے دیں گے اور آخرت میں اُس کے لیے کوئی حصہ نہیں‘‘ (20)

سوال: شوق کی کھیتی دنیا یا آخرت، اس کی وضاحت ﴿مَنۡ كَانَ ... نَّصِيۡبٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ﴾ ’’جو کوئی آخرت کی کھیتی کا ارادہ رکھتا ہے ہم اُس کے لیے اُس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے‘‘ یعنی جو شخص آخرت کے گھر کی تلاش میں ہو اور نیک اعمال کی رغبت رکھے اللہ تعالیٰ اس کے شوق کی کھیتی میں برکت عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے نیک اعمال کی توفیق دیتے ہیں، اسے نیکیوں میں ترقی دیتے ہیں اور دنیا میں اسے اس کا مقررہ حصہ ضرور دے دیتے ہیں۔

(2) ﴿وَمَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ﴾ ’’اور جو کوئی دنیا کی کھیتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ارادہ رکھتا ہے ہم اُسے اُس میں سے کچھ دے دیں گے اور آخرت میں اُس کے لیے کوئی حصہ نہیں'' جس کا شوق دنیا اور متاع دنیا میں ہوتا ہے اور آخرت کے اعمال سے وہ بے نیاز ہوتا ہے وہ دنیا اور دین دونوں سے محروم کر دیا جاتا ہے کیونکہ دنیا کا ملنا تو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہوتا ہے اور آخرت وہ خود برباد کر بیٹھتے ہیں۔ اگر کوئی دنیا کو شوق کی کھیتی بنانا چاہے تو ساری دنیا بھی آخرت کے مقابلے میں کچھ نہیں اور آخرت میں اس پر جنت حرام کر دی گئی اور وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا مستحق ٹھہرا۔

(3) رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ (۱۵) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۶)﴾ ''جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہے، ہم اُن کے اعمال کا اسی دنیا میں ہی انہیں پورا پورا بدلہ دے دیں گے اور اسی دنیا میں ان سے کمی نہیں کی جائے گی۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور انہوں نے جو کچھ دنیا میں بنایا وہ سب برباد ہو گیا اور باطل ہیں جو وہ عمل کرتے رہے تھے۔'' (ہود:16،15)

(4) ﴿فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (۲۰۰) وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۲۰۱)﴾ ''پھر لوگوں میں سے کوئی ہے جو کہتا ہے: ''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا ہی میں دے'' اور اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور ان میں سے کوئی ہے جو کہتا ہے: ''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔'' (البقرہ:201،200)

(5) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کھیتیاں دو طرح کی ہیں۔ دنیا کی کھیتی تو مال اور بیٹے ہیں اور آخرت کی کھیتی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔ (الدر المنثور:698/5)

(6) ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا (۱۸) وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (۱۹)﴾ ''جو شخص جلدی والی دنیا کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے ہم اسی میں جلدی دیں گے جو ہم چاہیں گے، جس کے لیے ہم ارادہ کریں گے، پھر اُس کے لیے ہم نے جہنم بنا رکھی ہے، وہ مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا اس میں داخل ہوگا۔ اور جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے اس کے لائق کوشش کی، جب کہ وہ مؤمن ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی کوشش ہمیشہ سے قابلِ قدر ہے۔" (بنی اسرائیل:19،18)

(7) سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس امت کو عظمت، رفعت، دین (اسلام)، نصرت اور زمین میں غلبے کی بشارت سنا دو پس ان میں سے جو شخص آخرت کا عمل دنیا کے لیے کرے گا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔" (مسند احمد:21280، ابن حبان:405)

(8) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کا مقصود دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے باعث اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے محتاجی رکھ دیتا ہے اور اس کے باعث اس کے دل میں پریشانی رکھ دیتا ہے اور اس کے پاس اتنا حصہ آتا ہے جتنا اس کا مقدر ہو اور جس کا مقصود آخرت ہو اللہ تعالیٰ اس کے باعث اس کے دل میں بے پروائی رکھ دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔" (ترمذی:2465)

(9) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: "بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر کسی کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے اُس نے نیت کی۔ پھر جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہوئی کہ اُسے حاصل کرے، یا عورت سے نکاح کے لیے، پھر اُس کی ہجرت اُسی طرف ہے جس کے لیے اُس نے ہجرت کی۔" (صحیح بخاری:1)

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! تو میری عبادت میں مشغول رہے گا تو میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تجھ سے محتاجی دور کر دوں گا اور اگر تو میری عبادت نہ کرے گا تو میں تیرے دونوں ہاتھ محنت مزدوری میں لگا دوں گا اور تجھ سے محتاجی نہ دور کروں گا۔" (ترمذی:2466)

﴿اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ

"کیا اُن کے کچھ شریک ہیں جنھوں نے دین کا وہ طریقہ اُن کے لیے مقرر کیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی؟

وَلَوۡلَا كَلِمَةُ الۡفَصۡلِ لَقُضِيَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴾

اور اگر فیصلے کی بات نہ ہوتی تو اُن کے درمیان ضرور فیصلہ کر دیا جاتا اور یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے" (21)

سوال: لوگوں کے دین کی نہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی پیروی کرنی چاہیے، اس کی وضاحت ﴿اَمۡ لَهُمۡ ... اَلِيۡمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا﴾ ''کیا اُن کے کچھ شریک ہیں'' کیا مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنوں، شیطانوں اور سرداروں کو معبود بنا رکھا ہے؟ حالانکہ انہیں پیروی اللہ تعالیٰ کے دین کی کرنی چاہیے۔

(2)﴿شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ﴾ ''جنھوں نے دین کا وہ طریقہ اُن کے لیے مقرر کیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی؟'' یعنی شرک اور بدعات کو رواج دیا، اپنی خواہشات نفس کے تقاضے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام ٹھہرایا اور اس کی محرمات کو حلال قرار دیا، حالانکہ دین وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ دین قرار دے تاکہ لوگ اسے دین بنائیں اور اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کریں۔ اس بارے میں اصول یہ ہے کہ ہر شخص کے لئے کسی ایسی چیز کو شریعت قرار دینا ممنوع ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے نہ آئی ہو، تب ان فساق کو شریعت سازی کا کیوں کر اختیار دیا جاسکتا ہے جو کفار کے کفر میں شریک ہیں۔ (تفسیر سعدی:3/2448،2449)

(3)﴿اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَالۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ‌ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا‌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ؕ سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ﴾ ''انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ انہیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ ایک ہی معبود کی عبادت کریں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی، وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔'' (التوبہ:31)

(4) وہ اتنے نادان ہیں کہ انہوں نے جھوٹے معبودوں کے خود ساختہ احکام کو دین بنا رکھا ہے جسے وہ حرام کہتے ہیں اسے وہ حرام سمجھتے ہیں جسے وہ حلال کہتے ہیں اسے وہ حلال سمجھتے ہیں۔ ان کے عبادت کے طریقے بھی خود ساختہ ہیں۔

(5)﴿وَلَوۡلَا كَلِمَةُ الۡفَصۡلِ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ‌﴾ ''اگر فیصلے کی بات نہ ہوتی تو اُن کے درمیان ضرور فیصلہ کر دیا جاتا'' یعنی اگر قیامت تک کی مہلت کا فیصلہ طے نہ کیا جا چکا ہوتا تو ان کے درمیان آخرت سے پہلے ہی فیصلہ کر دیا جاتا۔

(6)﴿وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴾ ''اور یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے'' یہ مشرکوں کے لیے وعید ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے دین سے منہ موڑیں گے تو ان پر دردناک عذاب مسلط کر دیا جائے گا۔

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے عمرو بن عامر لحیی خزاعی کو دیکھا کہ جہنم میں وہ اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا اور یہی عمرو وہ پہلا شخص ہے جس نے سائبہ کی رسم نکالی۔'' (بخاری:3521)

﴿تَرَى الظّٰلِمِيۡنَ مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمۡ‌ ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا

''آپ ظالموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس سے ڈرنے والے ہوں گے جو انہوں نے کمایا حالانکہ وہ عذاب اُن پر واقع ہونے والا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصّٰلِحٰتِ فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

"اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیکیاں کی ہیں، وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے، اُن کے لیے اُن کے

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ﴿﴾

رب کے پاس وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے، یہی بڑا فضل ہے" (22)

سوال 1: مشرک میدان حشر میں گھبرائے ہوئے ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿تَرَى الظّٰلِمِیْنَ ... بِهِمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَرَى الظّٰلِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا كَسَبُوْا﴾ "آپ ظالموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس سے ڈرنے والے ہوں گے جو اُنہوں نے کمایا" مشرک میدان حشر میں گھبرائے ہوئے دہشت زدہ اور ڈرے ہوئے ہوں گے یہ ان کے شرک اور نافرمانیوں کی سزا ہوگی۔

(2) ﴿وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ﴾ "حالانکہ وہ عذاب اُن پر واقع ہونے والا ہے" یعنی عذاب لامحالہ ان پر واقع ہوگا کیونکہ انہوں نے عذاب کے لیے سارے اسباب اختیار کیے ہیں اور ان کی مہلت کا وقت ختم ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انہیں کوئی چیز بچا نہیں سکے گی۔ انہیں ان کے اعمال کا مزہ چکھایا جائے گا۔

سوال 2: ایمان والے لذتوں اور نعمتوں میں سرشار ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِیْنَ ... الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ "اور جو لوگ ایمان لائے ہیں" جو لوگ اللہ تعالیٰ، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، اس کے فرشتوں، اس کی تقدیر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے۔

(2) ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ "اور جنہوں نے نیکیاں کی ہیں" جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اس کی رضا کے لیے محمد ﷺ کی سنت کے مطابق پورا کیا، جن لوگوں نے دل کی عبادات، جوارح کے اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انجام دیئے۔

(3) ﴿فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ﴾ "وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے" وہ جنت کی نعمتوں اور لذتوں میں سرشار ہوں گے۔

(4) مت پوچھئے! ان خوبصورت باغات کی خوبصورتی، ان میں اچھل کر بہتی ہوئی ندیاں، بیلوں سے ڈھکے ہوئے درختوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے جھنڈ، حسین مناظر، پھلوں سے لدے ہوئے درخت، چہچہاتے ہوئے پرندے، طرب انگیز آوازیں، تمام دوستوں سے ملاقاتیں اور اس ہم نشینی سے حاصل ہونے والا بہرہ کامل کیسا ہوگا؟ وہ ایسے باغات ہوں گے کہ دور دور تک حسن ہی حسن ہوگا، ان باغات کے رہنے والوں میں ان باغات کی لذتوں کی چاہت اور اشتیاق میں اضافہ ہوگا۔ (تفسیر سعدی:3/2450،2449)

(5) ﴿لَهُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ﴾ "اُن کے لیے اُن کے رب کے پاس وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے" جنت والے جس چیز کا ارادہ کریں گے وہ فوراً انھیں حاصل ہوگی۔ وہ جو چاہیں گے ملے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ لَکُمۡ فِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَ لَکُمۡ فِیۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ﴿۳۲﴾﴾ "ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمھارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی اور تمھارے لیے وہ ہے جو تمھارے دل چاہیں گے اور تمھارے لیے اس میں وہ کچھ ہے جو تم طلب کرو گے۔ بے حد بخشنے والے، بے حد رحم والے کی جناب سے مہمان نوازی کے طور پر۔" (حم السجدہ:31، 32)

(6) ﴿یُطَافُ عَلَیۡهِمۡ بِصِحَافٍ مِّنۡ ذَهَبٍ وَّ اَکۡوَابٍ ۚ وَ فِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡهِ الۡاَنۡفُسُ وَ تَلَذُّ الۡاَعۡیُنُ ۚ وَ اَنۡتُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۷۱﴾ وَ تِلۡکَ الۡجَنَّۃُ الَّتِیۡۤ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷۲﴾﴾ "ان پر سونے کے تھال اور پیالے پھیرائے جائیں گے اور اس میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں گے اور آنکھیں لذت پائیں گی اور تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو اور یہ ہے جنت جس کے تم وارث بنائے گئے اس کی وجہ سے جو تم عمل کرتے تھے۔"
(الزخرف:71، 72)

(7) ﴿ذٰلِکَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡکَبِیۡرُ﴾ "یہی بڑا فضل ہے" اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت میں ہر قسم کی نعمتوں کے ملنے سے بڑھ کر بھی کوئی فضل ہے جو کسی کو نصیب ہو سکتا ہے!

﴿ذٰلِکَ الَّذِیۡ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلۡ

"یہ ہے وہ چیز جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیکیاں کی ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ

لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی ؕ وَ مَنۡ یَّقۡتَرِفۡ حَسَنَۃً

میں اس کام پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا سوائے رشتہ داری کی وجہ سے دوستی کے اور جو کوئی بھلائی کمائے گا

نَّزِدۡ لَهُ فِیۡهَا حُسۡنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ﴾

ہم اُس کے لیے اس بھلائی میں خوبی کا اضافہ کر دیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت قدر دان ہے" (23)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: ایمان والوں کو جنت کی بشارت دی گئی، اس کی وضاحت ﴿ذٰلِكَ الَّذِيْ ۔۔۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''یہ ہے وہ چیز جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیکیاں کی ہیں'' اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایمان والوں کو عظیم بشارت دی ہے جو نیک اعمال کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے زندگی بسر کرتے ہیں، جو محمد ﷺ کی سنت اختیار کرتے ہیں کہ ان کے لیے جنت کی سدا بہار نعمتیں ہیں۔

(2) بشارت اس عظیم ہستی کی جانب سے ہے جو وسیع رحمت والا ہے۔

(3) یہ بشارت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے اور اس کے رسول ﷺ کی زبان پر دی گئی ہے۔

سوال 2: رشتہ داری کا لحاظ ہی کرلو، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ۔۔۔ فِي الْقُرْبٰى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میں اس کام پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا'' یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے، قرآن پہنچانے کا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ نہ میں تمہارا مال لینا چاہتا ہوں، نہ سرداری سے کوئی غرض ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''اور میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو جہانوں کے رب کے ذمے ہے۔'' (الشعراء: 145)

(2) ﴿اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ ''سوائے رشتہ داری کی وجہ سے دوستی کے'' ایک احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد ہو کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، سوائے ایک اجر کے، وہ تمہارے ہی لیے ہے، اس کا فائدہ بھی تمہیں ہی پہنچتا ہے، یعنی تم مجھ سے رشتہ داری کی وجہ سے محبت کرو اور یہ مودّت، ایمان کی مودّت سے زائد چیز ہے کیونکہ رسول ﷺ پر ایمان کی مودّت اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد رسول کی محبت کو تمام محبتوں پر مقدم رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور ان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ایمان کی محبت سے زائد قرابت داری کی بنا پر اس سے محبت کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قریب ترین رشتہ داروں تک اپنی دعوت پہنچائی حتی کہ کہا جاتا ہے کہ قریش کے گھرانوں میں کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری نہ ہو۔

(3) دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی مودّت و محبت ہو اور یہ ایسی محبت ہے جس کی مصاحبت میں تقرب الٰہی اور توسل ہوتے ہیں جس کی بنیاد اطاعت ہے جو اس مودّت و محبت کی صحت و صداقت کی دلیل ہے، اسی لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:﴿اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی﴾ "سوائے رشتہ داری کی وجہ سے دوستی کے" دونوں اقوال کے مطابق، یہ استثناء اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اکرم ﷺ تم سے اس پر کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتے، سوائے اس چیز کے کہ جس کا فائدہ خود تم ہی کی طرف لوٹتا ہے۔ یہ کسی بھی طرح کوئی اجر نہیں بلکہ یہ تو ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اجر ہے۔(تفسیر سعدی:2451,2450/3)

(4) عبدالملک بن میسرہ نے بیان کیا کہ میں نے طاوس رحمہ اللہ سے سنا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "سوائے رشتہ داری کی محبت کے" متعلق پوچھا گیا تو سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آل محمد ﷺ کی قربت داری مراد ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس پر کہا کہ تم نے جلد بازی کی۔ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کی قرابت داری نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس قرابت داری کی وجہ سے صلہ رحمی کا معاملہ کرو جو میرے اور تمہارے درمیان میں موجود ہے۔"(بخاری:4818)

(5) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ ﷺ کے قرابت والوں سے سلوک کرنا مجھ کو اپنے قرابت والوں کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔(بخاری:3712)

سوال 3: ایک نیکی دوسرے نیک اعمال کی توفیق کے لیے ذریعہ بن جاتی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَنۡ یَّقۡتَرِفۡ ۔۔۔ شَکُوۡرٌ﴾ کی روشنی کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَنۡ یَّقۡتَرِفۡ حَسَنَۃً﴾ "اور جو کوئی بھلائی کمائے گا" جو کوئی ایک نیکی کرتا ہے، خالق کی عبادت یا مخلوق سے حسن سلوک۔

(2)﴿نَّزِدۡ لَہٗ فِیۡہَا حُسۡنًا﴾ "ہم اُس کے لیے اس بھلائی میں خوبی کا اضافہ کر دیں گے" یعنی اللہ تعالیٰ اس ایک نیکی کے ذریعے دوسرے نیک اعمال کی توفیق دیتے ہیں اور یوں مومن کے نیک اعمال میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مخلوق کے نزدیک اس کا مقام بلند ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ثواب عطا فرماتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظۡلِمُ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ ۚ وَ اِنۡ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفۡہَا وَ یُؤۡتِ مِنۡ لَّدُنۡہُ اَجۡرًا عَظِیۡمًا﴾ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر ایک نیکی ہوئی تو اس کو دوگنا کر دے گا اور اپنے پاس سے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔"(النساء:40)

(3)﴿اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت قدردان ہے" بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہ بخش دیتا ہے اور ان کی اطاعت اور نیکیوں کا قدردان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 4: نیکی کے بعد اس نیکی کے حسن میں کیسے اضافہ ہوتا ہے؟

جواب: (1) نیکی کے بعد اس نیکی کے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ (2) نیکی کے بعد مزید نیکیاں کرنے کی توفیق ملتی ہے۔

سوال 5: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات الغفور اور الشکور کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کی برائیوں کی پردہ پوشی کرتا ہے، وہ الغفور ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کی نیکی میں اضافہ کر دیتے ہیں وہ نیکیوں کا قدردان ہے، یقیناً وہ الشکور ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نیکیوں کے اجر میں اضافہ کرتا ہے، وہ الشکور یعنی بہترین قدردان ہے۔

﴿اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا ۚ فَاِنۡ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخۡتِمۡ عَلٰی قَلۡبِكَ ؕ

”یا لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑ رکھا ہے؟ تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے دل پر مُہر کر دے

وَیَمۡحُ اللّٰهُ الۡبَاطِلَ وَیُحِقُّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ﴾

اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلمات سے حق ثابت کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ سینوں کے رازوں کو خوب جاننے والا ہے“ (24)

سوال: نبی ﷺ پر قرآن گھڑنے کے الزام کی حقیقت کی وضاحت ﴿اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ ... بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا﴾ ”یا لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑ رکھا ہے؟“ یعنی نادان لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کو نبی ﷺ نے خود گھڑا تو اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کو منسوب کر دیا۔ جب کہ محمد ﷺ اس سے بری ہیں کیونکہ وہ آپ ﷺ کی صداقت اور امانت کو جانتے ہیں۔

(2) ﴿فَاِنۡ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخۡتِمۡ عَلٰی قَلۡبِكَ﴾ ”تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے دل پر مُہر کر دے“ یہ قطعی بے بنیاد الزام ہے اللہ تعالیٰ چاہتا تو آپ ﷺ کے دل پر مہر لگا دیتا اور آپ ﷺ قرآن کو بھول جاتے اور اس میں سے کچھ بھی یاد نہ رہتا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡیَمِیۡنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِیۡنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡهُ حٰجِزِیۡنَ﴾ ”اور اگر وہ ہم پر کوئی بات گھڑ کر لاتا۔ تو یقیناً ہم اس کو اس کے دائیں ہاتھ سے پکڑتے۔ پھر یقیناً ہم اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔“ (الحاقۃ: 44-47)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلمات سے حق ثابت کر دیتا ہے“ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ باطل کو مٹا دیتا ہے۔ اگر یہ قرآن بھی باطل ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے طریقے کے مطابق اس کو بھی مٹا دیتا۔

(4) اللہ تعالیٰ دلائل کے ذریعے سے باطل کو مٹا دیتا ہے۔

(5)﴿وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ﴾ ”اور حق کو اپنے کلمات سے حق ثابت کر دیتا ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے سچے وعدہ سے اور تکوینی احکامات سے حق کو حق کر دکھاتا ہے جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں، نیز اپنے ان کلمات دینیہ کے ذریعے سے بھی حق کو حق کر دکھاتا ہے جو ان احکام حق کو ثابت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مشروع کئے ہیں اور انہیں قلوب میں جاگزیں کرتے ہیں اور خردمندوں کو بصیرت سے بہرہ مند کرتے ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ کا حق کو حق ثابت کرنا یہ ہے کہ وہ حق کا مقابلہ کرنے کے لیے باطل کو مقرر کر دیتا ہے۔ جب باطل حق کا مقابلہ کرتا ہے تو حق اپنے دلائل و براہین کے ساتھ باطل پر حملہ آور ہوتا ہے، تب نورِ حق اور اس کی ہدایت ظاہر ہوتے ہیں جس سے باطل مضمحل ہو کر نیست و نابود ہو جاتا ہے اور ہر ایک پر باطل کا بطلان واضح اور ہر ایک کے لیے حق پوری طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2452,2451/3)

(6) اس سے یہ مراد ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ جو کچھ بتا رہے ہیں وہ حق ہے، ثابت شدہ ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اگر وہ حق نہ ہوتا تو مٹ چکا ہوتا۔ اگر وہ حق نہ ہوتا تو قرآن سینہ محمد ﷺ سے مٹا دیا گیا ہوتا۔

(7)﴿اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ”یقیناً وہ سینوں کے رازوں کو خوب جاننے والا ہے“ اللہ تعالیٰ دلوں کے رازوں سے خوب واقف ہے اور دلوں میں جو نیک اور برے اعمال ہیں ان کا علم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ سب جانتا ہے جسے لوگ چھپاتے ہیں یا ظاہر کرتے ہیں۔

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾

”اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں سے درگزر کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتا ہے“ (25)

سوال: اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَهُوَ الَّذِيْ ... تَفْعَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ﴾ ”اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جو سچی توبہ کر لے، اپنے دل سے گناہ کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ کر لے اور عملاً گناہ چھوڑ دے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دل سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نیت کرلے اور عملاً اطاعت کرے اللہ تعالیٰ اس سے توبہ قبول فرماتا ہے۔

(2) بعض علماء نے لکھا ہے کہ توبہ کے معنی ہیں دل سے معاصی کو ترک کرنے کا پکا ارادہ کرنا اور عملاً گناہ کو ترک کرنا۔ اور دل سے اطاعت کی پختہ نیت کرنا اور عملاً اطاعت کرنا۔ توبہ سے مراد نافرمانیوں پر ندامت اور آئندہ اس کو نہ کرنے کا عزم۔ سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: توبہ سے مراد ہے برے احوال کو چھوڑ کر اچھے احوال کی طرف منتقل ہوجانا۔

(3) بیضاوی نے لکھا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنے کے چھ معانی ہیں:

(i) فرائض کے ضائع کردینے پر پشیمانی۔ (ii) فرائض کو دوبارہ ادا کرنا۔

(iii) حقوق لوٹا کردے دینا۔ (iv) جس طرح نفس کو گناہوں میں گھلایا ہو اسی طرح نفس کو اطاعت میں پگھلانا۔

(v) جیسے نفس کو گناہوں کی لذت چکھائی ہو اسی طرح نفس کو اطاعت کی تلخی چکھانا۔

(vi) جیسے ہنستا رہا تھا اسی طرح اب رونا۔ (تفسیر مظہری:221/10)

(4) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ رب العزت رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کو برائی کرنے والا توبہ کرلے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے۔ (یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔'' (صحیح مسلم:6989)

(5) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے وہ جس نے گناہ نہیں کیا۔'' (ابن ماجہ:4250)

(6) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے، جب وہ اس کی طرف توبہ کرتا ہے، اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی جنگل بیابان میں اپنی سواری پر سوار ہو، اسی پر اس کے کھانے، پینے کا سامان بھی ہو کہ وہ سواری اس سے چھوٹ جائے (تلاش بسیار کے بعد) وہ اس سے مایوس ہو کر ایک درخت کے سائے تلے آکر لیٹ جائے جب کہ وہ سواری سے مایوس ہو چکا ہو کہ اتنے میں وہ سواری اس کے سامنے آکھڑی ہو۔ وہ اس کی مہار پکڑ کر خوشی کی شدت میں کہہ ڈالے، اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب۔ فرط خوشی میں وہ غلطی کر جائے۔'' (صحیح مسلم:6960)

(7) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ تب تک قبول کرتے ہیں جب تک کہ غرغرنہ لگے۔'' (ترمذی:3537)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے قبل توبہ کر لے گا، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔'' (صحیح مسلم: 6861)

(9) ﴿وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ﴾ ''اور برائیوں سے درگزر کرتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کا مواخذہ نہیں کرے گا اور برائیوں کے اثرات اور عذاب سے بھی بچا لیتا ہے۔ (ایسر التفاسیر: 1406)

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب العزت سے حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''کسی بندے نے گناہ کیا پھر عرض کیا: اے اللہ! میرے گناہ کو معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا پس وہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے پھر وہ دوبارہ گناہ کر بیٹھتا ہے پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب! میرے گناہ کو معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا پس وہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے پھر وہ دوبارہ گناہ کر بیٹھتا ہے پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب! میرے گناہ کو معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا پس وہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ تو جو چاہے کر میں نے تجھے معاف کر دیا۔'' (مسلم: 6986)

(11) ﴿وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ ''اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتا ہے'' یعنی لوگ جو نیک اور برے کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے۔

(12) اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ سچی توبہ کو بھی جانتا ہے، گناہوں کو بھی جانتا ہے، سرکشی کو بھی جانتا ہے وہ اپنے علم کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے۔

﴿وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ

''اور اُن لوگوں کی دُعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیکیاں کی ہیں اور اُنہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے۔

وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ﴾

اور کافروں کے لیے بہت سخت عذاب ہے'' (26)

سوال: اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَيَسْتَجِيْبُ ... شَدِيْدٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَيَسۡتَجِيۡبُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''اور اُن لوگوں کی دُعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کی ہیں'' اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے جو ایمان لاکر صالح اعمال کرتے ہیں۔ وہ اپنے لیے دعائیں کریں یا دوسروں کے لیے کریں اللہ تعالیٰ مومنوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيۡ عَنِّيۡ فَاِنِّيۡ قَرِيۡبٌ ؕ اُجِيۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لِيۡ وَلۡيُؤۡمِنُوۡا بِيۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡشُدُوۡنَ﴾ ''اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہی ہوں، میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے تو لازم ہے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ہی ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔'' (البقرۃ:186)

(2) ایک مرتبہ شام میں مسلمان جانبازوں یا مجاہدوں کے سامنے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے پر جوش تقریر کی جس میں بیان کیا کہ تم ایمان کی دولت سے مالا مال ہو اور جنتی ہو مجھے امید ہے کہ تمہارے یہ قیدی بھی عجب نہیں جنت میں چلے جائیں کیونکہ جب ان میں سے کوئی قیدی تمہارا کوئی کام یا کوئی خدمت انجام دیتا ہے تو تم خوش ہو کر اسے دعا دیتے ہو اور کہتے ہو اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اور تجھے برکت عطا فرمائے اور قرآن عظیم نے وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:﴿الَّذِيۡنَ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَيَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ هَدٰٮهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمۡ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ﴾ ''جو بات کو غور سے سنتے ہیں پھر ان میں سے سب سے اچھی کی پیروی کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں۔'' یعنی اللہ تعالیٰ ان کی سنتا ہے جو بات مان کر اسے عملی جامہ پہناتے ہیں۔'' (الزمر:18) (مختصر ابن کثیر:1813/2)

(3)﴿وَيَزِيۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ﴾ ''اور اُنہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے'' یعنی جو وہ مانگیں انہیں عطا کرتا ہے اور انہیں وہ خیر بھی عطا کرتا ہے جس کا وہ سوال نہیں کرتے۔ (ایسر التفاسیر:1402)

(4) اللہ تعالیٰ انہیں زیادہ اعمال کی توفیق دیتے ہیں اور اس کا اجر کثیر عطا فرماتے ہیں۔

(5)﴿وَالۡكٰفِرُوۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ﴾ ''اور کافروں کے لیے بہت سخت عذاب ہے'' یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں قیامت کے دن ان کے ہر انکار پر انہیں شدید عذاب دیا جائے گا۔ (جامع البیان:30/25)

﴿وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوۡا فِي الۡاَرۡضِ وَلٰكِنۡ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ

''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں سرکش ہو جاتے لیکن وہ ایک اندازے سے نازل کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ﴾

یقیناً وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، خوب دیکھنے والا ہے'' (27)

سوال: اللہ تعالیٰ ہر شخص کو امیر نہیں بناتے، اس کی حکمت کی وضاحت ﴿وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ ۔۔۔ بَصِیۡرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوۡا فِی الۡاَرۡضِ﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں سرکش ہو جاتے'' یعنی اگر اللہ تعالیٰ ہر شخص کو مال دار کر دیتا تو مال کے نشے میں وہ زمین میں سرکش ہو جاتے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل ہو جاتے اور دنیا کی خواہشات کی تکمیل میں مشغول ہو جاتے۔

(2) خدا کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اگر چاہے تو اپنے تمام بندوں کو غنی اور تونگر بنا دے لیکن اس کی حکمت مقتضی نہیں کہ سب کو بے اندازہ روزی دے کر خوش عیش رکھا جائے۔ ایسا کیا جاتا تو عموماً لوگ طغیان و تمرد اختیار کر کے دنیا میں اودھم مچا دیتے۔ (تفسیر عثمانی: 558/2)

(3) ﴿کَلَّاۤ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَیَطۡغٰۤی ﴿۶﴾ اَنۡ رَّاٰهُ اسۡتَغۡنٰی ﴿۷﴾﴾ ''ہرگز نہیں! بلاشبہ یقیناً انسان سرکش ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے کہ وہ مستغنی ہو گیا۔'' (العلق: 7،6)

(4) یعنی اگر اللہ تعالیٰ ہر شخص کو مال دے دیتا تو ہر شخص فرعون بن جاتا اور زمین میں فساد کرتا۔

(5) ﴿وَّلٰکِنۡ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ﴾ ''لیکن وہ ایک اندازے سے نازل کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے'' اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کی قسمت کے مطابق ایک اندازے سے رزق دیتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَهُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّکَ ؕ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَهُمۡ مَّعِیۡشَتَهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ رَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِیًّا ؕ وَ رَحۡمَتُ رَبِّکَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ﴾ ''کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت کو ہم نے ان کے درمیان تقسیم کیا ہے اور ہم نے ایک دوسرے پر ان کے درجے بلند کیے تاکہ ان کا بعض، بعض کو تابع بنا لے اور آپ کے رب کی رحمت اس سے بھی بہتر ہے جو وہ لوگ جمع کرتے ہیں۔'' (الزخرف: 32)

(6) ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جن کے ایمان کی اصلاح صرف غنا ہی کرتا ہے اگر میں انہیں فقر و فاقہ میں مبتلا کر دوں تو یہ فقر و فاقہ انہیں فاسد کر کے رکھ دے گا اور میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جن کے ایمان کی اصلاح فقر کے سوا کوئی اور چیز نہیں کرتی اگر میں انہیں غنا عطا کر دوں تو وہ ان کے ایمان کو خراب کر دے اور میرے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جن کی اصلاح صحت کے سوا کسی چیز سے نہیں ہوتی اگر میں انہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیمار کردوں تو وہ انہیں فاسد کر کے رکھ دے اور میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جن کے ایمان کی اصلاح صرف مرض سے ہوتی ہے اگر میں انہیں عافیت سے نوازدوں تو یہ عافیت ان کے ایمان کو فاسد کر دے۔ بندوں کے دلوں میں جو کچھ ہے، میں اس کے بارے میں اپنے علم کے مطابق بندوں کے امور کی تدبیر کرتا ہوں۔ بے شک میں خبر رکھنے والا اور دیکھنے والا ہوں۔ (العلل المتناهية فى الاحاديث الواهية، الايمان باب تدبير الخلق بما يصلح الايمان، حديث:27) اس حدیث کی سند ضعیف ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے لیکن اس کا معنی و مفہوم درست ہے۔ (فتح الباری:415/11) (تفسیر سعدی:2454/3)

(7) ﴿اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾ ''یقیناوہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، خوب دیکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحتوں کی خبر رکھنے والا ہے۔ ان کی تدبیر کو دیکھتا ہے اور انہیں ان کاموں کی طرف پھیر دیتا ہے جن میں ان کی بھلائی ہو۔ (جامع البیان:31/25)

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ

''اور وہی ہے جو لوگوں کے مایوس ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے

وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ﴾

اور وہی مدد کرنے والا، تمام تعریفوں کے لائق ہے'' (28)

سوال: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ ... وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ ''اور وہی ہے جو بارش برساتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ بارش برسا کر زمین اور اس کے رہنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔

(2) ﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا﴾ ''لوگوں کے مایوس ہو جانے کے بعد'' یعنی کبھی بارش میں تاخیر ہوتی ہے تو لوگ مایوس ہو جاتے ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ﴾ ''حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے کہ ان پر برسائی جائے اس سے پہلے ہی یقیناوہ مایوس تھے۔'' (الروم:49)

(3) اللہ تعالیٰ کی رحمت وقدرت کی طرف سے مایوس ہو جانا کافروں کا شیوہ ہے لیکن ایک مومن کی نظر میں اسباب کا سلسلہ یاس انگیز ہوسکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی:559/2)

(4) ﴿وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ﴾ ''اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے'' جب بارش ہوتی ہے تو خشک سالی جاتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بارش کے ذریعے خوراک کا سامان پیدا کرتے ہیں اور چاروں طرف رحمت ہی رحمت پھیل جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿وَهُوَ الۡوَلِیُّ﴾ ''اور وہی مدد کرنے والا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی سرپرستی کرتا ہے اور ان پر اپنا فضل اور احسان کرتا ہے۔

(6)﴿الۡحَمِیۡدُ﴾ ''تمام تعریفوں کے لائق ہے'' وہ اپنی سرپرستی اور اپنے کمال رحمت، کمال ملکیت اور کمال درجے کے انعامات کی وجہ سے قابل ستائش ہے۔

﴿وَمِنۡ اٰیٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَثَّ فِیۡهِمَا مِنۡ دَآبَّةٍ ؕ

''اور اُس کی نشانیوں میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور جو اُس نے اُن دونوں میں کوئی بھی جاندار پھیلا دیے ہیں

وَهُوَ عَلٰی جَمۡعِهِمۡ اِذَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ﴾ ع 3/10/4

اور وہ جب چاہے اُنہیں جمع کرنے پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے''(29)

سوال: آسمانوں اور زمین کی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمِنۡ اٰیٰتِهٖ ... قَدِیۡرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمِنۡ اٰیٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے'' آسمان اور زمین اللہ تعالیٰ کی ذات کی نشانی ہے جیسے وہ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے ایسے ہی وہ ساری مخلوقات کا خالق ہے۔

(2)﴿وَمَا بَثَّ فِیۡهِمَا مِنۡ دَآبَّةٍ﴾ ''اور جو اُس نے اُن دونوں میں کوئی بھی جاندار پھیلا دیے ہیں'' مراد تمام فرشتے، انسان، جن اور حیوانات ہیں جو زمین کے علاوہ آسمانوں کے بھی مختلف طبقات میں پھیلے ہوئے ہیں اور سب کی زبانیں، شکلیں، رنگ اور جنسیں مختلف ہیں۔ یا دابہ سے مراد وہ جانور ہیں جو زمین پر ہی رہتے ہیں۔ (ابن کثیر) (اشرف الحواشی:1/580)

(3)﴿وَهُوَ عَلٰی جَمۡعِهِمۡ اِذَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ﴾ ''اور وہ جب چاہے اُنہیں جمع کرنے پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' وہ ساری مخلوقات کو فنا کرنے کے بعد زندہ کر کے دوبارہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن انہیں جمع کرے گا اور سب کے ساتھ انصاف کرے گا۔

﴿وَمَآ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَیۡدِیۡكُمۡ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِیۡرٍ﴾

''اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تو اس وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور وہ بہت سے (قصوروں سے) درگزر کرتا ہے''(30)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: دنیا کے دکھ گناہوں کا بدلہ ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ ۔۔۔ كَثِيۡرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ﴾ ''اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تو اس وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا'' یعنی انسان کو دنیا میں جو دکھ پہنچتے ہیں اس کے گناہوں کا بدلہ ہیں۔

(2) ﴿وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ﴾ ''اور وہ بہت سے (قصوروں سے) درگزر کرتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کثیر گناہوں کو معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوۡ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوۡا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهۡرِهَا مِنۡ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنۡ يُّؤَخِّرُهُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيۡرًا﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کی وجہ سے پکڑتا جو انہوں نے کمایا تو سطح زمین پر کوئی جان دار بھی نہ چھوڑتا لیکن وہ انہیں مقررمدت تک مہلت دیتا ہے، پھر جب ان کا مقررہ وقت آجائے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہمیشہ سے خوب دیکھنے والا ہے۔'' (فاطر:45) اگر انسان کو ہر گناہ پر پکڑا جاتا تو وہ زمین میں زندہ نہ رہ پاتا۔

(3) اس سے مراد یہ ہے کہ کچھ گناہوں کو وہ رب کریم ویسے ہی معاف فرمادیتا ہے یعنی آخرت میں ان پر مواخذہ نہیں ہوگا۔

(4) ابن ابی حاتم میں ہے کہ جب سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے جسم میں تکلیف ہوئی اور لوگ ان کی عیادت کو گئے تو سیدنا حسن رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ کی یہ حالت تو دیکھی نہیں جاتی ہمیں بڑا صدمہ ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہ کہو جو تم دیکھ رہے ہو یہ سب گناہوں کا کفارہ ہے اور ابھی بہت سے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے، پھر اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر ابن کثیر:23،22)

(5) ایمان والوں کو جو تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض ان کی لغزشیں معاف فرمادیتا ہے۔

(6) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو ذرا بھی تکلیف ہوتی ہے اور غم پہنچتا ہے حتیٰ کہ اس کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔'' (مسند احمد:24719)

﴿وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ۖۚ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ﴾

''اور تم ہر گز زمین میں عاجز کر دینے والے نہیں ہو اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار'' (31)

سوال: ﴿وَمَاۤ اَنۡتُمۡ ۔۔۔ نَصِيۡرٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ﴾ ''اور تم ہر گز زمین میں عاجز کر دینے والے نہیں ہو'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کو موخر کرنا بھول چوک یا عاجز ہونے کی بنا پر نہیں ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کو کبھی عاجز نہیں پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ جو حکم نافذ کرتا ہے تم اسے روک نہیں سکتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) یعنی تم بھاگ کر کسی ایسی جگہ نہیں جا سکتے جہاں تم ہماری پکڑ میں نہ آسکو یا جو مصیبت ہم تم پر نازل کرنا چاہیں اس سے تم بچ سکو۔

(3) ﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾ ”اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار“ یعنی تم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سرپرست نہیں پاؤ گے جو تمہیں فوائد عطا کرے اور نہ کوئی مددگار پاؤ گے جو تم سے ضرر کو دور کرے۔

(4) اللہ تعالیٰ ولی ہے، مافوق الفطری طریقے سے انسان کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ماسوا کوئی ولی نہیں یعنی انسان کی مدد کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ (5) اللہ تعالیٰ نصیر ہے، مددگار ہے۔ جب اللہ تعالیٰ مدد سے ہاتھ کھینچ لے تو نہ کوئی مددگار رہتا ہے اور نہ ولی۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ”اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ آپ کو کوئی بھلائی پہنچائے تو وہی ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔“ (الانعام:17)

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ﴾

”اور اُس کی نشانیوں میں سے ہیں یہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح ہیں“ (32)

سوال: سمندر اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ﴾ ”اور اُس کی نشانیوں میں سے ہیں یہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح ہیں“ یعنی اللہ تعالیٰ نے ٹھاٹھیں مارتے سمندر انسان کے تابع کر دیئے ہیں جن میں کشتیاں چلتی ہیں تو گویا پہاڑ چلتے ہیں۔ (2) اللہ تعالیٰ نے موجوں سے کشتیوں اور جہازوں کی حفاظت کی ہے۔ وہ سامانِ تجارت کو دور دراز کے ملکوں اور شہروں تک لے جاتے ہیں۔

﴿اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ﴾

”اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کر دے تو وہ سمندر کی سطح پر ہی کھڑے رہ جائیں۔ یقیناً اس میں ہر بہت صبر کرنے والے، بہت شکر گزار کے لیے نشانیاں ہیں“ (33)

سوال 1: ﴿اِنْ يَّشَاْ ... شَكُوْرٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿اِنۡ يَّشَاۡ يُسۡكِنِ الرِّيۡحَ فَيَظۡلَلۡنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهۡرِهٖ﴾ ''اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کر دے تو وہ سمندر کی سطح پر ہی کھڑے رہ جائیں'' اللہ تعالیٰ نے سمندر میں کشتیوں اور جہازوں کے چلنے کے لیے ہوا کو سبب بنایا ہے۔ اگر وہ ہوا کو ساکن کر دے تو کشتیاں اور جہاز سمندر کی سطح پر ٹھہر جائیں۔

(2)﴿اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّـكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ﴾ ''یقیناً اس میں ہر بہت صبر کرنے والے، بہت شکر گزار کے لیے نشانیاں ہیں'' یعنی جو شخص مصائب میں صبر کرتا ہے اور نعمت ملنے پر شکر ادا کرتا ہے اور نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق صرف کرتا ہے اس میں اس کے لئے بڑی عبرت ہے۔ وہ اپنے رب کی قدرت پر غور وفکر کر سکتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ کی آیات سے منہ موڑنے والا ان سے کبھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

(4) صبار اور شکور دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں اور یہ دو ایسے الفاظ ہیں جن میں مومن کی ساری زندگی کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے۔ (تیسیر القرآن:142/4)

(5) سیدنا ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے ہر کام میں اس کے لیے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشحالی نصیب ہو تو (اس پر اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کرتا ہے (یہ شکر) اس کے لیے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے) اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے ثواب ہے۔'' (صحیح مسلم:7500)

سوال 2: جہازوں کے چلنے اور رکنے میں صبر اور شکر کرنے والے کے لئے کیا نشانیاں ہیں؟

جواب:(1) جہازوں کا چلانا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جس پر انسان کو شکر ادا کرنا چاہیئے۔

(2) جہازوں کا روکنا ابتلاء اور مصیبت ہے جس پر انسان کو صبر کرنا چاہیئے۔

سوال 3: صبر اور شکر کا مزاج کس حوالے سے انسان کے لئے ضروری ہے؟

جواب:(1) زندگی کے واقعات سے نصیحت حاصل کرنے کے لئے صبر اور شکر کا مزاج ضروری ہے۔

(2) تکلیف کے موقع پر انسان ظاہری حالات سے اوپر اُٹھ کر دوسرے رخ سے دیکھنا سیکھ سکے یہ صبر کے بغیر ممکن نہیں۔

(3) اسی طرح ظاہر میں اپنی کوششوں سے ملنے والی چیز کو انسان صحیح رخ سے دیکھنے کے قابل ہو جائے یعنی ملنے والی چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دے دینا شکر کی صفت کے بغیر ممکن نہیں۔

﴿اَوۡ يُوۡبِقۡهُنَّ بِمَا كَسَبُوۡا وَيَعۡفُ عَنۡ كَثِيۡرٍ﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''یا وہ اُنہیں تباہ کردے اس کی وجہ سے جو انہوں نے کمایا اور بہت سے لوگوں کو معاف کردے'' (34)

سوال: ﴿اَوْ...كَثِيْرٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا﴾ ''یا وہ اُنہیں تباہ کردے اس کی وجہ سے جو انہوں نے کمایا'' یعنی اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے گناہوں کی وجہ سے سمندر میں ہی کشتیوں اور جہازوں کو ڈبو دے۔

(2) اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سمندر کو حکم دے اس میں طغیانی آجائے اور یہ اس میں ڈوب جائیں۔

(3) ﴿وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ﴾ ''اور بہت سے لوگوں کو معاف کردے'' یعنی اللہ تعالیٰ کثرت سے گناہ معاف کردیتا ہے۔ اس کی رحمت سے ہوائیں چلتی ہیں۔ وہ قحط اور سیلاب سے بچاتا ہے۔ وہ انسان کو طویل اور لمبے سفر طے کرواتا ہے۔

(4) یعنی اللہ تعالیٰ خطاؤں سے درگزر کرتا ہے تو لوگ سمندری سفر سے واپس آجاتے ہیں ورنہ سلامتی سے واپس نہ آپائیں۔

﴿وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ﴾

''اور جو لوگ ہماری آیات میں آپس میں جھگڑے کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اُن کے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں'' (35)

سوال: ﴿وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ...مِّنْ مَّحِيْصٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا﴾ ''اور جو لوگ ہماری آیات میں آپس میں جھگڑے کرتے ہیں وہ جانتے ہیں'' یعنی جو باطل دلیلوں کے ساتھ حق کے بارے میں جھگڑے کرتے ہیں اور نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

(2) ﴿مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ﴾ ''اُن کے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں'' وہ جان لیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے۔ ایسے مواقع پر تو کافر بھی مان جاتے ہیں۔

﴿فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ

''چنانچہ جو چیز تمہیں دی گئی ہے وہ تو محض دنیا کی زندگی کا معمولی ساز و سامان ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے

وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾

اور زیادہ باقی رہنے والا ہے، اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں'' (36)

سوال 1: آخرت کے مقابلے میں دنیا ناپائیدار اور حقیر ہے، اس کی وضاحت ﴿فَمَآ اُوْتِيْتُمْ...يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿فَمَآ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا﴾ ”چنانچہ جو چیز تمہیں دی گئی ہے وہ تو محض دنیا کی زندگی کا معمولی ساز وسامان ہے“ یعنی دنیا اور اس کا مال ومتاع، اس کی سرداری، اس کا مال جو کچھ بھی رب العزت کی جانب سے دیا گیا ہے ناپائیدار ہے، حقیر ہے، چھن جانے والا ہے، عارضی اور فانی ہے۔

(2)﴿وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى﴾ ”اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں آخرت میں ملنے والی ہیں وہ پائیدار اور بہتر ہیں۔ دنیا کی نعمتوں اور آخرت کی نعمتوں میں کوئی نسبت نہیں۔ رب العزت نے فرمایا:﴿اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ وَّزِيۡنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيۡنَكُمۡ وَتَكَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيۡثٍ اَعۡجَبَ الۡكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيۡجُ فَتَرٰىهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ يَكُوۡنُ حُطٰمًا ؕ وَفِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ۙ وَّمَغۡفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٌ ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ﴾ ”جان لو! بلاشبہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل، دل لگی اور زینت اور تمہارا آپس میں فخر کرنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے، جیسے بارش کی مثال ہے کہ اُس سے اگنے والی کھیتی کسانوں کو خوش کر دیتی ہے، پھر وہ پک جاتی ہے تو آپ اُس کو زرد دیکھتے ہو، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی بھی ہے اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔“ (الحدید:20)

(3) سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی یہ (شہادت والی) انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر دیکھے کہ وہ سمندر میں سے کتنی تری لے کر لوٹتی ہے۔“ (مسلم:7197)

(4) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا شانہ پکڑ کر فرمایا: ”دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر یا راستہ چلنے والا ہو“ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو، اپنی صحت کو مرض سے پہلے غنیمت جانو اور زندگی کو موت سے پہلے۔ (بخاری:6416)

(5)﴿لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ﴾ ”اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں“ یعنی جنہوں نے ایمان صحیح جو ظاہری اور باطنی ایمان کے اعمال کو مستلزم ہے اور توکل کو جمع کر لیا ہے جو ہر عمل کا آلہ ہے، لہٰذا ہر عمل جس کی مصاحبت میں توکل نہ ہو غیر مکمل ہے۔ جس چیز کو بندہ پسند کرتا ہے اسے حاصل کرنے اور جسے ناپسند کرتا ہے اسے دور کرنے میں قلب کے اللہ تعالیٰ پر پورے وثوق کے ساتھ بھروسہ کرنے کا نام توکل ہے۔ (تفسیر سعدی:2458/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: ایمان کے انسان کی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: (1) ایمان وہ حقیقت ہے کہ جب انسان کے شعور میں بیٹھ جاتی ہے تو اُس کے لئے ممکن ہوتا ہے کہ وہ کائنات کی ہر چیز کی حقیقی قدر معلوم کر سکے۔ (2) ایمان کی وجہ سے مومن کو نفسیاتی اطمینان اور نصب العین کا شعور ملتا ہے۔

(3) ایمان کی وجہ سے خواہشات، ذاتی اغراض، ذاتی مصلحتوں اور مفادات کے حصول سے انسان پاک ہو جاتا ہے تب وہ اعلیٰ مقاصد کے لئے کام کر سکتا ہے۔ (4) ایمان کی وجہ سے اخلاق بہتر ہوتا ہے۔

سوال 3: رب پر توکل انسان کو کیا دیتا ہے؟

جواب: (1) رب پر توکل انسان کو رب کے وعدوں کا یقین دیتا ہے۔

(2) رب پر توکل آخرت کے راستے پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

(3) رب پر توکل انسان کو یہ یقین دیتا ہے کہ وہ جتنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں کھوئے گا اس سے کہیں زیادہ پائے گا۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾

”اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب بھی غصے ہوتے ہیں تو وہ درگزر کرتے ہیں“ (37)

سوال: اہل جنت کی صفات کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ ... يَغْفِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ﴾ ”اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں“ اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ کبائر اور فواحش، دونوں کے گناہ کبیرہ ہونے کے باوجود فرق یہ ہے کہ فواحش وہ بڑے بڑے گناہ ہیں جن کے لیے نفس انسانی میں داعیہ موجود ہوتا ہے مثلاً زنا وغیرہ اور کبائر گناہ وہ ہیں جن کے لئے نفس میں داعیہ موجود نہیں ہوتا۔ یہ مفہوم دونوں کے اکٹھا استعمال کے وقت ہے اور رہا ان کا انفرادی وجود تو وہ سب کبائر میں داخل ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2458/3)

(2) فحاشی سے مراد ہر وہ کام ہے جو انسان کی قوت شہوانیہ سے تعلق رکھتا ہو۔ اسلام نے جنسی چھیڑ چھاڑ اور حاجت پوری کرنے کے لیے شرعی نکاح کی راہ کھول دی ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی طریقے ممکن ہیں ان سب پر پابندی لگا دی ہے۔ مثلاً زنا، اغلام، لواطت، مشت زنی، عورتوں کی عورتوں سے ہم بستری، جانوروں سے بدفعلی وغیرہ سب حرام اور بدترین جرم ہیں۔ اور ان سب کو ”فاحشۃ مبینۃ“ کہا جاتا ہے اور جو باتیں زنا سے قریب لے جانے والی ہیں وہ سب فواحش میں داخل ہیں۔

(تیسیر القرآن: 144,143/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَاِذَا مَا غَضِبُوۡا هُمۡ يَغۡفِرُوۡنَ﴾ ''اور جب بھی غصے ہوتے ہیں تو وہ درگزر کرتے ہیں'' یعنی وہ اپنے غصے پر کنٹرول کرتے ہیں۔ عفوودرگزر سے خود ان کی اپنی ذات کو نفع پہنچتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا تَسۡتَوِى الۡحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِىۡ بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيۡمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِيۡمٍ ﴿۳۵﴾﴾ ''اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتیں، برائی کو تم اس سے ہٹادو جو سب سے اچھا ہے تو اچانک وہ شخص تمہارے اور اس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہوگا گویا وہ دلی دوست ہے اور اس کی توفیق نہیں دی جاتی مگر ان لوگوں کو جو صبر کریں اور اس کی توفیق نہیں دی جاتی مگر اس کو جو بڑے نصیب والا ہے۔'' (فصلت:34، 35)

(4) نبی ﷺ نے کبھی اپنی ذات کی خاطر انتقام نہیں لیا۔

(5) انہوں نے مکارم اخلاق اور محاسن عادات سے اپنے آپ کو آراستہ کر رکھا ہے، حلم ان کی فطرت اور حسنِ خلق ان کی طبیعت بن گیا ہے حتی کہ جب کبھی کوئی شخص کسی قول یا فعل کے ذریعے سے انہیں ناراض کر دیتا ہے تو وہ اپنے غصے کو پی جاتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ قصور بخش دیتے ہیں اور اس کے مقابلے میں حسنِ سلوک اور عفوودرگزر سے کام لیتے ہیں۔ پس اس عفوودرگزر پر خود ان کی ذات میں اور دوسروں میں بہت سے مصالح مترتب اور بہت سے مفاسد دور ہوتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2458/3)

(6) رب العزت نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔ ﴿الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡكٰظِمِيۡنَ الۡغَيۡظَ وَالۡعَافِيۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ﴾ ''وہ لوگ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (آل عمران:134)

(7) آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی کو کشتی میں پچھاڑ دے بلکہ وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ کو ضبط میں رکھے۔'' (بخاری:6114) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' اس نے کئی مرتبہ اپنی درخواست دہرائی۔ آپ ﷺ نے ہر دفعہ اسے یہی وصیت فرمائی کہ غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری:6116)

﴿وَالَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۖ وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ ۖ

''اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم کی اور اُن کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ﴾

اور جو ہم نے اُن کو رزق دیا ہے اُس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں'' (38)

سوال 1: اہلِ جنت کی صفات کی وضاحت ﴿وَالَّذِیۡنَ ... یُنۡفِقُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمۡ﴾ ''اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا'' جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کے حصول کے لیے کوششیں کرتے ہیں۔

(2) ﴿وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ﴾ ''اور نماز قائم کی'' اللہ تعالیٰ کی دعوت کا جواب دینے والے نماز کے پابند ہوتے ہیں۔ ظاہر اور باطن، فرائض اور نوافل کو قائم کرتے ہیں۔ ﴿وَالۡمُقِیۡمِیۡنَ الصَّلٰوةَ وَالۡمُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤۡتِیۡهِمۡ اَجۡرًا عَظِیۡمًا﴾ ''اور وہ نماز قائم کرنے والے ہیں اور وہ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر وہ ایمان لانے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جلد ہی ہم اُن کو اجرِ عظیم دیں گے۔'' (النساء: 162)

(3) ﴿وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَهُمۡ﴾ ''اور اُن کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے'' وہ اپنے اہم کاموں میں مشورے کے بغیر ہاتھ نہیں ڈالتے۔ رب العزت نے خود نبی ﷺ کو حکم دیا: ﴿وَشَاوِرۡهُمۡ فِی الۡاَمۡرِ﴾ ''اور معاملات میں ان سے مشورہ کریں۔'' (آل عمران: 159)

(4) ان کے دینی اور دنیاوی معاملات باہم مشورے سے طے پاتے ہیں۔ یعنی مشترکہ امور میں ان میں سے کوئی بھی اپنی رائے کو مسلط نہیں کرتا۔ یہ وصف ان کی اجتماعیت، آپس کی الفت، مودت اور محبت ہی کا حصہ ہے۔ ان کی کمالِ عقل ہے کہ جب وہ کسی ایسے کام کا ارادہ کرتے ہیں جس میں غور و فکر کی ضرورت ہو تو وہ اکٹھے ہو کر اس کے بارے میں بحث و تمحیص اور آپس میں مشورہ کرتے ہیں، جب ان پر مصلحت واضح ہو جاتی ہے تو اسے جلدی سے قبول کر لیتے ہیں جیسے غزوہ، جہاد، امارت یا قضا وغیرہ کے لیے عمال مقرر کرنے میں مشورہ کرنا اور دینی مسائل میں بحث و تحقیق کرنا کیونکہ یہ اعمال مشترکہ امور میں شمار ہوتے ہیں تا کہ صحیح رائے واضح ہو جائے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ یہ بھی اسی آیت کریمہ کے تحت آتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2459/3)

(5) مشورہ سے کام کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا۔ نبی کریم ﷺ مہمات امور میں برابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرماتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں مشورہ کرتے تھے حروب وغیرہ کے متعلق بھی اور بعض مسائل اور احکام کی نسبت بھی۔ بلکہ خلافت راشدہ کی بنیاد ہی شوریٰ پر قائم تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ مشورہ کی ضرورت ان کاموں میں ہے جو مہتم بالشان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوں اور جو قرآن وسنت میں منصوص نہ ہوں۔ جو چیز منصوص ہو اس میں رائے ومشورہ کے کوئی معنی نہیں اور ہر چھوٹے بڑے کام میں اگر مشورہ ہوا کرے تو کوئی کام نہ ہو سکے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ ایسے شخص سے لیا جائے جو عاقل وعابد ہو۔ ورنہ اس کی بیوقوفی یا بددیانتی سے کام خراب ہو جانے کا اندیشہ رہے گا۔ (تفسیر عثمانی:562/2)

(6) مشورہ سے متعلق قابل ذکر امور یہ ہیں

(i) مشورہ انفرادی امور میں کیا جا سکتا ہے جیسا کہ آپ نے واقعہ افک کے دوران کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا اور اجتماعی امور میں بھی جیسے اس آیت سے واضح ہے۔ (ii) مشورہ صرف اسی سے لینا چاہیے جو مشورہ دینے کی اہلیت رکھتا ہو۔ ہر کس وناکس سے نہ مشورہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ کوئی لیتا ہے۔ اجتماعی امور میں مومنوں کا امیر مجلس شوریٰ منتخب کرتا ہے اور اس سے مشورہ لیتا ہے۔ (iii) مشورہ صرف ایسے امور میں کیا جا سکتا ہے جہاں کتاب وسنت میں کوئی صریح حکم موجود نہ ہو اور اس کا تعلق بالعموم تدبیری امور سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اساریٰ بدر کے معاملہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تھا کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے یا جنگ احد کے متعلق یہ مشورہ کیا تھا کہ یہ جنگ مدینہ میں لڑی جائے یعنی صرف مدافعت کی جائے یا کھلے میدان میں لڑی جائے۔

(iv) مشورہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ زیر بحث مسئلہ کے سب پہلو سامنے آ جائیں۔ اور جو پہلو اقرب الی الحق ہو اسے اختیار کیا جائے۔ مختصر لفظوں میں اس کا مقصد دلیل کی تلاش ہوتا ہے۔ (v) اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ ہر صاحب مشورہ کو اپنی رائے کے اظہار کی پوری آزادی دی جائے۔ (vi) یہ تشخیص کرنا اقرب الی الحق کون سا پہلو ہے؟ میر مجلس کا کام ہے۔ اس کا انحصار آراء کی کثرت اور قلت پر نہیں۔ بلکہ اگر ایک دو شخصوں کی رائے بھی اقرب الی الحق ہو تو اسے ہی اختیار کیا جائے گا۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اساریٰ بدر کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ اگر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دونوں ایک رائے پر متفق ہو جاتے تو میں اسی کے مطابق عمل کرتا۔ یا جنگ احد کے متعلق آپ کو یہ مشورہ دینے والے کہ جنگ کھلے میدان میں لڑی جائے چند جوشیلے نوجوان مسلمان تھے لیکن آپ نے ان کی قلت کے باوجود انہی کی رائے کو اختیار کیا۔

(vii) آخری فیصلہ کا اختیار میر مجلس کو ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا: ﴿فَإِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِ﴾ ”پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔“ (آل عمران:159) جب کسی فریق کے پاس کوئی دلیل موجود نہ ہو یا دونوں کی طرف دلائل یکساں ہوں تو اس وقت کثرت رائے کے مطابق فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور ایسی صورت میں کثرت ہی بذات خود ایک دلیل بن جاتی ہے۔ (تیسیر القرآن:145/4)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ ''اور جو ہم نے اُن کو رزق دیا ہے اُس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں'' یعنی واجب اور مستحب صدقات کرتے ہیں۔ اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرتے ہیں اور معاشرے کے محروم طبقات پر صدقہ کرتے ہیں۔

(8) اغنیاء کی طرف سے صدقہ کرنا امت کے لیے قوت کا باعث بنتا ہے، کمزوروں کا علاج ہوتا ہے، عام لوگوں کی مصلحت کے کام ہوتے ہیں، کمزوروں اور محتاجوں کی مدد ہوتی ہے، صلہ رحمی کے کام ہوتے ہیں اور جنگی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ﴾

''اور وہ لوگ جب اُن پر زیادتی واقع ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں'' (39)

سوال: اہل جنت کے اوصاف کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ ... يَنْتَصِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ﴾ ''اور وہ لوگ جب اُن پر زیادتی واقع ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں'' یعنی دشمنوں کی طرف سے جب ان پر کوئی زیادتی کی جاتی ہے تو وہ ان کے ظلم کو روکتے ہیں۔

(2) اپنی قوت اور طاقت سے بدلہ لیتے ہیں، بدلہ لینے سے عاجز نہیں ہوتے۔

(3) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تنعیم کے پہاڑ سے مکہ والوں کے اسی آدمی جو کہ اسلحہ سے مسلح تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترے۔ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو غفلت میں دیکھ کر آپ پر حملہ کرنا چاہتے تھے آپ نے ان لوگوں کو پکڑ کر پھر چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی: ''اور وہی ہے (اللہ عزوجل) جس نے وادیٔ مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان پر غالب کر دیا تھا۔'' (مسلم: 4679)

﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ

''اور بُرائی کا بدلہ اُس جیسی ایک بُرائی ہے، پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اُس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾

یقیناً وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا'' (40)

سوال: برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَجَزٰٓؤُا ... يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ ''اور بُرائی کا بدلہ اُس جیسی ایک بُرائی ہے'' یعنی یہ شرعی حکم ہے برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں، اپنے رسول کی زبان سے واضح فرمایا ہے۔ (ایسر التفاسیر: 1408)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَمَنِ اعۡتَدٰی عَلَیۡكُمۡ فَاعۡتَدُوۡا عَلَیۡهِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدٰی عَلَیۡكُمۡ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ﴾ ”چنانچہ جو تم پر زیادتی کرتا ہے تو تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی کہ اس نے تم پر زیادتی کی ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے۔“ (البقرہ:194)

(3) ﴿فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَی اللّٰهِ﴾ ”پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اُس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے“ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درگزر کرنے میں اصلاح کی شرط دلالت کرتی ہے کہ اگر مجرم عفو کے لائق نہ ہو اور مصلحت شرعیہ اس کو سزا دینے کا تقاضا کرتی ہو تو اس صورت میں وہ عفو پر مامور نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا معاف کرنے والے کو اجر عطا کرنا، عفو پر آمادہ کرتا ہے، نیز اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ مخلوق کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو وہ اپنے بارے میں چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کرے جیسا کہ وہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے، لہٰذا اسے بھی چاہیے کہ وہ لوگوں کو معاف کر دے اور جیسا کہ وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ نرمی کرے، تب اسے بھی چاہیے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرے کیونکہ جزا عمل کی جنس سے ہوتی ہے۔ (تفسیر سعدی:2460/3)

(4) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔“ (مسلم:6592)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَنۡ تَعۡفُوۡۤا اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی﴾ ”اور تقویٰ کے زیادہ قریب یہی ہے کہ تم معاف کر دو۔“ (البقرہ:237)

(6) ﴿اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ﴾ ”یقیناً وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا“ جو شخص انتقام میں اصل برائی سے بڑھ جائے تو یہ ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کا دشمن ہے جو دوسروں پر زیادتی کی ابتداء کرتے ہیں یا جرم سے بڑھ کر بدلہ لیتے ہیں۔ ﴿وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ ؕ وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَیۡرٌ لِّلصّٰبِرِیۡنَ﴾ ”اور اگر تم بدلہ لو تو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو اور اگر آپ صبر کریں تو یقیناً وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔“ (النحل:126)

﴿وَلَمَنِ انۡتَصَرَ بَعۡدَ ظُلۡمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ سَبِیۡلٍ﴾

”اور جو شخص اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد بدلہ لے تو یہی لوگ ہیں جن پر کوئی الزام نہیں“ (41)

سوال: ﴿وَلَمَنِ انۡتَصَرَ ... سَبِیۡلٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَمَنِ انۡتَصَرَ بَعۡدَ ظُلۡمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ سَبِیۡلٍ﴾ ”اور جو شخص اپنے اوپر ظلم ہونے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے بعد بدلہ لے تو یہی لوگ ہیں جن پر کوئی الزام نہیں'' جوظلم کے بعد بدلہ لیتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ظلم وزیادتی کے بعد بدلہ لینا ضروری ہے۔

(2) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا غصے میں بھر کر بلا اطلاع سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئیں اور ان پر برس پڑیں۔لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں۔جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہہ سن چکیں تو رحمت عالم ﷺ نے صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''تم بھی اپنا بدلہ لے لو۔'' اب جو سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دینا شروع کیا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا حلق خشک ہو گیا اور ان سے کچھ جواب نہ بن پڑا اور آپ ﷺ کے چہرے کے ملال کے آثار دور ہو گئے۔(ابن ماجہ:1981)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا﴾ ''اللہ تعالیٰ برائی کی بات کے ساتھ آواز بلند کرنا پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (النساء:148)

﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ

''یقیناً الزام ان لوگوں کے لیے ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں بغیر حق کے سرکشی کرتے ہیں،

اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے'' (42)

سوال: ظالم گناہ گار ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ ... اَلِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ﴾ ''یقیناً الزام ان لوگوں کے لیے ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں'' یعنی ظالم گناہ گار وہ ہیں جو دوسروں پر ظلم کریں۔

(2) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہے۔'' (مسلم:6576)

(3) سیدنا ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔'' (صحیح مسلم:6572)

(4) ﴿وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ ''اور زمین میں بغیر حق کے سرکشی کرتے ہیں'' زمین میں ناحق سرکشی کرنا ظلم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی اقسام میں سے ہے۔ یہ آیت لوگوں کے خون، مال اور ناموس کے بارے میں ظلم وزیادتی کو شامل ہے۔

(5) ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے'' یعنی ان کے ظلم اور زیادتی کے مطابق ان کے دلوں اور جسموں کو سخت تکلیف دینے والا عذاب دیا جائے گا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہو تو وہ (اس دنیا ہی میں) اس سے معاف کروالے، کیونکہ وہاں (میدان حشر میں) درہم ودینار نہیں ہوں گے اس سے پہلے پہلے کہ اس کے بھائی کے لیے اس کی نیکیاں لے لی جائیں اگر اس کی نیکیاں نہیں ہوں گی تو اس کے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔'' (بخاری:6534)

ع 4 14 5

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾

''اور یقیناً جو صبر کرے اور معاف کردے، تو بلاشبہ یہ یقیناً بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے'' (43)

سوال: صبر اور معافی انتقام سے بہتر ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَمَنْ ...عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ﴾ ''اور یقیناً جو صبر کرے'' یعنی جو مخلوق کی طرف سے ملنے والی اذیت پر صبر کرے۔

(2) ﴿وَغَفَرَ﴾ ''اور معاف کردے'' یعنی بدلہ لینے کی بجائے معاف کردے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندے کے معاف کردینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔'' (مسلم:6592)

(3) ﴿اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ ''بلاشبہ یہ یقیناً بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے'' نفس کے لیے قول یا فعل سے انتقام نہ لینا انتہائی باعثِ مشقت ہے اور اذیت پر صبر کرنا، اس سے درگزر کرنا، اس کو بخش دینا اور اس کے مقابلے میں حسن سلوک سے پیش آنا تو بہت ہی پر مشقت کام ہے مگر یہ اس شخص کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ آسان کردے اور وہ بھی اس وصف سے متصف ہونے کے لیے اپنے نفس سے جہاد کرے اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے۔ پھر بندہ جب اذیت برداشت کرنے کی حلاوت چکھ لیتا ہے اور اس کے آثار دیکھ لیتا ہے تو اسے شرح صدر، کشادہ دلی اور ذوق وشوق سے قبول کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی:24613)

﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ

''اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اس کے بعد اس کا کوئی مددگار نہیں ہے اور آپ دیکھیں گے کہ وہ ظالم جب عذاب دیکھیں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ

توکہیں گے کہ کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے؟'' (44)

سوال: اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ ...مِّنْ سَبِيْلٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ﴾ ''اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کے بعد اُس کا کوئی مددگار نہیں ہے'' اللہ تعالیٰ جسے اس کے ظلم کی وجہ سے سیدھے راستے سے ہٹا دے اسے کوئی راستے پر چلا نہیں سکتا جیسا کہ فرمایا: ﴿مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ ''جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کو راستہ دکھانے والا کوئی نہیں اور انہیں وہ سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے کہ وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔'' (الاعراف:186)

(2) ﴿فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ﴾ ''تو اس کے بعد اُس کا کوئی مددگار نہیں ہے'' یعنی ایسے گمراہ کا کوئی دوست نہیں جو اس کی راہنمائی کر سکے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا﴾ ''جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے سو وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے پھر آپ اُس کے لیے راہ نمائی کرنے والا کوئی دوست ہرگز نہ پائیں گے۔'' (الکہف:17)

(3) ﴿وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ﴾ ''اور آپ دیکھیں گے کہ وہ ظالم جب عذاب دیکھیں گے'' یعنی ظالم جب عذاب دیکھیں گے تو اپنے اعمال پر افسوس کریں گے۔

(4) ﴿يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ﴾ ''تو کہیں گے کہ کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے؟'' اس وقت ظالم تمنا کریں گے کاش! ہم دنیا میں دوبارہ واپس بھیج دیے جائیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلیں گے، اللہ تعالیٰ کی آیات کو نہیں جھٹلائیں گے۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (٢٧) بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (٢٨)﴾ ''اور کاش آپ دیکھیں کہ جب انہیں آگ پر کھڑا کیا جائے گا تو کہیں گے کہ اے کاش ہم واپس بھیج دیے جائیں اور ہم اپنے رب کی آیات کو نہ جھٹلائیں اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں۔ بلکہ ان پر وہ چیز واضح ہو چکی جو وہ اس سے پہلے چھپایا کرتے تھے اور اگر وہ واپس بھیج دیے جائیں تو یقیناً دوبارہ وہی کریں گے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔'' (الانعام:27،28)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) ﴿وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ﴾ ''اور جب وہ لوگ عذاب دیکھیں گے جنہوں نے ظلم کیا تو ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ وہ کوئی مہلت دیے جائیں گے۔'' (النحل:85)

﴿وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ

''اور آپ دیکھیں گے کہ جب وہ جہنم کے سامنے پیش کیے جائیں گے تو ذلت سے جھکے جا رہے ہوں گے، کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے۔

وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ

اور جو لوگ ایمان لائے وہ کہیں گے کہ یقیناً خسارہ اُٹھانے والے وہی ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر

أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ﴾

والوں کو خسارے میں ڈال دیا۔ سن لو! یقیناً ظالم دائمی عذاب میں ہوں گے'' (45)

سوال: جہنم کے کنارے پر مجرموں کے چہروں پر کیسے ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی، اس کی وضاحت ﴿وَتَرَاهُمْ... مُّقِيمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا﴾ ''اور آپ دیکھیں گے کہ جب وہ جہنم کے سامنے پیش کیے جائیں گے''، یعنی مشرک جہنم کے کنارے پر لائے جائیں گے۔

(2) ﴿خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ﴾ ''تو ذلت سے جھکے جا رہے ہوں گے'' آپ ان کے جسموں پر اس ذلت کی وجہ سے عاجزی اور بے بسی کو دیکھیں گے جو ان کے دلوں میں ہے۔ (3) ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی۔

(4) ﴿يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ﴾ ''کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے'' یعنی وہ جہنم کو چوری چوری دیکھیں گے۔

(5) ﴿وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ ''اور جو لوگ ایمان لائے وہ کہیں گے کہ یقیناً خسارہ اُٹھانے والے وہی ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈال دیا'' مخلوق کے انجام کو دیکھ کر اہل ایمان کہیں گے خسارے میں وہ لوگ ہیں جو خود بھی جہنم میں گئے اور اپنی اولادوں کو بھی جہنم میں پہنچا دیا۔

(6) ﴿أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ﴾ ''سن لو! یقیناً ظالم دائمی عذاب میں ہوں گے'' اب یہ ظالم جنہوں نے کفر اور نافرمانی کے کام کر کے خود پر ظلم کیا ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب میں رہیں گے اور کبھی وہاں سے نکل نہیں سکیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7) جو اللہ تعالیٰ کے حکم میں گمراہ ہوگا وہ کبھی وہاں سے نکل نہیں پائے گا۔

﴿وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

''اور اُن کے کوئی حامی اور مددگار نہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے ماسوا اُن کی مدد کریں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے

فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ﴾

تو اُس کے لیے کوئی راستہ نہیں'' (46)

سوال: حشر کے دن ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا، اس کی وضاحت ﴿وَمَا كَانَ ... سَبِيْلٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''اور اُن کے کوئی حامی اور مددگار نہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے ماسوا اُن کی مدد کریں'' اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہوگا جو ان کی مدد کر سکے۔ قیامت کے دن سب پر واضح ہوجائے گا جن سے ہم نے امیدیں وابستہ کی تھیں وہ تو ٹوٹ گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو کوئی حمایتی نہ ہٹانے والا ہے، نہ اس میں تخفیف کروانے والا ہے۔

(2) ﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ﴾ ''اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اُس کے لیے کوئی راستہ نہیں'' جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کے ہدایت پانے کا دنیا اور آخرت میں کوئی راستہ نہیں۔

(3) اس دن خودساختہ معبودوں کی عاجزی ظاہر ہوجائے گی۔

(4) ﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ﴾ ''اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اُس کے لیے کوئی راستہ نہیں'' اللہ تعالیٰ نے یہ بات حشر کے منظر میں لے جا کر سمجھائی ہے جہاں ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں جو اللہ تعالیٰ سے الگ ان کی امداد کرسکیں۔ بے یارومددگار، بےبس، مصیبت زدہ انسان جو اپنے اعمال کی وجہ سے عذاب مقیم میں ہے اسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کردیا ہے اور اس کے لیے اب کوئی راستہ نہیں ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے گمراہی سے کراہت دلائی ہے۔

﴿اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ

''اپنے رب کی پکار پر لبیک کہو قبل اس سے کہ وہ دن آئے جس کے اللہ تعالیٰ سے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں۔

مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ﴾

اُس دن تمہارے لیے نہ کوئی جائے پناہ ہوگی اور نہ ہی انکار کی کوئی صورت ہوگی'' (47)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: قیامت سے پہلے نیک اعمال کرلو، اس کی وضاحت ﴿اِسْتَجِيْبُوْا ... مِّنْ نَّكِيْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ﴾ ''اپنے رب کی پکار پر لبیک کہو'' یعنی جب اللہ تعالیٰ کے بندے تمہیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلائیں تو ان کی دعوت کو قبول کرلو۔

(2) ﴿مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ﴾ ''قبل اس سے کہ وہ دن آئے جس کے اللہ تعالیٰ سے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں'' قیامت کا دن آنے سے پہلے نیک اعمال کرلو، اس کے لئے ہر وقت تیار رہو۔

(3) ﴿مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ﴾ ''اُس دن تمہارے لیے نہ کوئی جائے پناہ ہوگی'' اس دن کوئی جائے پناہ نہ ہوگی اور نہ اپنے رب سے بھاگ سکو گے۔ اس دن پکار کر کہا جائے گا: ﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ﴾ ''اے گروہ جن وانس! اگر تم آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ، کسی غلبے کے سوا تم نہیں نکلو گے۔'' (الرحمٰن:33)

(4) ﴿وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ﴾ ''اور نہ ہی انکار کی کوئی صورت ہوگی'' نکیر کا مادہ نکر ہے اور اس میں بنیادی طور پر دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ (i) اجنبیت۔ (ii) ناگواری (نکرہ کی ضد معرفہ ہے) نکر بمعنی ناگوار، نازیبا اور نامعقول چیز اور نکیر کے معنی ناگوار، نازیبا، نامعقول چیز بھی اور ایسی چیز کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھانا یا ناراضگی کا اظہار کرنا بھی اور نکر کے معنی کسی چیز کو بگاڑ دینا اور اس کی شکل بدل دینا بھی ہے۔ اس لحاظ سے اس جملہ کے کئی معنی بن سکتے ہیں۔ ایک تو ترجمہ سے واضح ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ تم اجنبی نہیں ہو گے سب جانتے پہچانتے ہو گے۔ (iii) تیسرا مطلب یہ ہے کہ بھیس بدل کر چھپ نہ سکو گے۔ (iv) چوتھا مطلب یہ ہے کہ اس دن تم جیسی بھی حالت میں ہو گے اس میں کوئی تبدیلی نہ لا سکو گے۔ (تیسیر القرآن:148/4) (5) ﴿يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ (١٠) كَلَّا لَا وَزَرَ (١١) اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِۨالْمُسْتَقَرُّ (١٢)﴾ ''اس دن انسان کہے گا: ''بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟'' ہرگز نہیں کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے، اس دن تیرے رب کے پاس ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔'' (القیامہ:10-12)

﴿فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ

''پھر بھی اگر وہ منہ پھیریں تو ہم نے آپ کو اُن پر نگران بنا کر تو نہیں بھیجا آپ پر پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں۔ اور یقیناً جب ہم

اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان کو اپنی طرف سے کوئی رحمت چکھاتے ہیں تو وہ اُس پر خوش ہو جاتا ہے اور اگر ان کو کوئی مصیبت آجاتی ہے اس کے سبب

اَيۡدِيۡهِمۡ فَاِنَّ الۡاِنۡسَانَ كَفُوۡرٌ﴾

جو اُن کے اپنے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو یقیناً انسان بہت ناشکرا ہے''(48)

سوال 1: ﴿فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا ... اِلَّا الۡبَلٰغُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا﴾ ''پھر بھی اگر وہ منہ پھیریں'' یعنی اب بھی اگر اس چیز سے منہ موڑ لیں جو ہم نے پیش کی ہے۔ (2) ﴿فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا﴾ ''تو ہم نے آپ کو اُن پر نگران بنا کر تو نہیں بھیجا'' آپ ﷺ ان کے نگہبان نہیں ہیں کہ ان کو ہدایت کے راستے پر لے آئیں۔ آپ ﷺ کا کام محض پیغام پہنچانا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿لَسۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِمُصَيۡطِرٍ﴾ ''آپ ان پر ہرگز کوئی مسلط کیے ہوئے نہیں ہیں۔'' (الغاشیہ:22)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ﴾ ''ان کو ہدایت دینا آپ کا ذمہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔'' (البقرہ:272)

(4) ﴿اِنۡ عَلَيۡكَ اِلَّا الۡبَلٰغُ﴾ ''آپ پر پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں'' آپ ﷺ کی ذمہ داری تو پیغام پہنچا دینا ہے وہ آپ ﷺ نے پہنچا دیا ہے۔ حساب لینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ وَعَلَيۡنَا الۡحِسَابُ﴾ ''تو بلاشبہ آپ کے ذمے صرف پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمے حساب لینا ہے۔'' (الرعد:40)

سوال 2: نعمتیں پانے پر اتراہٹ اور مصیبت آنے پر ناشکری، انسان کے اس رویے کی وضاحت ﴿وَاِنَّاۤ ... كَفُوۡرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَةً فَرِحَ بِهَا﴾ ''اور یقیناً جب ہم انسان کو اپنی طرف سے کوئی رحمت چکھاتے ہیں تو وہ اُس پر خوش ہو جاتا ہے'' اللہ تعالیٰ انسان پر جب اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے یعنی اسے رزق کی کشادگی دیتا ہے، اسے عزت دیتا ہے، اسے صحت جیسی دولت عطا کرتا ہے تو وہ اس سے اتنا خوش ہو جاتا ہے کہ ان ہی چیزوں میں کھو جاتا ہے۔ ان ہی میں اطمینان حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب اس کی توجہ ہی نہیں رہتی۔ خوشی کو منعم کی بجائے نعمت میں تلاش کرنے والے پر اس کے طرز عمل کے اثرات لازمی مرتب ہوتے ہیں۔ ہر تعلق، ہر نسبت ہمیں اچھا یا برا Pay back کرتی ہے۔ جو انسان مادی اشیاء کی محبت میں مبتلا ہوتا ہے اس کے اندر فخر کی نفسیات ابھرتی ہے۔ فخر کی نفسیات انسان کو خود پسند بناتی ہیں۔ خود پسندی خود پرستی تک لے جاتی ہے۔ اس کے مقابلے میں جو شخص نعمتیں عطا کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے سے محبت کرتا ہے اس میں عاجزی کی نفسیات ابھرتی ہے۔ یہ عاجزی اسے خدا پرستی تک لے جاتی ہے۔

(2) ﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ﴾ ''اور اگر ان کو کوئی مصیبت آ جاتی ہے اس کے سبب جو اُن کے اپنے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو یقیناً انسان بہت ناشکرا ہے'' جب انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی سے مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے مثلاً مالی طور پر اسے نقصان ہوتا ہے یا بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اس تکلیف پر وہ اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو جاتا ہے۔ جس رب کو وہ نعمت میں یاد نہیں کر سکا تھا، کھو جانے پر وہ یاد بھی آتا ہے تو صرف ناراضگی کے اظہار کے لئے، ناشکری کے لئے، یہ کیسا تعلق ہے؟ یہ دینے والے سے کیسی نسبت ہے؟ اصل میں اس نسبت کو تو انسان بھولتا ہے۔ وہ دینے والے سے نہیں دی گئی چیز سے نسبت جوڑ لیتا ہے، تو حقیقی نسبت اس وقت یاد آتی ہے جب دی گئی چیز چلی جاتی ہے۔

(3) انسان کی طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے (الا من شاء اللہ) کہ اللہ تعالیٰ انعام و احسان فرمائے تو اکڑنے اور اترانے لگتا ہے پھر جہاں اپنے کرتوت کی بدولت کوئی افتاد پڑ گئی، بس نعمتیں بھول جاتا ہے اور ایسا ناشکرا بن جاتا ہے گویا کبھی اس پر اچھا وقت آیا ہی نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ فراخی اور عیش کی حالت ہو یا تنگی اور تکلیف اپنی حد پر قائم نہیں رہتا۔ البتہ مومنین قانتین کا شیوہ یہ ہے کہ سختی پر صبر اور فراخی کی حالت میں منعم حقیقی کا شکر ادا کرتے ہیں اور کسی حال میں اس کے انعامات واحسانات کو فراموش نہیں کرتے۔ (تفسیر عثمانی: 563/2)

(4) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے عورتوں کے گروہ! صدقہ کرتی رہا کرو اور کثرت سے استغفار کرتی رہا کرو کیونکہ میں نے دوزخ والوں میں سے زیادہ تر عورتوں کو دیکھا ہے۔'' ان عورتوں میں سے ایک عقلمند عورت نے عرض کیا: ہمارے کثرت سے دوزخ میں جانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لعنت بہت کثرت سے کرتی ہو اور اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔'' (ابن ماجہ: 4003) آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور (ان کے) احسان کا انکار کرتی ہیں، اگر تم ان میں سے کسی ایک کے ساتھ عمر بھر بھی حسن معاملہ کرو، پھر بھی تمہاری طرف سے کوئی چیز اس کے لیے ناگواری ہوئی تو کہہ دے گی کہ میں نے تجھ سے کبھی کوئی راحت نہیں پائی۔'' (بخاری: 5197)

(5) اس کے برعکس ایک مومن کا رویہ صبر اور شکر پر مبنی ہوتا ہے۔ سیدنا ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوش حالی نصیب ہو، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے، تو (یہ شکر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے) اور اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے، تو یہ (صبر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (کہ صبر بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بجائے خود نیک عمل اور باعث اجر ہے)۔'' (صحیح مسلم:7500)

﴿لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا

''آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جو کچھ وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے

وَّ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ﴾

اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے'' (49)

سوال: بیٹیاں اور بیٹے عطا کرنے والا اور ان سے محروم رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اس کی وضاحت ﴿لِلّٰہِ مُلۡکُ ... یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ﴾ ''آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے'' کائنات کا خالق و مالک اور اس میں تصرف کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

(2) ﴿یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ﴾ ''جو کچھ وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے'' وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جو وہ نہیں چاہتا اسے وجود نہیں ملتا۔ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔

(3) اس سے یہ سمجھانا مطلوب ہے: (i) کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور اللہ تعالیٰ کی مشیت چلتی ہے۔

(ii) کائنات میں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ کوئی دوسرا اس کائنات میں اختیار نہیں رکھتا۔

(4) ﴿قُلۡ ہَلۡ مِنۡ شُرَکَآئِکُمۡ مَّنۡ یَّبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ ؕ قُلِ اللّٰہُ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ فَاَنّٰی تُؤۡفَکُوۡنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے؟ پھر اس کو دوبارہ بناتا ہو؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی تخلیق کی ابتداء کرتا ہے پھر اسے دوبارہ بناتا ہے تو تم کہاں بہکائے جاتے ہو؟'' (یونس:34)

(5) ﴿یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ﴾ ''جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صرف بیٹیاں دیتا ہے جیسے سیدنا لوط علیہ السلام کو اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے جیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو۔

(6) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے لامحدود اقتدار، اپنی مخلوق اور اپنی ملکیت میں اپنی مشیت کے مطابق تصرف کے نفاذ اور تمام امور کی تدبیر کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عمومی تدبیر اسباب سے پیدا شدہ ان اشیاء کو بھی شامل ہے جنہیں بندے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرتے ہیں، پس نکاح اولاد کے لیے ایک سبب ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ انہیں جو چاہتا ہے اولاد عطا کرتا ہے، مخلوق میں کسی کو بیٹیاں عطا کرتا ہے، کسی کو بیٹے عطا کرتا ہے، کسی کو بیٹے بیٹیاں دونوں عطا کرتا ہے۔کسی کو بانجھ رکھتا ہے اور ان کے ہاں اولاد پیدا نہیں ہوتی۔(تفسیر سعدی:2464/3)

﴿اَوۡ يُزَوِّجُهُمۡ ذُكۡرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجۡعَلُ مَنۡ يَّشَآءُ عَقِيۡمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌ قَدِيۡرٌ﴾

''یا انہیں لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے، یقیناوہ سب کچھ جاننے والا، پوری قدرت والا ہے''(50)

سوال:﴿اَوۡ يُزَوِّجُهُمۡ ...قَدِيۡرٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَوۡ يُزَوِّجُهُمۡ ذُكۡرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجۡعَلُ مَنۡ يَّشَآءُ عَقِيۡمًا﴾''یا انہیں لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے''اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے جو چاہے کسی کو دیتا ہے۔

(2)جس کو چاہتا ہے دونوں دیتا ہے یعنی لڑکے اور لڑکیاں ملا دیتا ہے جیسے محمد ﷺ کو اور کسی کو بے اولا د رہنے دیتا ہے جیسے سیدنا یحییٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو۔یہ فرق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔دنیا کی کوئی طاقت اس کو بدلنے پر قدرت نہیں رکھتی۔یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

(3)﴿اِنَّهٗ عَلِيۡمٌ قَدِيۡرٌ﴾''یقیناوہ سب کچھ جاننے والا، پوری قدرت والا ہے''یقیناہر چیز کا علم رکھتا ہے۔اپنے علم سے وہ ہر چیز پر غلبہ رکھتا ہے۔اپنی قدرت سے تمام مخلوقات پر تصرف رکھتا ہے۔(4)وہ کمال درجے کے علم اور کمال قدرت والا ہے۔

(5)وہ مالک حقیقی ہی جانتا ہے کہ کس شخص کو کس حالت میں رکھنا مناسب ہے اور وہ ہی اپنے علم وحکمت کے موافق تدبیر کرتا ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کے ارادہ کو روک دے یا اس کی تخلیق وتقسیم پر حرف گیری کر سکے،عاقل کا کام یہ ہے کہ ہر قسم کے نرم وگرم حالات میں اسی کی طرف رجوع کرے اور ہمیشہ اپنی ناچیز حقیقت کو پیش نظر رکھ کر تکبر یا کفران نعمت سے باز رہے۔(تفسیر عثمانی:564/2)

(6)اللہ تعالیٰ نے تقسیم اولاد سے اپنے علم اور قدرت کو ثابت کیا ہے۔وہ قدرت رکھتا ہے اس لئے جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے لیکن اس کے فیصلے اس کے علم کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡيًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا

''اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے کلام کرے مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے، یا یہ کہ وہ کوئی رسول بھیجے،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿فَيُوۡحِيَ بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيۡمٌ﴾

پھر وہ اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے، یقیناوہ بے حد بلند، کمال حکمت والا ہے" (51)

سوال: کیفیت وحی کی وضاحت ﴿وَمَا كَانَ ... حَكِيۡمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہوا کہ یہود نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ ہیں تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ اللہ تعالیٰ سے کلام کیوں نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں نہیں دیکھتے؟ ہم آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ ﷺ یہ کام کر نہیں دکھاتے، آپ ﷺ نے فرمایا: "سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا" پھر آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (آیات قرآن کے شان نزول: 390)

(2) ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ﴾ "اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے کلام کرے" نبی ﷺ کو جھٹلانے والے پہلے انبیاء کو جھٹلانے والوں کی طرح کہتے تھے ﴿لَوۡلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوۡ تَاۡتِيۡنَاۤ اٰيَةٌ﴾ "اللہ تعالیٰ خود ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی؟" (البقرہ: 118) رب العزت نے اس آیت کے ذریعے سے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جہان میں صرف خاص بندوں سے یعنی رسولوں سے کلام کرتا ہے اور وہ بھی خاص صورتوں میں۔

(3) علامہ ابن قیم نے وحی کے مراتب ذکر کئے ہیں: (i) سچا خواب: اسی سے نبی ﷺ کے پاس وحی کی ابتداء ہوئی۔

(ii) فرشتہ آپ کو دکھلائی دیے بغیر آپ کے دل میں بات ڈالتا تھا۔ مثلاً نبی ﷺ کا ارشاد ہے: روح القدس نے میرے دل میں یہ بات پھونکی کہ کوئی نفس مر نہیں سکتا، یہاں تک کہ اپنا رزق پورا کر لے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور طلب میں اچھائی اختیار کرو اور رزق کی تاخیر تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اسے اللہ تعالیٰ کی معصیت کے ذریعے تلاش کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

(iii) فرشتہ نبی ﷺ کے لئے آدمی کی شکل اختیار کر کے آپ ﷺ کو مخاطب کرتا پھر جو کچھ وہ کہتا آپ اسے اختیار کر لیتے، اس صورت میں کبھی کبھی صحابہ بھی فرشتہ کو دیکھتے تھے۔

(iv) آپ ﷺ کے پاس وحی گھنٹی کے ٹن ٹنانے کی طرح آتی تھی، وحی کی یہ سب سے سخت صورت ہوتی تھی، اس صورت میں فرشتہ آپ ﷺ سے ملتا تھا اور وحی آتی تھی تو سخت جاڑے کے زمانے میں بھی آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑتا تھا، اور آپ اونٹنی پر سوار ہوتے تو وہ زمین پر بیٹھ جاتی، ایک بار اس طرح وحی آئی کہ آپ ﷺ کی ران سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی ران پر تھی، تو ان پر اس قدر گراں بار ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا کہ ران کچل جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان سے سیدنا سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے مروان بن حکم بن عاص کو مسجد میں دیکھا پھر میں ان کے پاس آیا اور ان کے پہلو میں بیٹھ گیا، انہوں نے مجھے خبر دی اور انہیں زید بن ثابت نے خبر دی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ آیت لکھوائی ”مسلمانوں میں سے گھر بیٹھ رہنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔“ ابھی آپ یہ آیت لکھوا رہے تھے کہ سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے اور عرض کیا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں جہاد میں شرکت کر سکتا تو یقیناً جہاد کرتا۔ وہ اندھے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتاری۔ آپ کی ران میری ران پر تھی، شدت وحی کی وجہ سے اس کا مجھ پر اتنا بوجھ تھا کہ مجھے اپنی ران کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو گیا آخر یہ کیفیت ختم ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے ”غير اولى الضرر“ کے الفاظ نازل کئے۔ (صحیح بخاری:4592) (V) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے کو اس کی اصلی اور پیدائشی صورت میں دیکھتے تھے اور اسی حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کی حسب مشیت آپ کی طرف وحی کرتا تھا۔ یہ صورت آپ کے پاس دو مرتبہ پیش آئی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ النجم میں فرمایا ہے۔

(vi) وحی جو آپ پر معراج کی رات نماز کی فرضیت وغیرہ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے اس وقت فرمائی جب آپ آسمانوں کے اوپر تھے۔

(vii) فرشتے کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجاب میں رہ کر براہ راست گفتگو جیسے اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو فرمائی تھی، وحی کی یہ صورت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے نص قرآنی سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ (الرحیق المختوم:103)

(4) ﴿اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ﴾ ”یا پردے کے پیچھے سے“ جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے رب العزت نے کلام کیا۔

(5) ﴿اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا﴾ ”یا یہ کہ وہ کوئی رسول بھیجے“ یعنی وہ کسی پیغام لانے والے فرشتے کو بھیجتا ہے مثلاً سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو یا فرشتوں میں سے کسی فرشتے کو۔

(6) ﴿فَيُوۡحِىَ بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ﴾ ”پھر وہ اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے“ یعنی فرشتہ اپنی مرضی سے نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے، اس کے اذن سے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ وحی القاء کرتا ہے۔

(7) ﴿اِنَّهٗ عَلِىٌّ حَكِيۡمٌ﴾ ”یقیناً وہ بے حد بلند، کمال حکمت والا ہے“ بے شک وہ، اللہ تعالیٰ اپنے اوصاف میں بہت بلند اور افعال میں بہت عظیم ہے، وہ ہر چیز پر غالب ہے اور تمام مخلوق اس کی مطیع ہے۔ (تفسیر سعدی:2465/3)

﴿وَكَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ

”اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے ایک رُوح کی وحی کی، آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَلَا الۡاِیۡمَانُ وَلٰکِنۡ جَعَلۡنٰہُ نُوۡرًا نَّہۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ

اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اُسے ایک روشنی بنادیا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں

وَاِنَّکَ لَتَہۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴾

اور یقیناً آپ سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں'' (52)

سوال: قرآن مجید وحی کے ذریعے نازل ہوا، اس کی وضاحت ﴿وَکَذٰلِکَ ... مُّسۡتَقِیۡمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَکَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا﴾ ''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے ایک رُوح کی وحی کی'' یعنی اللہ تعالیٰ نے روح یعنی قرآن مجید کو عظیم وحی کے ذریعے محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔ قرآن سے دلوں اور روحوں کو زندگی ملتی ہے۔ (2) ﴿مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ مَا الۡکِتٰبُ وَلَا الۡاِیۡمَانُ﴾ ''آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے؟ اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟'' آپ تو کتاب یعنی قرآن مجید اور ایمان کو جانتے نہیں تھے۔ (3) ایمان سے مراد عقیدہ اور عمل ہے۔ (ایسر التفاسیر 1412) (4) نبی ﷺ کے پاس پہلی کتابوں کا علم نہیں تھا نہ آپ پہلی شریعتوں پر ایمان رکھتے تھے۔ آپ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آپ پر کتاب یعنی قرآن مجید نازل ہوا۔

(5) ﴿وَلٰکِنۡ جَعَلۡنٰہُ نُوۡرًا نَّہۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا﴾ ''لیکن ہم نے اُسے ایک روشنی بنادیا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں'' یعنی قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے نور بنا کر بھیجا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے بندوں کو ہدایت کے راستے پر چلاتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلۡ ہُوَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ہُدًی وَّشِفَآءٌ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں یہ (قرآن) ان کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔'' (فصلت: 44)

(6) (i) اللہ تعالیٰ قرآن کے ذریعے اُسی کو ہدایت دیتے ہیں جس کے اندر تڑپ اور طلب ہوتی ہے۔

(ii) جو قرآن مجید کو ہدایت حاصل کرنے کی نیت سے پڑھتے ہیں اور غور وفکر کرتے ہیں۔

(iii) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لیے ہدایت کے راستے پر چلنا آسان کر دیتے ہیں۔

(7) ﴿وَاِنَّکَ لَتَہۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ﴾ ''اور یقیناً آپ سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں'' اے محمد ﷺ! آپ صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں، اس کی ترغیب دلاتے ہیں، اس پر چلنے والوں کو بشارتیں دیتے ہیں اور اس کو چھوڑنے والوں کو ڈراوے دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیۡ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِلَی اللّٰهِ

''اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف وہ ذات کہ سب کچھ اُسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ سن لو! سارے

تَصِیۡرُ الۡاُمُوۡرُ﴾

معاملات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں'' (53)

سوال: ﴿صِرَاطِ اللّٰهِ ... تَصِیۡرُ الۡاُمُوۡرُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیۡ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف وہ ذات کہ سب کچھ اُسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے'' صراط مستقیم وہ راستہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ یہ راستہ ہے جو جنت تک، رب العزت تک پہنچاتا ہے۔

(2) یہ اسی ہستی کا بنایا ہوا راستہ ہے جو کائنات کا بادشاہ اور مختار کل ہے۔ کوئی اس کے حکم کو ٹال نہیں سکتا۔

(3) ﴿اَلَاۤ اِلَی اللّٰهِ تَصِیۡرُ الۡاُمُوۡرُ﴾ ''سن لو! سارے معاملات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں'' تمام کاموں کا انجام اچھے ہوں یا برے، یہ ہے کہ وہ اسی کے پاس جائیں گے، وہی ہے جو فیصلے کرے گا۔ اچھا عمل ہوگا تو اچھا بدلہ اور برا عمل ہوگا تو بری جزا ہوگی۔ وہ بلند و برتر ساری بڑائیوں والا ہے۔

اٰیَاتُهَا 89	43 - سُوۡرَةُ الزُّخۡرُفِ مَکِّیَّةٌ - 63	رُکُوۡعَاتُهَا 7

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں 7 رکوع اور 89 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 43 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 63 ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿حٰمٓ﴾

"حٰمٓ"(1)

سوال: ﴿حٰمٓ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿حٰمٓ﴾ یہ حروف مقطعات میں سے ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں۔

﴿وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ﴾

"قسم ہے اس کتاب کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے"(2)

سوال: قرآن عظیم کتاب ہے جس کے بیانات سلجھے اور کھلے ہوئے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ﴾ "قسم ہے اس کتاب کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے" اللہ رب العزت نے قرآن عظیم کی قسم کھائی ہے کہ یہ واضح کتاب ہے جو دنیا و آخرت کی ہر اس چیز کو واضح کرتی ہے جس کی انسانوں کو ضرورت ہے۔

(2) قرآن کے مضامین سلجھے اور کھلے ہوئے ہیں۔ یہ گمراہی کے راستے سے نکال کر ہدایت کے راستے پر چلاتا ہے۔

﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾

"یقیناً ہم نے اسے عربی قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھو"(3)

سوال: قرآن مجید کے نازل کرنے کی غرض یہ ہے کہ لوگ اس میں غور و فکر کر کے اس کی نصیحت کو قبول کریں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا ... تَعْقِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا﴾ "یقیناً ہم نے اسے عربی قرآن بنایا ہے" یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن کو سب سے زیادہ زور بیان والی زبان میں، سب سے واضح اور فصیح زبان میں نازل فرمایا جیسا کہ فرمایا: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ﴾ "واضح عربی زبان میں۔" (الشعراء:195)

(2) ﴿لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ "تاکہ تم سمجھو" عربی زبان میں نازل کرنے کی حکمت بیان فرمائی یہ کہ تم اس کے الفاظ کو آسان سمجھو، اس کے معنی کو ذہن سے قریب پاؤ تو سمجھ سکو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) قرآن مجید نازل کرنے کی غرض نصیحت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں نازل اس لیے فرمایا تاکہ لوگ آسان زبان کی وجہ سے نصیحت قبول کرلیں۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَ اَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ﴾ ''اور اگر ہم اس کو عجمی قرآن بناتے تو وہ کہتے کہ کیوں نہ اس کی آیات کھول کر بیان کی گئیں؟ کیا عجمی (کلام) اور عربی (رسول)؟ آپ کہہ دیں کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں یہ (قرآن) ان کے لئے ہدایت اور شفا ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے یہ اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ اُن کے حق میں اندھا پن ہے، یہی لوگ ہیں جنہیں دُور کی جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔'' (حم السجدہ:44)

(4) کیونکہ عربی تمہاری مادری زبان ہے تمہارے ذریعہ سے دنیا کی قومیں اس کتاب کو سیکھیں گی۔ (تفسیر عثمانی:568/2)

﴿وَاِنَّهٗ فِيْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾

''اور یقیناً وہ اصل کتاب میں ہمارے پاس ہے یقیناً وہ بہت بلند، کمال حکمت والا ہے'' (4)

سوال 1: قرآن اونچے درجے والی عالی شان کتاب لوحِ محفوظ میں محفوظ ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّهٗ ... حَكِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّهٗ فِيْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا﴾ ''اور یقیناً وہ اصل کتاب میں ہمارے پاس ہے'' ام الکتاب (تمام کتابوں کی اصل کتاب) یعنی لوحِ محفوظ۔ دوسری آیت سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ فرمایا ہے: ﴿بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾﴾ ''بلکہ قرآن بڑی شان والا ہے۔ لوحِ محفوظ میں ہے۔'' (البروج:22،21) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور جس مخلوق کو آئندہ پیدا کرنا چاہتا تھا اس کو لکھ دینے کا قلم کو حکم دیا اس کے بعد آپ نے پڑھا ﴿وَاِنَّهٗ فِيْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ﴾ (تفسیر مظہری:235/10)

(2) ﴿لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ ''یقیناً وہ بہت بلند، کمال حکمت والا ہے'' رب العزت نے قرآن مجید کی قدر و منزلت بیان فرمائی ہے کہ یہ بڑے فضل اور شرف کی حامل کتاب ہے۔ اس کتاب میں کوئی ایسا حکم نہیں جو حکمت پر مبنی نہ ہو۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾﴾ ''ہرگز نہیں! یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے۔ تو جو چاہے اس کو یاد رکھے۔ ان صحیفوں میں ہے جو قابلِ احترام ہیں، بلند مرتبہ ہیں، پاکیزہ ہیں۔ ایسے کاتبوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ جو معزز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، نیک ہیں۔'' (ص:11-16)

(4)﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱۹۲) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (۱۹۳) عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (۱۹۴) بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ (۱۹۵) وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ (۱۹۶)﴾ ''اور بلاشبہ یہ یقیناً جہانوں کے رب کا نازل کیا ہوا کلام ہے۔ اسے روح الامین لے کر اترا ہے۔ آپ کے دل پر تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ واضح عربی زبان میں۔ اور بلاشبہ وہ یقیناً پہلے لوگوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔'' (الشعراء:192-196)

(5)﴿اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (۷۷) فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ (۷۸) لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (۷۹) تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۸۰)﴾ ''یقیناً وہ بلاشبہ قرآن ہے، بڑی عزت والا ہے۔ ایک ایسی کتاب میں جو چھپا کر رکھی گئی ہے۔ جسے پاک کیے گئے فرشتوں کے سوا کوئی نہیں چھو سکتا۔ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کردہ ہے۔'' (الواقعہ:77-80)

﴿اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ﴾

''تو کیا ہم تم سے نصیحت کو روک دیں، اعراض کرتے ہوئے کہ تم حد سے گزرنے والے ہو؟'' (5)

سوال: اللہ تعالیٰ نافرمانوں کے انکار کے باوجود نصیحت بند نہیں فرماتا، اس کی وضاحت ﴿اَفَنَضْرِبُ... مُّسْرِفِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا﴾ ''تو کیا ہم تم سے نصیحت کو روک دیں، اعراض کرتے ہوئے'' یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے رسول بھیجے اور تمہاری سرکشی کے باوجود تمہیں نہیں چھوڑا۔ اگر ایسا ہوتا کہ اس امت کے پہلے لوگوں کے انکار پر قرآن اسی وقت اٹھا لیا جاتا تو ساری دنیا برباد ہو جاتی۔ یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے نافرمانوں کے انکار کے باوجود نصیحت کرنا بند نہیں کیا تاکہ نہ ماننے والوں پر حجت قائم ہو جائے اور قبول کرنے والے اسے قبول کر لیں۔

(2)﴿اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ﴾ ''کہ تم حد سے گزرنے والے ہو؟'' یعنی کیا تمہارے حد سے گزرنے، منہ موڑنے اور اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے تمہاری طرف نصیحت نازل کرنی چھوڑ دیں اور تمہیں ادب نہ سکھائیں اور بغیر عذاب کے ہی چھوڑ دیں۔ یعنی ہم تو تم پر کتاب نازل کریں گے اور تم پر ہر چیز کو واضح کریں گے۔

(3) نصیحت کا سلسلہ اس لئے بند نہیں کیا گیا تاکہ جس نے ہدایت اپنانی ہے وہ اپنا لے اور جن کے لئے بدبختی لکھی جا چکی ان پر حجت قائم ہو جائے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ کَمۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ نَّبِیٍّ فِی الۡاَوَّلِیۡنَ﴾

''اور ہم نے تم سے پہلے لوگوں میں کتنے ہی نبی بھیجے'' (6)

سوال: اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو جو تسلی دی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَ کَمۡ ... الۡاَوَّلِیۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿وَ کَمۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ نَّبِیٍّ فِی الۡاَوَّلِیۡنَ﴾ ''اور ہم نے تم سے پہلے لوگوں میں کتنے ہی نبی بھیجے'' رب العزت نے قوم کے جھٹلانے پر نبی ﷺ کو تسلی دی ہے کہ ہم نے پہلی قوموں میں بھی اپنی سنت کے مطابق انبیاء بھیجے ہیں کیونکہ ہم انسانوں کو بے کار نہیں چھوڑتے۔ وہ انبیاء انہیں ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتے تھے۔ انہیں شرک سے روکتے تھے۔ اس کے مقابلے میں گزشتہ قوموں نے اپنے انبیاء کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں تباہ کر دیا۔ وہ لوگ آپ ﷺ کے دور کے لوگوں سے زیادہ طاقت ور تھے۔

﴿وَمَا یَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ اِلَّا کَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ﴾

''اور اُن کے پاس جب کوئی نبی آتا تھا تو وہ اُس کا مذاق اُڑاتے تھے'' (7)

سوال: ہر نبی کا مذاق اڑایا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَمَا یَاۡتِیۡهِمۡ ... یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا یَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ اِلَّا کَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ﴾ ''اور اُن کے پاس جب کوئی نبی آتا تھا تو وہ اُس کا مذاق اُڑاتے تھے'' رب العزت نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ غم نہ کریں۔ گزشتہ قوموں نے بھی اپنے انبیاء کو جھٹلایا تھا۔ انہوں نے بھی اپنے انبیاء کا مذاق اڑایا تھا۔

(2) یعنی جو کچھ آپ ﷺ کے ساتھ ہو رہا ہے وہی صورت حال گزشتہ انبیاء کے ساتھ بھی پیش آئی۔ ان کے پاس جو نبی بھی آیا وہ اس کی دعوت کا انکار کرتے رہے اور حق کے مقابلے میں تکبر کرتے ہوئے اس کا مذاق اڑاتے۔

﴿فَاَهۡلَکۡنَاۤ اَشَدَّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا وَّمَضٰی مَثَلُ الۡاَوَّلِیۡنَ﴾

''تو ہم نے انہیں بھی ہلاک کر دیا جو پکڑ میں ان سے زیادہ سخت تھے اور پہلے لوگوں کی مثالیں گزر چکی ہیں'' (8)

سوال: پچھلی قوموں نے رسولوں کا مذاق اڑایا تو ان کا کیا انجام ہوا، اس کی وضاحت ﴿فَاَهۡلَکۡنَاۤ ... مَثَلُ الۡاَوَّلِیۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) پچھلی قومیں اگرچہ اہل مکہ سے زیادہ طاقتور تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿فَاَهۡلَكۡنَاۤ اَشَدَّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا﴾ ”تو ہم نے انہیں بھی ہلاک کر دیا جو پکڑ میں ان سے زیادہ سخت تھے“یعنی زمین کے اندر وہ زیادہ طاقت والے، زیادہ ہمت والے تھے۔وہ اپنے افعال اور آثار کے لحاظ سے زیادہ قوت والے تھے۔

(3)﴿وَّمَضٰى مَثَلُ الۡاَوَّلِيۡنَ﴾ ”اور پہلے لوگوں کی مثالیں گزر چکی ہیں“ یعنی قرآنی آیات میں پہلے ہلاک ہونے والوں کی صفات گزر چکی ہیں مثلاً قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور اصحاب مدین اور الٹائی گئی بستیاں۔کیا آپ ﷺ کی قوم کے لیے اس میں عبرت نہیں؟ کاش کہ وہ عبرت پکڑتے۔(ایسرالتفاسیر:1414)

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡهُمۡ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الۡاَرۡضِ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ﴾ ”تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ کہ وہ دیکھتے کہ اُن لوگوں کا کیا انجام ہوا جو اُن سے پہلے تھے، وہ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں اور زمین کی یادگاروں میں ان سے زیادہ تھے۔تو اُن کے کام نہ آیا جو وہ کمائی کرتے تھے۔“(غافر:82)

(5)﴿اَلَمۡ يَرَوۡا كَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ مَّكَّنّٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مَا لَمۡ نُمَكِّنۡ لَّكُمۡ وَاَرۡسَلۡنَا السَّمَآءَ عَلَيۡهِمۡ مِّدۡرَارًا ۖ وَّجَعَلۡنَا الۡاَنۡهٰرَ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهِمۡ فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ وَاَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ﴾ ”کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا؟ جن کو ہم نے زمین میں وہ اقتدار عطا کیا تھا جو تمہیں بھی عطا نہیں کیا اور ہم نے ان پر آسمان سے موسلا دھار بارشیں برسائیں اور ہم نے نہریں بنائیں جو ان کے گھروں کے نیچے سے بہتی تھیں، پھر ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا اور ان کے بعد ہم نے دوسری قوموں کو پیدا کیا۔“(الانعام:6)

(6)﴿فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِيۡنَ﴾ ”پھر ہم نے ان کو پیش رو اور بعد والوں کے لیے مثال بنا دیا۔“(الزخرف:56)

(7)﴿سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِىۡ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلُ ۖۚ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا﴾ ”اور اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔“(الفتح:23)

(8)یعنی عبرت کے لئے ان مکذبین کی تباہی کی مثالیں آ چکیں اور پہلے مذکور ہو چکیں جو زور و قوت میں تم سے کہیں زیادہ تھے۔جب وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکے تو تم کاہے کو مغرور ہوتے ہو؟(تفسیر عثمانی:568/2)

﴿وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ

”اور اگر یقیناً آپ اُن سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿خَلَقَهُنَّ الۡعَزِيۡزُ الۡعَلِيۡمُ﴾

کہ سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے نے انہیں پیدا کیا" (9)

سوال: مشرکین بھی اللہ تعالیٰ کو خالق کائنات سمجھتے تھے، اس کی وضاحت ﴿وَلَئِنۡ ... الۡعَلِيۡمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ خَلَقَهُنَّ الۡعَزِيۡزُ الۡعَلِيۡمُ﴾ "اور اگر یقیناً آپ اُن سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے کہ سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے نے انہیں پیدا کیا" اللہ رب العزت نے یہ آیات مشرکوں کے اعمال اور قرآن سے ان کے اعراض پر نصیحت کے طور پر نازل فرمائی ہیں کیونکہ وہ خالق کے وجود کو مانتے ہیں۔

(2) ﴿وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ﴾ "اور اگر یقیناً آپ اُن سے پوچھیں" یعنی اے ہمارے رسول ﷺ! اگر آپ ﷺ اپنی قوم کے مشرکوں سے پوچھیں۔

(3) ﴿مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ﴾ "آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟" یعنی کس نے ان کی تخلیق کی ابتداء کی، انہیں وجود بخشا؟ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلۡ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوۡ اَرَادَنِىۡ بِرَحۡمَةٍ هَلۡ هُنَّ مُمۡسِكٰتُ رَحۡمَتِهٖ ؕ قُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيۡهِ يَتَوَكَّلُ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ﴾ "اور اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ آپ کہہ دیں تو کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے تو جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو کیا وہ اُس کے نقصان کو ہٹانے والی ہیں؟ یا وہ مجھ پر رحمت کا ارادہ کرے تو کیا یہ اُس کی رحمت کو روکنے والی ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ بھروسہ کرنے والے اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔" (الزمر:38)

(4) ﴿لَيَقُوۡلُنَّ خَلَقَهُنَّ الۡعَزِيۡزُ الۡعَلِيۡمُ﴾ "تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے کہ سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے نے انہیں پیدا کیا" یعنی کس نے ان کی تخلیق کی ابتداء کی، انہیں عزت اور علم والے نے تخلیق کیا ہے۔ (ایسر التفاسیر:1414)

(5) تو یقیناً وہ کہیں گے ان کو اللہ وحدہ لاشریک نے پیدا کیا جو غالب ہے، جس کے غلبہ کے سامنے اولین و آخرین تمام مخلوقات اپنے ظاہر و باطن کے ساتھ سرنگوں ہیں۔ جب وہ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا، اس کی بیوی اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے شریک کیسے ٹھہراتے ہیں؟ اوران ہستیوں کواس کا شریک کیوں قرار دیتے ہیں جو پیدا کر سکتی ہیں نہ رزق عطا کر سکتی ہیں اور نہ زندگی اور موت ان کے اختیار میں ہے؟ (تفسیر سعدی:2468/3)

﴿الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا وَّ جَعَلَ لَکُمۡ فِیۡهَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ﴾

''وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ بنایا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ'' (10)

سوال: اللہ تعالیٰ نے زمین کو آرام دہ قرارگاہ بنایا، اس کی وضاحت ﴿الَّذِیۡ ... تَهۡتَدُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا﴾ ''وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ بنایا'' اللہ رب العزت نے زمین کی اشیاء کو دلیل بنایا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں۔

(2) اس نے زمین کو جھولے کی طرح آرام دہ بنایا۔ اس نے زمین کو ایسی قرارگاہ بنایا جو ساکن، منجمد اور مضبوط ہے، جس پر انسان چلتا پھرتا، سوتا جاگتا، اٹھتا بیٹھتا اور رہتا سہتا ہے۔ زمین خود پانی پر ہے۔ سربفلک پہاڑوں کی میخیں اس میں نصب کر دی گئیں تاکہ اس کی حرکت سے انسان کے عیش و آرام میں خلل نہ پڑے۔

(3) گہوارہ میں بچہ بڑے آرام سے جھولے لیتا ہے، آرام کرتا اور سوتا ہے۔ اس لیے کہ جھولے کی رفتار میں یکسانیت ہوتی ہے۔ بالکل یہی صورت زمین کی ہے جو ایک بہت بڑا عظیم الجثہ کرہ ہے اور فضائے بسیط میں معلق ہزار ہا میل فی منٹ کی تیز رفتاری سے محو گردش ہے۔ مگر اس کی اس تیز رفتاری میں بھی یکسانیت ہے جس کی وجہ سے تمہیں اس کی یہ حرکت محسوس تک نہیں ہوتی۔ اگر اس کے اندر سے کوئی آتش فشاں پہاڑ یا آتش گیر مادہ پھٹ پڑے اور اس میں زلزلہ پیدا ہو جائے تو اسی وقت تمہاری جان پر بن جاتی ہے۔ (تیسیر القرآن:155/4)

(4) ﴿وَّ جَعَلَ لَکُمۡ فِیۡهَا سُبُلًا﴾ ''اور تمہارے لیے اس میں راستے بنائے'' یعنی تمہارے لیے اس نے آسان راستے بنا دیئے، ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے پہاڑی سلسلے اور ان کے درمیان گزرگاہیں بنا دیں۔ تم اپنی تجارت اور معاش کے لیے ان سے گزر کر ملکوں ملکوں جاتے ہو۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَلۡقٰی فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِکُمۡ وَاَنۡهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ﴾ ''اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے کہ تمہیں لے کر ڈگمگا نے نہ لگے اور اس میں دریا اور راستے بنا دیئے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔'' (النحل:15) (6) ﴿لَّعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ﴾ ''تاکہ تم ہدایت پاؤ'' تاکہ تم اپنے سفروں کے درمیان گم نہ ہو جاؤ۔ تم اپنے راستے کے لیے راہ نمائی پاؤ اور چل پھر کر دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِیۡ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنۡشَرۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّیۡتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ﴾

"اور وہ جس نے ایک اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے اُس کے ساتھ مُردہ شہر کو زندہ کر دیا، اسی طرح تم نکالے جاؤ گے" (11)

سوال: زندگی بعد موت کی جو دلیل دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِیۡ ... تُخۡرَجُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِیۡ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ﴾ "اور وہ جس نے ایک اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی اُتارا" یعنی پانی جیسی نعمت رب العزت ایک اندازے کے مطابق بارش برسا کر عطا کرتا ہے کہ تمہاری زراعت کو فائدہ پہنچے، پھلوں کی دولت ملے، تم اور تمہارے جانور میٹھا پانی پئیں۔ یہ پانی نہ تو کم ہوتا ہے کہ فائدے نہ ملیں نہ اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ نقصان پہنچے۔ اس پانی کے ذریعے اللہ تعالیٰ زمین کو سخت ہونے سے بچا لیتا ہے۔

(2) ﴿فَاَنۡشَرۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّیۡتًا﴾ "پھر ہم نے اُس کے ساتھ مُردہ شہر کو زندہ کر دیا" بارش ہی تو ہے جس سے اجڑی ہوئی زمین سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے، باغات لہلہا اٹھتے ہیں، لذیذ اور خوش ذائقہ پھل پیدا ہوتے ہیں۔

(3) ﴿كَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ﴾ "اسی طرح تم نکالے جاؤ گے" ایک دن اسی طرح قبروں سے اٹھائے جاؤ گے۔ پھر تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دی جائے گی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَانۡظُرۡ اِلٰۤی اٰثٰرِ رَحۡمَتِ اللّٰهِ كَیۡفَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ۚ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ﴾ "چنانچہ آپ اللہ کی رحمت کے آثار دیکھیں کہ کس طرح وہ زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اسے زندہ کرتا ہے؟ بلاشبہ وہ مردوں کو یقیناً زندہ کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔" (الروم:50)

(4) ﴿وَاللّٰهُ اَنۡۢبَتَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ یُعِیۡدُكُمۡ فِیۡهَا وَیُخۡرِجُكُمۡ اِخۡرَاجًا ﴿۱۸﴾﴾ "اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین سے اگایا ہے، خاص طریقے سے اگانا۔ پھر وہ تمہیں اس میں لوٹائے گا اور تمہیں نکالے گا، خاص طریقے سے نکالنا۔" (نوح:17، 18)

(5) ﴿وَنَزَّلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الۡحَصِیۡدِ ﴿۹﴾ وَالنَّخۡلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلۡعٌ نَّضِیۡدٌ ﴿۱۰﴾ رِّزۡقًا لِّلۡعِبَادِ ۙ وَاَحۡیَیۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّیۡتًا ؕ كَذٰلِكَ الۡخُرُوۡجُ﴾ "اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا پھر اُس کے ذریعے باغات اور کاٹی جانے والی فصل کے دانے اُگا دیے اور بلند و بالا کھجوروں کے درخت جن کے شگوفے تہ بہ تہ ہیں۔ جو بندوں کے لیے رزق ہے اور اس کے ذریعے ہم نے ایک مردہ زمین کو زندہ کر دیا، اسی طرح (زمین سے) نکلنا ہوگا۔" (ق:9-11)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ﴾

”اور وہ جس نے سب کو جوڑا جوڑا پیدا کیا اور تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو“ (12)

سوال: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے جوڑے بنائے اور سواریاں بنائیں، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِیْ... تَرْكَبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا﴾ ”اور وہ جس نے سب کو جوڑا جوڑا پیدا کیا“ اللہ رب العزت نے ہر چیز کے جوڑا جوڑا بنانے کو توحید کے لیے دلیل بنایا ہے کہ دیکھو زمین اور آسمان کا جوڑا ہے، رات اور دن کا جوڑا ہے، خیر اور شر کا جوڑا ہے، خوشی اور غم کا جوڑا ہے، صحت اور بیماری کا جوڑا ہے، عدل اور ظلم کا جوڑا ہے اور وہ تمام اشیاء جو زمین سے اگتی ہیں ان کا جوڑا ہے اور وہ اشیاء جن کا انسان کو علم نہیں ان کا بھی جوڑا جوڑا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے۔ اس کے سوا کوئی ایک نہیں۔

(2) ﴿وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ﴾ ”اور تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو“ اللہ رب العزت نے انسان کے لیے سواریاں بنائیں تاکہ انسان اپنے دور دراز کے سفر طے کر سکے۔

(3) یہ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کی آخری دلیل ہے جو اس کے وجود، اس کی قدرت، اس کے علم پر دلیل ہے، جو اس کی الوہیت کو واجب کرتی ہے جب اس نے لوگوں کے لیے کشتیاں بنائیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں اور سواری کے جانور مثلاً اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے وغیرہ۔ (ایسر التفاسیر: 1415)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ”اور گھوڑے، خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لیے اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔“ (النحل: 8)

(5) اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں میں اور بھی فوائد رکھے ہیں انسان کچھ جانوروں کا دودھ پیتا ہے، کچھ اس کی سواری کے کام آتے ہیں، کچھ جانور سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں اور کچھ جانوروں پر سوار ہو کر وہ لمبے لمبے سفر طے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی سمندری سفر کے لیے کشتیاں اور فضائی سفر کے لیے جہاز اور خشکی کے سفر کے لیے جانور بنائے۔ دنیا بھر کی نعمتیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔

﴿لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا

”تاکہ تم اُن کی پشتوں پر جم کر بیٹھو، پھر تم اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو جب اُن پر جم کر بیٹھ جاؤ اور کہو کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ﴾

پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لیے تابع کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں کرنے والے نہ تھے'' (13)

سوال: سواری پر بیٹھنے کے آداب اور دعا کی وضاحت ﴿لِتَسۡتَوٗا ... مُقۡرِنِیۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لِتَسۡتَوٗا عَلٰی ظُہُوۡرِہٖ﴾ ''تاکہ تم اُن کی پشتوں پر جم کر بیٹھو'' سواری پر بیٹھنے والوں کو رب العزت نے ادب سکھایا ہے کہ سواریوں کی پشت پر چڑھو تو جم کر بیٹھو۔

(2) سواریوں کی پشت میں جانوروں کی پشت، ان کا پیٹ اور کشتیوں کی پشت بھی شامل ہے۔

(3) ﴿ثُمَّ تَذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ رَبِّکُمۡ اِذَا اسۡتَوَیۡتُمۡ عَلَیۡہِ﴾ ''پھر تم اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو جب اُن پر جم کر بیٹھ جاؤ'' یعنی جب سواری پر ٹھیک طرح سے بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرو کہ اس نے کیسے طاقت ور سواریاں تمہاری فرماں بردار بنادیں۔ (4) ﴿وَ تَقُوۡلُوۡا﴾ ''اور کہو'' یعنی تم یہ دعا کرو۔

(5) ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ﴾ ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لیے تابع کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں کرنے والے نہ تھے'' یعنی جس ذات نے ان سواریوں کو ہمارے لیے بے بس کر دیا وہ پاک ہے۔ اگر وہ ان کو ہمارے لیے مسخر نہ کرتا تو ہم طاقت اور قدرت نہیں رکھتے تھے کہ انہیں زیر کر سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا کرم ہے کہ اس نے ہمارے لیے سواریاں مسخر کر دیں۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، اسی کے لیے نماز، اسی کے لیے رکوع، اسی کے لیے سجدے کیے جائیں، اسی سے دعائیں کی جائیں۔

(6) اس اعتراف سے انسان کے شعور میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سواریاں ہمارے بس میں کی ہیں۔ ہماری قوت نہیں، اللہ تعالیٰ کی قوت ہے۔ اس طرح انسان تکبر سے بچ جاتا ہے۔

(7) سیدنا علی بن ربیعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا کہ سوار ہونے کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے سواری لائی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اپنا پاؤں رکاب میں ڈال لیا تو کہا: بسم اللہ پھر جب ٹھیک طرح سے اس پر بیٹھ گئے تو کہا: ﴿سُبۡحَانَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ (۱۳) وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ (۱۴)﴾ ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لئے تابع کیا اور ہم خود اس کو تابع کرنے والے نہ تھے، اور بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں'' پھر کہا: الحمدللہ تین بار۔ پھر کہا: اللہ اکبر تین بار۔ پھر کہا: ﴿سُبۡحَانَكَ إِنِّي ظَلَمۡتُ نَفۡسِي فَاغۡفِرۡ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغۡفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنۡتَ﴾ ''اے اللہ! تو پاک ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو مجھے معاف فرما دے،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ تیرے سوا اور کوئی نہیں جو گناہوں کو بخش سکے۔'' پھر آپ ہنسے۔ آپ سے کہا گیا: امیر المؤمنین! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ میں نے کیا ہے اور آپ ﷺ ہنسے (بھی) تھے تو میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: 'بلاشبہ تیرے رب کو اپنے بندے پر تعجب آتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے (الٰہی!) میرے گناہ بخش دے، بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا۔'' (ابوداود: 2602) (8) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تعلیم دی ہے کہ جب تم کشتیوں پر سوار ہو جاؤ تو کہو جیسا کہ فرمایا: ﴿وَقَالَ ارۡكَبُوۡا فِيۡهَا بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖٮهَا وَمُرۡسٰٮهَا ؕ اِنَّ رَبِّىۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾ ''اور نوح نے کہا کہ سوار ہو جاؤ اس میں، اللہ تعالیٰ کے نام سے اس کا چلنا بھی ہے اور اس کا ٹھہرنا بھی، یقیناً میرا رب بے حد بخشنے والا ہے، نہایت رحم والا ہے۔'' (ہود: 41) جب تم اونٹ پر سوار ہو تو یہ دعا کرو ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِىۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ﴾ ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لیے تابع کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں کرنے والے نہ تھے'' اور اسی نے تمہیں تعلیم دی کہ جب تم کشتی اور جانور سے اترو تو کہو: ﴿اللّٰهُمَّ اَنۡزِلۡنَا مُنۡزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنۡتَ خَيۡرُ الۡمُنۡزِلِيۡنَ﴾ ''اے اللہ! ہمیں اتارنا کہ برکت والا اتارنا ہو اور تو بہترین اتارنے والا ہے۔'' (جامع البیان: 56/25)

﴿وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ﴾

''اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف ضرور پلٹنے والے ہیں'' (14)

سوال 1: ﴿وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ﴾ ''اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف ضرور پلٹنے والے ہیں'' یعنی اس سفر کے ساتھ سفر آخرت کو یاد کر لو کہ ہم مرنے کے بعد لوٹ کر آپ کے پاس واپس جانے والے ہیں۔

(2) نبی ﷺ سواری پر چڑھتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے پھر ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِىۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ﴾ ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لئے تابع کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو کرنے والے نہ تھے۔ اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف ضرور پلٹنے والے ہیں۔'' پھر یہ دعا پڑھتے ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسۡاَلُكَ فِىۡ سَفَرِنَا هٰذَا الۡبِرَّ وَالتَّقۡوٰى وَمِنَ الۡعَمَلِ مَا تَرۡضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنۡ عَلَيۡنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطۡوِ عَنَّا بُعۡدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالۡخَلِيۡفَةُ فِى الۡاَهۡلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ وَّعۡثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الۡمَنۡظَرِ وَسُوۡٓءِ الۡمُنۡقَلَبِ فِى الۡمَالِ وَالۡاَهۡلِ﴾ ''اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے سفر میں نیکی کا اور ایسے عمل کا جسے تو پسند کرتا ہے سوال

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔اے اللہ!اس سفر کو ہم پر آسان کر دے اس کی دوری کو لپیٹ دے۔اے اللہ! تو ہی سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور گھر والوں کا نگران ہے۔اے اللہ! سفر کی سختی سے، برے مناظر سے اور واپسی پر مال اور گھر میں بری تبدیلی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' (مسلم:3275)

سوال 2: سواری کا رخ موڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انسان کا ذہن کیسے اپنے طرف موڑ دیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کے ذہن میں سواریوں کے توسط سے یہ بات بٹھائی ہے کہ لوٹ کر رب کے پاس جانا ہے۔

ع 1 15 7

﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ﴾

''اور انہوں نے اُس کے بندوں میں سے اُس کا جز بنا ڈالا، یقیناً انسان بلاشبہ ناشکرا ہے'' (15)

سوال: اللہ تعالیٰ کی اولاد مقرر کرنے پر مشرکین کی جو تردید کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَجَعَلُوا...مُّبِينٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے مشرکوں کے قول کی قباحت بیان کی ہے۔انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس کا جز بنا ڈالا یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے رکھا ہے حالانکہ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ بے نیاز ہے، نہ اس کی بیوی ہے نہ بیٹا، نہ اس کا کوئی ہم سر ہے۔

(2) ﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا﴾ ''اور انہوں نے اُس کے بندوں میں سے اُس کا جز بنا ڈالا'' اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اس کے بندے ہیں اور بندگی اولاد ہونے کے منافی ہے۔بیٹا اپنے والد کا جز ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے علیحدہ ہے۔وہ اپنی صفات کمال اور نعوتِ جلال میں تمام مخلوق سے الگ ہے جب کہ بیٹا والد کا جز ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونا محال ہے۔(تفسیر سعدی:2471,2470/3)

(3) ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ﴾ ''یقیناً انسان بلاشبہ ناشکرا ہے'' یعنی انسان اعتراف کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا پھر وہ اس کے بندوں کو اس کا جز بنا دیتا ہے۔یقیناً انسان کثیر الکفر ہے۔(ایسر التفاسیر:1416)

(4) انسان اللہ تعالیٰ کے انعامات کو کسی اور میں دیکھتا ہے یا کسی اور کے نام منسوب کر کے اس کے لئے شکر گزار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کو تسلیم نہیں کرتا یوں کھلم کھلا ناشکری کرتا ہے۔

(5) انسان کا کفرانِ نعمت واضح ہے اگر وہ غور و فکر کرے تو سمجھ لے گا۔(جامع البیان:58/25)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ﴿٤﴾ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ ۚ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا﴾ ''اوران لوگوں کو وہ ڈرائے جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کوئی اولاد بنالی ہے۔انہیں اس بات کا کوئی علم نہیں اور نہ ہی ان کے باپ دادا کو۔بہت بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ صرف جھوٹ ہی کہتے ہیں۔'' (الکھف:5،4)

﴿اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ﴾

''کیا اُس نے اپنے لیے بیٹیاں بنائی ہیں اس میں سے جو وہ پیدا کرتا ہے اور تمہیں بیٹوں کے لیے چن لیا ہے؟'' (16)

سوال: کفار نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنایا، اس کی حقیقت ﴿اَمِ اتَّخَذَ...بِالْبَنِيْنَ﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ﴾ ''کیا اُس نے اپنے لیے بیٹیاں بنائی ہیں اس میں سے جو وہ پیدا کرتا ہے اور تمہیں بیٹوں کے لیے چن لیا ہے؟'' مشرکوں نے یہ سمجھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں حالانکہ لڑکیاں کمزورترین صنف ہیں اور ان کی نگاہوں میں پست اور ذلیل ہیں اسی لیے وہ اپنے لیے بیٹوں کے امیدوار رہتے ہیں رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى (21) تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى (22)﴾ ''کیا تمہارے لیے لڑکے ہوں اور اس کے لیے لڑکیاں؟ تب تو یہ بڑی ناانصافی کی تقسیم ہے۔'' (النجم:22،21)

(2) یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہوں اور وہ ان کو بیٹے عطا کر کے فضیلت دے دے۔اس طرح تو مخلوق اللہ تعالیٰ سے افضل ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا تر ہے۔رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ (151) وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (152) اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ (153) مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (154)﴾ ''سن لو! بلاشبہ یہ لوگ یقیناً اپنی من گھڑت باتیں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو جنا اور بلاشبہ یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں پر بیٹیاں پسند کی ہیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟'' (الصّٰفّٰت:151-154)

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا

''اور جب اُن میں سے کسی کو اُس چیز کی خوش خبری دی جائے جس کی اس نے رحمان کے لیے مثال بیان کی ہے''

ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اُس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔" (17)

سوال 1: ﴿وَاِذَا بُشِّرَ ... كَظِيۡمٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ﴾ "اور جب اُن میں سے کسی کو اُس چیز کی خوش خبری دی جائے جس کی اس نے رحمان کے لیے مثال بیان کی ہے تو اُس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے" یعنی بیٹی کی خبر سن کر جن کے چہروں پر سخت ناپسندیدگی اور ناراضگی کی وجہ سے سیاہی چھا جاتی ہے انہیں فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں مقرر کرتے حیا نہیں آتی کہ بیٹی کے نام سے خود تو زمین میں گڑ جائیں اور بیٹی کو زندہ درگور کرنے کی فکر کریں اور اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں مقرر کرتے ہوئے انہیں خیال تک نہیں آتا کہ جسے اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کے لیے کیوں مقرر کرتے ہیں۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَجۡعَلُوۡنَ لِلّٰهِ الۡبَنٰتِ سُبۡحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمۡ مَّا يَشۡتَهُوۡنَ (۵۷) وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ (۵۸) يَتَوَارٰى مِنَ الۡقَوۡمِ مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمۡسِكُهٗ عَلٰى هُوۡنٍ اَمۡ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ (۵۹)﴾ "اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں قرار دیتے ہیں۔ پاک ہے اس کی ذات! اور ان کے لیے وہی ہیں جو وہ چاہتے ہیں اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔ اس خوش خبری کی برائی کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ کیا ذلت کے باوجود ہی اُسے رکھ چھوڑے یا اُسے مٹی میں دبا دے؟ سنو! بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔" (النحل: 57-59)

(3) سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے اپنی پیٹھ لگائے ہوئے کھڑے ہو کر یہ سنا، اے قریش کے لوگو! اللہ کی قسم میرے سوا اور کوئی تمہارے یہاں دین ابراہیم پر نہیں ہے اور زید بیٹیوں کو زندہ نہیں گاڑتے تھے اور ایسے شخص سے جو اپنی بیٹی کو مار ڈالنا چاہتا کہتے اس کی جان نہ لے اس کے تمام اخراجات کا ذمہ میں لیتا ہوں، چنانچہ اس لڑکی کو اپنی پرورش میں رکھ لیتے جب وہ بڑی ہو جاتی تو اس کے بعد اسے کہتے اب اگر تم چاہو تو میں تمہاری لڑکی کو تمہارے حوالے کر سکتا ہوں اور اگر تمہاری مرضی ہو تو میں اس کے تمام کام پورے کر دوں گا۔ (بخاری: 3828)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے لڑکی کی پیدائش پر مشرکین کے ردعمل سے کیسے اس عقیدے کی خرابی کو واضح کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو آئینہ دکھایا ہے کہ دیکھو لڑکی کی پیدائش پر تمہارا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور غمگین ہو جاتے ہو کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارا اولاد کے بارے میں کوئی اختیار نہیں۔ اسی کو رب کے نام منسوب کرتے ہو جو صاحب اختیار ہے؟

﴿اَوَمَنۡ يُّنَشَّؤُا فِي الۡحِلۡيَةِ وَهُوَ فِي الۡخِصَامِ غَيۡرُ مُبِيۡنٍ﴾

''اور کیا جس کی زیوروں میں پرورش کی جاتی ہے اور جو جھگڑے میں بات واضح کرنے والی نہیں ہے؟'' (18)

سوال: ﴿اَوَمَنۡ ... مُبِيۡنٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَمَنۡ يُّنَشَّؤُا فِي الۡحِلۡيَةِ﴾ ''اور کیا جس کی زیوروں میں پرورش کی جاتی ہے'' یعنی وہ جو اپنے حسن و جمال کے لیے بناؤ سنگھار کرتی ہیں اور زیورات سے آرائش کرتی ہیں۔

(2) ﴿وَهُوَ فِي الۡخِصَامِ غَيۡرُ مُبِيۡنٍ﴾ ''اور جو جھگڑے میں بات واضح کرنے والی نہیں ہے؟'' یعنی بحث اور جھگڑے کے موقع پر وہ اپنے مافی الضمیر کو کھول کر بیان نہیں کر سکتی مشرک اسے اللہ تعالیٰ سے کیسے منسوب کر سکتے ہیں۔

﴿وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ ؕ سَتُكۡتَبُ

''اور انہوں نے فرشتوں کو، جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں بنا دیا؟ کیا اُن کی پیدائش کے وقت وہ موجود تھے؟ ضرور ہی اُن

شَهَادَتُهُمۡ وَيُسۡئَلُوۡنَ﴾

کی گواہی لکھی جائے گی اور اُن سے پوچھا جائے گا'' (19)

سوال 1: مشرکوں کو جو تنبیہ کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَجَعَلُوا ... وَيُسۡئَلُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا﴾ ''اور انہوں نے فرشتوں کو، جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں بنا دیا؟'' مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں یعنی فرشتوں کو عورتیں سمجھ لیا ہے اور انہیں بندگی کے مرتبے سے اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بعض صفات میں اس کا شریک بنایا پھر ان کو مذکر سے مونث کے درجے پر لے آئے۔ رب العزت نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر جھوٹ باندھنے والوں کے جرم کو ظاہر کر دیا۔

(2) ﴿اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ﴾ ''کیا اُن کی پیدائش کے وقت وہ موجود تھے؟'' اللہ تعالیٰ نے ان کے دعوے کا رد کرنے کے لیے ان سے سوال کیا کہ کیا تم ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے جو تم انہیں عورتیں بتاتے ہو؟ تو وہ اس وقت موجود نہیں تھے جب رب العزت نے فرشتوں کو بنایا پھر وہ ایسے معاملے میں کیسے بات کرتے ہیں جس کا انہیں کوئی علم نہیں؟

(3) ﴿سَتُكۡتَبُ شَهَادَتُهُمۡ وَيُسۡئَلُوۡنَ﴾ ''ضرور ہی اُن کی گواہی لکھی جائے گی اور اُن سے پوچھا جائے گا'' ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے فرشتوں کی تخلیق کے موقع پر حاضری کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا اور اس گواہی پر انہیں سزا دی جائے گی۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَسۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلۡنَا مِنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ اٰلِهَةً يُّعۡبَدُوۡنَ﴾ ''اور آپ اُن سے پوچھیں جنہیں ہم نے آپ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے بھیجا، کیا ہم نے رحمن کے سوا معبود بنائے ہیں کہ اُن کی عبادت کی جائے؟'' (الزخرف:45)

سوال 2: مشرکین مکہ نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں بیٹیاں بنالیا، اُن کے جھوٹے عقیدے کے دعوے کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے کیسے کھولا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ فرشتے رحمٰن کے بندے ہیں۔ (2) اللہ تعالیٰ نے یہ سوال کیا ہے کہ یہ بتاؤ کیا ان فرشتوں کی پیدائش کے وقت موجود تھے؟ کیا ان کے جسم کی ساخت انہوں نے دیکھی ہے؟

(3) ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور انہیں جواب دہی کرنی ہوگی۔

﴿وَقَالُوۡا لَوۡ شَآءَ الرَّحۡمٰنُ مَا عَبَدۡنٰهُمۡ ؕ مَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ

''اور اُنہوں نے کہا کہ اگر رحمن چاہتا تو ہم اُن بتوں کی عبادت نہ کرتے۔ اُنہیں اس کا کچھ علم نہیں،

اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَخۡرُصُوۡنَ﴾

وہ محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں'' (20)

سوال 1: مشرکوں نے اللہ تعالیٰ پر جو الزام لگایا، اس کی حقیقت ﴿وَقَالُوۡا ... يَخۡرُصُوۡنَ﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوۡا لَوۡ شَآءَ الرَّحۡمٰنُ مَا عَبَدۡنٰهُمۡ﴾ ''اور اُنہوں نے کہا کہ اگر رحمن چاہتا تو ہم اُن بتوں کی عبادت نہ کرتے'' مشرکوں نے فرشتوں کے بت بنائے، ان بتوں کی پرستش کی اور یہ کہا کہ ہم ان کی عبادت اللہ تعالیٰ کی مرضی سے کر رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہماری عبادت کی وجہ سے ناراض ہوتا تو وہ ہمیں عبادت نہ کرنے دیتا چونکہ اللہ تعالیٰ رکاوٹ نہیں ہے اس لیے ان کی عبادت بالکل صحیح ہے۔

(2) فرشتوں کی عبادت کرنے کے لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو دلیل بنایا۔ مشرکین ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو دلیل بناتے چلے آئے ہیں۔ یہ عقلی اور شرعی طور پر فی نفسہ باطل دلیل ہے۔ کوئی عقل مند شخص تقدیر کی دلیل کو قبول نہیں کرسکتا۔ اگر وہ کسی حالت میں اس راہ پر گامزن ہوتا ہے تو اس پر ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔ رہا شرعی طور پر مشیت الٰہی کو دلیل بنانا تو اللہ تعالیٰ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے مشیت کی دلیل کو باطل ٹھہرا دیا ہے۔ مشرکین اور رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کے سوا کسی نے مشیت الٰہی کو دلیل نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حجت قائم کر دی ہے۔ اب بندوں کے لئے کوئی حجت باقی نہیں رہی۔ (تفسیر سعدی:2472/3)

(3) ﴿مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ﴾ ''انہیں اس کا کچھ علم نہیں'' مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بتوں کو کچھ معلوم نہیں ہے۔ (ابن ابی حاتم:3282/10) (4) ان کے پاس باپ دادا کی تقلید کے ماسوا کسی چیز کا کوئی علم نہیں۔

(5) ﴿إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ﴾ ''وہ محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں'' یعنی وہ صرف جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو جہالت ہی منتقل کرتے ہیں۔

سوال 2: اپنی گمراہی پر اللہ تعالیٰ کی مشیت کا سہارا لینا کہ ''اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کر سکتے'' یہ کیسا عمل ہے؟

جواب: اپنی گمراہی پر اللہ تعالیٰ کی مشیت کا سہارا لینا ایک دھوکہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کائنات میں ہر عمل اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہوتا ہے۔ ہدایت اور گمراہی کا معاملہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے۔ چاہے تو انسان ہدایت کا راستہ اختیار کر لے اور چاہے تو گمراہی کا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان پر یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ ہدایت کا راستہ اختیار کرے اس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، اگر وہ گمراہ ہو تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے ہدایت اور گمراہی دونوں کے قابل بنایا ہے۔ اس لحاظ سے یہ عمل کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے سراسر دھوکہ ہے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ کی مشیت اور رضا میں کیا فرق ہے؟

جواب: انسان دنیا میں جو کرنا چاہتا ہے اس کے لئے اسے اختیار اور ارادے کی آزادی دی گئی ہے۔ اس ارادے اور اختیار کا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امتحان کے لئے یہ واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے کام کون سے ہیں اور ناراضگی کے کون سے کام ہیں؟ اب کوئی رضا کے کام کرنا چاہے اسے بھی آزادی ہے اور اگر کوئی ناراضگی کے کام کرنا چاہے اُسے بھی آزادی ہے۔ اگر کوئی ناراضگی کے کام کرنا چاہے مثلاً چوری ڈاکہ وغیرہ تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت اُسے بھی یہ کام کرنے کے مواقع مل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کا ہاتھ نہیں پکڑتا لیکن اللہ تعالیٰ جن کاموں سے راضی نہیں ہوتا قیامت والے دن وہ ان کی سزا ضرور دے گا۔ اور اگر انسان رضا کے کام کرے تو وہ ان کاموں سے راضی ہوتا ہے اس کی جزا بھی وہ قیامت والے دن دے گا۔

﴿أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِّن قَبْلِهِ فَهُم بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ﴾

''کیا ہم نے اس سے پہلے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اُس کو مضبوط پکڑنے والے ہوں؟'' (21)

سوال: شرک کی کوئی نقلی دلیل ان کے پاس نہیں ہے، اس کی وضاحت ﴿أَمْ آتَيْنَاهُمْ ... مُسْتَمْسِكُونَ﴾ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَمۡ اٰتَيۡنٰهُمۡ كِتٰبًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ فَهُمۡ بِهٖ مُسۡتَمۡسِكُوۡنَ﴾ ''کیا ہم نے اس سے پہلے اُنہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اُس کو مضبوط پکڑنے والے ہوں؟'' یعنی قرآن سے پہلے انہیں کوئی ایسی کتاب نہیں دی جس کی وہ اپنے شرک پر کوئی دلیل لائیں۔

(2)﴿فَهُمۡ بِهٖ مُسۡتَمۡسِكُوۡنَ﴾ ''کہ وہ اُس کو مضبوط پکڑنے والے ہوں؟'' یعنی اس کتاب میں جو کچھ آیا ہے کیا وہ اس کو مضبوط پکڑنے والے ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ ایسا تو کبھی واقع نہیں ہوا۔(ایسر التفاسیر:1416)

(3) کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس سے سند پکڑتے ہیں؟ یعنی جو ان کے افعال کی صحت اور اقوال کی صداقت کے بارے میں خبر دیتی ہو؟ مگر معاملہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفی ﷺ کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ کے سوا اور کوئی ڈرانے والا ان کے پاس نہیں آیا۔ جب عقل و نقل سے دونوں امور کی نفی ثابت ہوگئی، تب وہاں باطل کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔(تفسیر سعدی:2472/3)

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿اَمۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوۡا بِهٖ يُشۡرِكُوۡنَ﴾ ''کیا ہم نے اُن پر کوئی دلیل نازل کی ہے؟ پھر وہ اُن کے بارے میں بتاتی ہے جنہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔'' (الروم:35)

﴿بَلۡ قَالُوۡۤا اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ﴾

''بلکہ اُنہوں نے کہا کہ یقیناً ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور یقیناً ہم اُن کے نقش قدم پر ہدایت پانے والے ہیں'' (22)

سوال:﴿بَلۡ قَالُوۡۤا ... مُّهۡتَدُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿بَلۡ قَالُوۡۤا اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ﴾ ''بلکہ اُنہوں نے کہا کہ یقیناً ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے'' یعنی رسولوں کی دعوت کو ٹھکرانے کا سبب یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم اپنے آباء کی تقلید کرتے ہیں۔

(2) انہیں ہم نے اسی دین پر پایا ہے۔(جامع البیان:26/6)

(3)﴿وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ﴾ ''اور یقیناً ہم اُن کے نقش قدم پر ہدایت پانے والے ہیں'' یعنی ہم اپنے آباؤاجداد کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اس لیے ہم اس کی پیروی نہیں کریں گے جو محمد ﷺ لے کر آئے۔

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ شَيۡـــًٔا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ﴾ ''اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اُتارا ہے تو وہ کہتے ہیں بلکہ ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا اگرچہ ان کے باپ دادا تھوڑی سی عقل بھی نہ رکھتے ہوں اور نہ ہی وہ ہدایت پاتے ہوں؟'' (البقرۃ:170)

(5) ﴿وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ الشَّيۡطٰنُ يَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيۡرِ﴾ ''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم اُسی چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، اور کیا اگرچہ شیطان انہیں بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف بلا رہا ہو؟'' (لقمان:21)

﴿وَكَذٰلِكَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ فِىۡ قَرۡيَةٍ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَاۤ ۙ

''اور اسی طرح تم سے پہلے ہم نے کسی بستی میں کوئی خبردار کرنے والا نہیں بھیجا مگر اُس کے خوش حال لوگوں نے کہا کہ

اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ﴾

یقیناً ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا اور یقیناً ہم اُن ہی کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والے ہیں'' (23)

سوال 1: ﴿وَكَذٰلِكَ... مُّقۡتَدُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَكَذٰلِكَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ فِىۡ قَرۡيَةٍ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ﴾ ''اور اسی طرح تم سے پہلے ہم نے کسی بستی میں کوئی خبردار کرنے والا نہیں بھیجا مگر اُس کے خوش حال لوگوں نے کہا کہ یقیناً ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا'' یعنی ان سے پہلے کے مشرکوں اور عیش پرستوں کے پاس انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے مقابلے میں بھی یہی دلیل تھی کہ ہم اپنے آباء کی تقلید کرتے ہیں۔ ہم ان ہی کے مسلک پر چلیں گے۔

(2) ﴿وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ﴾ ''اور یقیناً ہم اُن ہی کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والے ہیں'' وہ اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کو اپنے لیے دلیل بتاتے تھے۔ ان کا مقصد ہدایت کی پیروی کرنا نہیں تھا۔ وہ یہ بات مال و دولت پر غرور و تکبر کی وجہ سے کہتے تھے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا قَالُوۡا سَاحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ (۵۲) اَتَوَاصَوۡا بِهٖ ۚ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ (۵۳)﴾ ''اسی طرح اُن لوگوں کے پاس جو ان سے پہلے تھے، کوئی رسول نہیں آیا مگر انہوں نے کہا: ''یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے'' کیا انہوں نے اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کی ہے؟ بلکہ وہ سب سرکش لوگ ہیں۔'' (الذاریت:53,52)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کی اندھی تقلید کو پچھلی قوموں کے خوش حال لوگوں کی تقلید سے ملا کر کیا ثابت کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت کیا ہے کہ تمام مشرکوں کی دلیل اور مزاج ایک ہی ہوتا ہے۔سب آنکھیں بند کر کے نقالی کرتے ہیں۔اس طرح عقل اندھی ہو جاتی ہے اور وہ غور و فکر کے بغیر تقلید کرتے ہیں۔

﴿قٰلَ اَوَلَوۡ جِئۡتُكُمۡ بِاَهۡدٰى مِمَّا وَجَدۡتُّمۡ عَلَيۡهِ اٰبَآءَكُمۡ ؕ

''اُس نے کہا اور کیا اگر میں تمہارے پاس اس سے زیادہ صحیح راستہ لے آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے؟

قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ﴾

اُنہوں نے کہا کہ یقیناً ہم اُس کا انکار کرنے والے ہیں جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے'' (24)

سوال: مشرک ضد اور تعجب کی وجہ سے حق قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں ، اس کی وضاحت ﴿قٰلَ... كٰفِرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قٰلَ اَوَلَوۡ جِئۡتُكُمۡ بِاَهۡدٰى مِمَّا وَجَدۡتُّمۡ عَلَيۡهِ اٰبَآءَكُمۡ﴾ ''اُس نے کہا اور کیا اگر میں تمہارے پاس اس سے زیادہ صحیح راستہ لے آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے؟'' یعنی اگر باپ دادا سے زیادہ صحیح راستہ میں تمہیں بتاؤں تو کیا پھر بھی تم ان کے پیچھے چلو گے؟

(2) مشرک یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ انبیاء کی ہدایات اس تقلید سے بہتر ہیں مگر پھر بھی تعجب کی وجہ سے حق قبول نہیں کرتے۔

(3) ﴿قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ﴾ ''اُنہوں نے کہا کہ یقیناً ہم اُس کا انکار کرنے والے ہیں جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے'' مشرکوں نے رسولوں کو جواب دیا جو کچھ تم لائے ہو ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں۔

النصف ع 2 10 8

﴿فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ﴾

''تو ہم نے اُن سے انتقام لیا سو آپ دیکھیں جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟'' (25)

سوال: ﴿فَانۡتَقَمۡنَا...عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ﴾ ''تو ہم نے اُن سے انتقام لیا'' رب العزت نے فرمایا کہ ایسے ہٹ دھرم لوگوں سے ہم ضرور انتقام لیں گے۔انہیں طرح طرح کے عذاب دیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ”آپ دیکھیں جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟“ یعنی دیکھو تو سہی جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ لوگوں کو حق جھٹلانے سے بچنا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو ان پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہو جائے جیسا کہ پہلی قوموں پر نازل ہوا تھا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا﴾ ”اور ہر ایک کے لیے ہم نے مثالیں بیان کیں اور ہر ایک کو ہم نے برباد کر دیا بری طرح تباہ و برباد کرنا۔“ (الفرقان:39)

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ﴾

”اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: ”یقیناً میں اُن چیزوں سے بالکل بری ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو“ (26)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اعلان توحید کی وضاحت ﴿وَإِذْ قَالَ... تَعْبُدُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) قریش کا خیال تھا کہ وہ دین ابراہیمی پر ہیں اس لیے اللہ رب العزت نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت کے بارے میں آگاہ فرمایا: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ﴾ ”اور جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا“ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے حقیقی والد سے اور اپنی قوم سے کھلم کھلا کہا جنہوں نے خود ساختہ معبود بنا لیے تھے۔

(2)﴿إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ﴾ ”یقیناً میں اُن چیزوں سے بالکل بری ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو“ یعنی میں ان معبودوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ میں ان سے سخت نفرت کرتا ہوں اور ان کی عبادت کرنے والوں سے دشمنی رکھتا ہوں۔ (3) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی اور بتوں کی بندگی سے اپنی نفرت کا اظہار کیا۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۖ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ﴾ ”تمہارے لیے ابراہیم میں اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں یقیناً اچھا نمونہ ہے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بلاشبہ ہم تم سے اور ان سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا تم عبادت کرتے ہو۔“ (الممتحنۃ:4)

(5) مشرکین مکہ جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے پر فخر کرتے تھے اُن کو یہ شعور دلانے کے لیے کہ جس دعوت کو تم نیا سمجھ رہے ہو یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت توحید ہے اور آباؤ اجداد کے طریقے پر تم جمنے کی بات کرتے ہو تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے بیزاری کا اظہار کیا تھا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿اِلَّا الَّذِىۡ فَطَرَنِىۡ فَاِنَّهٗ سَيَهۡدِيۡنِ﴾

”سوائے اُس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا تو یقیناً وہ ضرور میری راہ نمائی کرے گا“ (27)

سوال 1: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اعلانِ توحید کی وضاحت ﴿اِلَّا ... سَيَهۡدِيۡنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا الَّذِىۡ فَطَرَنِىۡ﴾ ”سوائے اُس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا“ یعنی میرے رب نے مجھے پیدا کیا اور مجھے عدم سے وجود بخشا۔ (صفوۃ التفاسیر: 144/3)

(2) ﴿فَاِنَّهٗ سَيَهۡدِيۡنِ﴾ ”تو یقیناً وہ ضرور میری راہ نمائی کرے گا“ یعنی میں اپنے خالق کو ہی اپنا سرپرست اور اپنا راہنما مانتا ہوں۔ مجھے امید ہے وہ مجھے دینِ حق پر قائم رہنے کے لیے، اس کے علم اور عمل کے راستے میں میری راہنمائی فرمائے گا۔

(3) یعنی وہ مجھے دینِ حق پر قائم رکھے گا اور مجھے ہدایت کے راستے کی پیروی کی توفیق دے گا۔ (تفسیر قاسمی: 336/14)

(4) اس نے دینِ حق کی طرف میری راہنمائی کی ہے اور مجھے سعادت کے راستے کی ہدایت دی۔ (صفوۃ التفاسیر: 144/3)

(5) جس طرح اس نے مجھے پیدا کیا اور ان امور کے ذریعے سے میری تدبیر کی جو میرے بدن اور میری دنیا کے لئے درست ہیں اسی طرح ﴿سَيَهۡدِيۡنِ﴾ وہ ان امور میں بھی میری راہ نمائی فرمائے گا جو میرے دین اور میری آخرت کے لئے درست ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2474/3)

(6) ﴿قَالَ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا كُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۷۵﴾ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمُ الۡاَقۡدَمُوۡنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمۡ عَدُوٌّ لِّىۡۤ اِلَّا رَبَّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِىۡ خَلَقَنِىۡ فَهُوَ يَهۡدِيۡنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِىۡ هُوَ يُطۡعِمُنِىۡ وَيَسۡقِيۡنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِىۡ يُمِيۡتُنِىۡ ثُمَّ يُحۡيِيۡنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِىۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ يَّغۡفِرَ لِىۡ خَطِيۡٓـئَتِىۡ يَوۡمَ الدِّيۡنِ ﴿۸۲﴾﴾ ”ابراہیم نے کہا: تو کیا تم نے دیکھا جن کی تم عبادت کرتے ہو؟ تم اور تمہارے پہلے باپ دادا بھی۔ سو بلاشبہ وہ سب میرے دُشمن ہیں سوائے ایک رب العالمین کے۔ جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی میری راہ نمائی کرتا ہے اور وہی مجھے کھلاتا ہے اور وہی مجھے پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے اور جو مجھے موت دے گا پھر وہ مجھے زندہ کرے گا اور جس سے میں طمع رکھتا ہوں کہ جزا کے دن وہ میری خطا بخش دے گا۔“ (الشعراء: 75-82)

﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِىۡ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ﴾

”اور اس (توحید کی) بات کو اُس نے اپنے پیچھے باقی رہنے والی بنا دیا تا کہ وہ رجوع کریں“ (28)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: آل ابراہیم میں کلمہ توحید رہے گا، اس کی وضاحت ﴿وَجَعَلَهَا ...يَرۡجِعُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيۡ عَقِبِهٖ﴾ ’’اور اس (توحید کی) بات کو اُس نے اپنے پیچھے باقی رہنے والی بنا دیا‘‘ آل ابراہیم کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: آپ علیہ السلام کی اولاد میں یہ کلمہ باقی رہے گا۔ آپ علیہ السلام ہی کی اولاد اس مقدس کلمہ کی نشر و اشاعت میں جان اور دھڑ کی بازی لگاتی رہے گی اور سعید اور نیک لوگ اسی گھرانے سے توحید کا آب لال نوش فرمائیں گے خلاصہ یہ ہے کہ یہ گھرانہ معلم اسلام و دین قرار دے دیا گیا۔ (مختصر ابن کثیر: 1829/2)

(2) رب العزت نے کلمہ توحید کو ابراہیم کی اولاد میں ہمیشہ کے لیے قائم کر دیا۔

(3) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو توحید کی وصیت کی جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبۡرٰهٖمُ بَنِيۡهِ﴾ ’’اور اس کی وصیت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کی۔‘‘ (البقرہ: 132) یعنی انہوں نے یہ وصیت کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور یہی کلمہ لا الہ الا اللہ ہے جس کو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے لیے ورثے کے طور پر چھوڑا۔

(4) ﴿لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ﴾ ’’تاکہ وہ رجوع کریں‘‘ یعنی وہ اس کلمے کی طرف رجوع کریں یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی عبادت کو خالص کریں اور غیر اللہ سے برأت اور بیزاری کا اظہار کریں۔

(5) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں نے بھی اپنی اولاد کو اسی کلمے کی وصیت کی۔

(6) سیدنا یعقوب علیہ السلام کی وصیت کا تذکرہ سورۃ البقرہ میں ملتا ہے۔

﴿بَلۡ مَتَّعۡتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمۡ حَتّٰى جَآءَهُمُ الۡحَقُّ وَرَسُوۡلٌ مُّبِيۡنٌ﴾

’’بلکہ میں نے اُنہیں اور اُن کے باپ دادا کو سامانِ زندگی دیا یہاں تک کہ اُن کے پاس حق اور کھول کر بیان کرنے والا رسول آ گیا‘‘ (29)

سوال: کافروں کے شرک، کفر اور سرکشی کے سبب کی وضاحت ﴿بَلۡ مَتَّعۡتُ ...مُّبِيۡنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿بَلۡ مَتَّعۡتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمۡ﴾ ’’بلکہ میں نے اُنہیں اور اُن کے باپ دادا کو سامانِ زندگی دیا‘‘ کافروں کے شرک، کفر اور سرکشی کا سبب بتایا گیا ہے کہ ان لوگوں کو کفر اور شرک میں ہونے کے باوجود دنیا کے ساز و سامان اور عیش و آرام سے محروم نہیں کیا گیا۔

(2) بلکہ میں نے اُنہیں اور اُن کے باپ دادا کو سامانِ زندگی دیا، میں نے ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو مختلف انواع کی شہوات سے متمتع ہونے دیا یہاں تک کہ یہی شہوات ان کا مطمع نظر اور ان کا مقصد بن گئیں۔ ان کے دلوں میں ان شہوات

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

کی محبت پھلتی پھولتی رہی حتیٰ کہ ان کی صفات اور بنیادی عقائد بن گئیں۔(تفسیر سعدی:2475/3)

(3)﴿حَتّٰی جَآءَهُمُ الۡحَقُّ﴾ "یہاں تک کہ اُن کے پاس حق آ گیا" یعنی ان کے پاس توحید کی دعوت اور قرآن آ گیا۔

(4)﴿وَرَسُوۡلٌ مُّبِیۡنٌ﴾ "اور کھول کر بیان کرنے والا رسول" یعنی محمد ﷺ آ گئے۔

(5) اور صاف صاف سنانے والا رسول۔ یعنی آپ ﷺ کی رسالت واضح تھی، آپ کے اخلاق و معجزات سے آپ کی رسالت پر واضح اور نمایاں دلائل قائم ہوئے جو آپ لے کر معبوث ہوئے اور انبیاء و مرسلین نے آپ کی تصدیق کی اور خود آپ کی دعوت سے بھی آپ کی رسالت پر دلائل قائم ہوتے ہیں۔(تفسیر سعدی:2475/3)

(6) یعنی محمد ﷺ توحید اور اسلام کے ساتھ آئے جو اصل دین ابراہیمی ہے اور وہ کلمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے پیچھے باقی رکھا ہے اور رسولِ مبین ان کے لیے وہ سب کچھ ان کے لیے واضح کرتا ہے جن کی انہیں حاجت ہے۔(تفسیر قرطبی:61/8)

﴿وَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ وَّاِنَّا بِهٖ کٰفِرُوۡنَ﴾

"اور جب اُن کے پاس حق آ گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ جادو ہے اور یقیناً ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں"(30)

سوال: دین حق آنے پر کافروں نے کیا جواب دیا، اس کی وضاحت ﴿وَلَمَّا جَآءَهُمُ... کٰفِرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ﴾ "اور جب اُن کے پاس حق آ گیا" یعنی جب دین حق ان کے پاس آ گیا یعنی قرآن جس کے دلائل واضح ہیں جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے جس کو لے کر محمد ﷺ معبوث ہوئے۔

(2)﴿قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ وَّاِنَّا بِهٖ کٰفِرُوۡنَ﴾ "تو انہوں نے کہا کہ یہ جادو ہے اور یقیناً ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں" یعنی جب قرآن آیا تو قریش نے کہا یہ جادو ہے اور ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ جس چیز نے انہیں جادو کہنے پر ابھارا وہ ان کی سرکشی اور ان کے آباؤ اجداد کو دنیا کے ساز و سامان سے نوازنا تھا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ مِنۡ عِنۡدِنَا قَالُوۡۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ (۷۶) قَالَ مُوۡسٰۤی اَتَقُوۡلُوۡنَ لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَکُمۡ ؕ اَسِحۡرٌ هٰذَا ؕ وَلَا یُفۡلِحُ السّٰحِرُوۡنَ (۷۷)﴾ "چنانچہ جب ہمارے پاس سے حق اُن کے پاس آ گیا تو انہوں نے کہا یقیناً یہ ضرور کھلا جادو ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ کیا تم حق کو یہ کہتے ہو جب کہ وہ تمہارے پاس آ چکا ہے؟ کیا یہ جادو ہے؟ حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پاتے۔"(یونس:76،77)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اُتارا گیا؟'' (31)

سوال: مشرکوں نے قرآن پر اعتراض کیا کہ یہ مکہ اور طائف کے رئیسوں پر کیوں نہیں اتارا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْا ... عَظِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوْا﴾ ''اور انہوں نے کہا'' انہوں نے اپنی فاسد رائے کے مطابق کہا۔

(2) ﴿لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ﴾ ''کہ یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اُتارا گیا؟'' ابن منذر رحمہ اللہ نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ محمد جو بات کہہ رہے ہیں اگر وہ صحیح ہوتی تو یہ قرآن حکیم مجھ پر یا مسعود ثقفی پر نازل کیا جاتا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن عباس: 200/3)

(3) بغوی نے لکھا ہے کہ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: کافروں کی مراد یہ تھی کہ مکہ میں عتبہ بن ربیعہ پر اور طائف میں عبد یالیل پر نازل ہوتا۔ بعض نے کہا مکہ میں ولید بن مغیرہ پر اور طائف میں حبیب بن عمرو بن عمید ثقفی پر قرآن کا نزول مراد تھا۔ ایک روایت میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف اس آخری قول کی نسبت کی گئی ہے۔ (تفسیر مظہری: 243/10)

(4) اس اعتراض کے پیچھے قوم کی دنیا پرستی تھی اور آسمانی دعوت کی حقیقت کو نہ سمجھنے کا معاملہ تھا۔

﴿اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

''کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں اُن کی معیشت کو ہم نے اُن کے درمیان تقسیم کیا ہے

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ

اور ہم نے ایک دوسرے پر اُن کے درجے بلند کیے تاکہ اُن کا بعض، بعض کو تابع بنا لے اور آپ کے رب کی رحمت اس

رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾

سے بھی بہتر ہے جو وہ لوگ جمع کرتے ہیں'' (32)

سوال: نزول قرآن پر مشرکوں کے اعتراض کا جو جواب دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ ... يَجْمَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ﴾ ''کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟'' اللہ رب العزت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے مشرکوں کے اعتراض کا جواب دیا ہے کہ یہ بتاؤ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مالک ہو؟ اس پر اختیار رکھتے ہو کہ اسے تقسیم کردو؟ کہ جس کو چاہو نبوت اور رسالت عطا کردو اور جس کو چاہو محروم کردو۔

(2) یہ سوال انکار کے لیے کیا گیا کہ یہ رحمت کو تقسیم کرنے والے نہیں کہ نبوت کے بارے میں خود فیصلے کرنے لگیں۔ رب علیم جو ہر چیز کا علم رکھتا ہے وہ انسانوں کو خوب اچھی طرح سے جانتا اور پہچانتا ہے۔ وہ بہتر فیصلہ کرسکتا ہے کہ کس کو یہ نعمت عطا کرنی ہے۔

(3) ﴿نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّعِيۡشَتَهُمۡ فِي الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا﴾ ''دنیا کی زندگی میں اُن کی معیشت کو ہم نے اُن کے درمیان تقسیم کیا ہے'' یعنی بندوں کا دنیا کا رزق تو اللہ تعالیٰ ہی تقسیم کرتے ہیں۔

(4) ﴿وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِيًّا﴾ ''اور ہم نے ایک دوسرے پر اُن کے درجے بلند کیے تاکہ اُن کا بعض، بعض کو تابع بنالے'' اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کردیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے اس کو تنگ کردیتا ہے۔ یعنی جس کو چاہتا ہے غنی کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے فقیر کردیتا ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی میں لوگوں کے درمیان فرق رکھا ہے۔ یہ فرق عقل و فہم میں بھی ہے، مال میں بھی، جاہ و منصب میں بھی۔ (i) اس فرق کا مقصد یہ ہے کہ عقل و فہم والا اپنے سے کم شعور رکھنے والوں سے، زیادہ مال والا کم مال والوں سے، جاہ و منصب والا اپنے سے کم منصب والوں سے کام لے سکے۔ (ii) اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت اس فرق کی وجہ سے کائنات کا نظام حُسن و خوبی سے چلاتے ہیں۔

(6) اگر وہ سارے غنی اور مال دار ہوتے تو کوئی کسی کی خدمت نہ کرتا اور زندگی کا سلسلہ معطل ہوجاتا۔ (ایسر التفاسیر:1420)

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِيۡ جَعَلَكُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَكُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِيۡ مَاۤ اٰتٰٮكُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيۡعُ الۡعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾ ''اور وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں جانشین بنایا اور تم میں بعض کو بعض پر درجات میں رتبہ دیا تاکہ وہ ان چیزوں میں تمھیں آزمائے جو اس نے تمھیں عطا کی ہیں۔ بے شک آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے اور بلاشبہ وہ یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الانعام:165)

(8) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھارے درمیان اخلاق کو بھی تقسیم کیا ہے جیسے تمھارے درمیان رزق کو تقسیم کیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ دنیا تو اسے بھی دیتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اسے بھی دیتا ہے جس سے وہ محبت نہیں کرتا اور دین وہ اس کے سوا کسی کو نہیں دیتا جس سے وہ محبت کرتا ہے جس کو وہ دین عطا کرتا ہے یقیناً وہ اس سے محبت کرتا ہے۔'' (صحیحہ:2485)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9) دنیا میں مادی برتری کسی کے درست ہونے کی دلیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی میزان دنیا اور اس کے مال و دولت کی قیمت نہیں۔

(10) ﴿وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ ''اور آپ کے رب کی رحمت اس سے بھی بہتر ہے جو وہ لوگ جمع کرتے ہیں'' یعنی نبوت تو مقدس ترین نعمت ہے جو سب سے مقدس انسان کو دی جاتی ہے جس کا نفس، جس کا قلب، جس کی روح پاک اور صاف ہو، جو پاکیزہ گھرانے اور پاکیزہ اصل والا ہو۔

(11) حق دار رسالت کون ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنی کمال حکمت اور کمال علم سے فیصلہ کرتا ہے۔ ان کی جمع کی ہوئی دولت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت بہتر ہے۔ اگر کوئی دنیا میں عزت و جاہ والا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی حیثیت نہیں۔ اگر کسی کے پاس اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے تو اس کے پاس سب کچھ ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1830/2)

(12) ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ ''اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے۔'' (الانعام: 124)

﴿وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ

''اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقے کے ہو جائیں گے تو جو لوگ رحمن کے ساتھ کفر کرتے ہیں

لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا

ہم اُن کے لیے اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی جن پر

يَظْهَرُوْنَ﴾

وہ چڑھتے ہیں'' (33)

سوال: مال و دولت اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت نہیں، اس کی وضاحت ﴿وَلَوْلَآ ... يَظْهَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ ''اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقے کے ہو جائیں گے'' رب العزت نے آگاہ فرمایا ہے کہ مال و دولت اس کے راضی ہونے کی علامت نہیں ہے۔

(2) اگر اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ لوگ دولت کو میری رضا کی دلیل سمجھ کر مال داروں کی طرح بن جائیں یعنی کفر پر اکٹھے ہو جائیں گے۔ (ایسر التفاسیر: 421) (مختصر ابن کثیر 1830/2)

(3) ﴿لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ﴾ ''تو جو لوگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں ہم اُن کے لیے اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں“ یعنی ان کو سونے اور چاندی سے مالا مال کر دیتے حتی کہ ان کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کی بنا دیتے۔

﴿وَلِبُيُوۡتِهِمۡ اَبۡوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيۡهَا يَتَّكِـُٔوۡنَ﴾

”اور اُن کے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں“(34)

سوال 1: ﴿وَلِبُيُوۡتِهِمۡ ... يَتَّكِـُٔوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿وَلِبُيُوۡتِهِمۡ اَبۡوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيۡهَا يَتَّكِـُٔوۡنَ﴾ ”اور اُن کے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں“ یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے سونے اور چاندی کی حیثیت پرکاہ کے برابر بھی نہیں۔ وہ ان کے گھروں کے تمام دروازے اور تخت سونے اور چاندی کے بنا دیتے۔

سوال 2: دنیا کے مال کے بے وقعت ہونے کو اللہ تعالیٰ نے کیسا واضح کیا ہے؟

جواب (1) اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ سونا چاندی اتنے حقیر ہیں کہ اگر تمام لوگوں کے دنیا کے طلب گار ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو ان کے گھروں کے دروازے اور بیٹھنے والے تخت تک سونے چاندی کے بنوا دیتے یعنی یہ دنیا اتنی بے وقعت ہے کہ کافروں کو خوب دولت دی جاتی لیکن اس میں خطرہ یہی تھا کہ لوگ دنیا کے پرستار بن جائیں گے۔

(2) ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے: ”اگر دنیا کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی حیثیت ہوتی جتنی مچھر کے ایک پر کی تو اللہ تعالیٰ کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی پینے کو نہ دیتا۔“

﴿وَزُخۡرُفًا ؕ وَاِنۡ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ

”اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ نہیں مگر دنیا کی زندگی کا سامان

وَالۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ﴾

اور آپ کے رب کے نزدیک آخرت متقی لوگوں کے لیے ہے“(35)

ع 3 10 9

سوال: تقویٰ والوں کے لیے ہی آخرت کے انعامات ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَزُخۡرُفًا ... لِلۡمُتَّقِيۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَزُخۡرُفًا﴾ ”اور سونے کے بھی“ سونا یعنی مختلف انواع کی خوبصورتی کے ذریعے سے ان کی دنیا کو آراستہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کر دیتا اور انہیں وہ سب کچھ عطا کر دیتا جو وہ چاہتے۔ مگر بندوں پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت نے ایسا کرنے سے روک دیا کہ کہیں وہ دنیا کی محبت کے باعث کفر اور معاصی میں ایک دوسرے پر سبقت نہ کرنے لگیں۔ (تفسیر سعدی:2478,2477/3)

(2)﴿وَاِنۡ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا﴾ ''اور یہ سب کچھ نہیں مگر دنیا کی زندگی کا سامان'' یعنی یہ دنیا کا سامان ہے اور دنیا رب العزت کے نزدیک حقیر اور ناپائیدار ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ وَّزِيۡنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيۡنَكُمۡ وَتَكَاثُرٌ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيۡثٍ اَعۡجَبَ الۡكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيۡجُ فَتَرٰٮهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ يَكُوۡنُ حُطَامًا ؕ وَفِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ۙ وَّمَغۡفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٌ ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ﴾ ''جان لو! بلاشبہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل، دل لگی اور زینت اور تمہارا آپس میں فخر کرنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے، جیسے بارش کی مثال ہے کہ اُس سے اگنے والی کھیتی کسانوں کو خوش کر دیتی ہے، پھر وہ پک جاتی ہے تو آپ اُس کو زرد دیکھتے ہو، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی بھی ہے اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔'' (الحدید:20)

(3) مستورد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی مثال آخرت کے سامنے ایسی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے اور پھر دیکھے کہ اس کی انگلی سمندر کا کتنا پانی اپنے ساتھ لائی۔'' (جامع ترمذی:2323)

(4) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس چیز کے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، یا عالم (علم والے) اور متعلم (علم سیکھنے والے) کے۔'' (ترمذی:2322)

(5) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مومن کے لیے قید خانہ (جیل) ہے اور کافر کے لیے جنت (باغ و بہار) ہے۔'' (ترمذی:2324)

(6)﴿وَالۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ﴾ ''اور آپ کے رب کے نزدیک آخرت متقی لوگوں کے لیے ہے'' یعنی جنت اس کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرے اور اس کے عذاب کے خوف سے اس کے نواہی سے رک جائے۔ (7) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ان کی پلیٹوں میں کھاؤ کیونکہ یہ ان (کافروں) کے لیے دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں۔'' (بخاری:5426)

(8) ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ سیدنا حذیفہ مدائن میں تھے۔ انہوں نے پانی مانگا۔ ایک دیہاتی چاندی کے برتن میں پانی لایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اسے پھینک دیا اور کہا کہ میں نے صرف اس لئے پھینکا ہے کہ میں اس شخص کو منع کر چکا ہوں کہ مجھے چاندی کے برتن میں پانی نہ دیا کرو لیکن وہ نہیں مانا۔ رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ''سونا چاندی ریشم دیباان (کفار) کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے (مسلمانوں) کے لئے آخرت میں۔'' (صحیح بخاری:5831)

﴿وَمَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَهٗ شَیۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیۡنٌ﴾

''اور جو شخص رحمان کے ذکر سے اندھا بن جاتا ہے ہم اُس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں چنانچہ وہی اُس کا ساتھی بن جاتا ہے'' (36)

سوال 1: اللہ تعالیٰ سے غافل رہنے والے پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَنۡ یَّعۡشُ ... قَرِیۡنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنۡ یَّعۡشُ﴾ ''اور جو شخص اندھا بن جاتا ہے'' یہاں یعش سے مراد جان بوجھ کر دیکھنے کی کوشش نہ کرنا اور آنکھیں بند کر لینا ہے۔ (2) ﴿عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ﴾ ''رحمان کے ذکر سے'' جو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے اور اپنے مہربان رب سے بے پروائی کرتا ہے۔

(3) جو قرآن عظیم سے جو سب سے بڑی رحمت ہے جس کے ذریعے سے اللہ رحمان نے اپنے بندوں پر رحم کیا ہے جو کوئی اس کو قبول کرے وہ بہترین عطیے کو قبول کرتا ہے اور وہ سب سے بڑے مطلوب و مقصود کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور جو کوئی اسے ٹھکرا دے وہ خائب و خاسر ہوتا ہے اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لیے سعادت سے محروم ہو جاتا ہے۔

(4) ﴿نُقَیِّضۡ لَهٗ شَیۡطٰنًا﴾ ''اللہ تعالیٰ اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتا ہے'' جیسا کہ فرمایا: ﴿اِسۡتَحۡوَذَ عَلَیۡهِمُ الشَّیۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّیۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّیۡطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ﴾ ''شیطان اُن پر غالب آ چکا ہے، تو اُس نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کی یاد بھلا دی ہے، یہی لوگ شیطانی گروہ ہیں سن لو! شیطان کا لشکر ہی یقیناً خسارہ پانے والا ہے۔'' (المجادلہ:19)

(5) ﴿فَهُوَ لَهٗ قَرِیۡنٌ﴾ ''چنانچہ وہی اُس کا ساتھی بن جاتا ہے'' جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔

(6) غافل انسان رحمٰن کے ذکر کو قبول نہیں کرتا، مصلحتوں کے تحت اسے نظر انداز کر دیتا ہے۔ ایسا شخص اپنے آپ کو درست ثابت کرنے کے لیے رحمٰن کے ذکر کے خلاف، اسے لے کر اُٹھنے والوں کے خلاف جھوٹی باتیں کرتا ہے۔ یہی وہ موقع ہوتا ہے جب شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ﴾ "اور ہم نے اُن پر بُرے دوست مُسلط کردیے ہیں تو انہوں نے اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سے ہر چیز کو اُن کے لیے خوش نما بنا دیا، اور اُن پر وہی بات ثابت ہوگئی جو جنوں اور انسانوں کے اُن گروہوں پر ہو چکی جو اُن سے پہلے گزر چکے تھے، یقیناً وہ خسارہ اٹھانے والے تھے۔" (فصلت:25)

(8) ﴿وَالَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ وَمَن يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا﴾ "اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر اور وہ شخص جس کا دوست شیطان بن جائے تو وہ بہت ہی برا دوست ہے۔" (النساء:38) (9) یہ شیطان جو ہر وقت اس کے ساتھ لگا رہتا ہے کوئی جن بھی ہوسکتا ہے اور انسان بھی۔ (تیسیر القرآن:4/162)

(10) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک آدمی کے ساتھ اس کا (ہمزاد) جن ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ ﷺ کے ساتھ بھی؟ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: "اور میرے ساتھ بھی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر مدد فرمائی تو وہ مسلمان ہوگیا۔ پس وہ مجھے نیکی ہی کا حکم کرتا ہے۔" (مسلم:7108)

سوال 2: شیطان انسان پر مسلط ہوکر کیا کرتا ہے؟

جواب: شیطان انسان پر مسلط ہوکر اس کی عقل کو غلط رخ پر ڈال دیتا ہے۔ وہ انسان کے سامنے اس کے بُرے عمل کو خوب صورت بنا کر دکھاتا ہے مثلاً رحمٰن کا ذکر چھوڑنے پر اُسے یقین دلاتا ہے کہ تم حق پر ہو تمہارے لیے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ تم زندگی کی اتنی مصروفیات میں سے وقت نکال سکو اور یہ تعلیم تو خواتین کی ذمہ داری ہی نہیں، رسول اللہ ﷺ کے دور میں کب خواتین تعلیم کے لیے گھروں سے نکلا کرتی تھیں۔ پھر حقوق العباد تو اللہ تعالیٰ نے معاف نہیں کرنے بندوں کے حقوق ہی پورے نہیں ہوتے اتنا وقت کہاں سے لگائیں؟ اللہ تعالیٰ تو غفور و رحیم ہے وہ ہمارے حالات کو خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسانیاں کردیتا ہمارے لیے تو ہم بھی کچھ کرلیتے۔ اتنے مشکل حالات میں ہمارے لیے کچھ کرنا کتنا مشکل ہے۔ آخر ہمارے بڑوں نے بھی تو زندگی گزاری ہے۔ دین میں اتنی بھی سختی نہیں یہ اور اس جیسے سینکڑوں عذر رحمٰن کے ذکر سے دور رہنے کے لیے انسان کا گھیراؤ کیے رکھتے ہیں یہی غفلت کا انجام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِنَّهُمۡ لَيَصُدُّوۡنَهُمۡ عَنِ السَّبِيۡلِ وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ﴾

”اور بلاشبہ یقیناوہ انہیں ضرور راہِ حق سے روکتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یقیناوہ سیدھے راستے پر چلتے ہیں“(37)

سوال:﴿وَاِنَّهُمۡ ... مُّهۡتَدُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِنَّهُمۡ لَيَصُدُّوۡنَهُمۡ عَنِ السَّبِيۡلِ﴾”اور بلاشبہ یقینا وہ انہیں ضرور راہِ حق سے روکتے ہیں“ ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شیطان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکتے ہیں اور حق کے راستے سے روکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی اطاعت سے انہیں روکتے ہیں۔(جامع البیان:225/74)

(2) اس کی اطاعت والے کام کرنے سے یعنی وہ انہیں صراط مستقیم اور دین قیم سے روکتے ہیں۔(تفسیر سعدی:2478/3)

(3) رب العزت نے پہلی قوموں کی تباہی کا سبب بتاتے ہوئے فرمایا:﴿وَعَادًا وَّثَمُوۡدَاۡ وَقَدۡ تَّبَيَّنَ لَـكُمۡ مِّنۡ مَّسٰكِنِهِمۡ‌ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ فَصَدَّهُمۡ عَنِ السَّبِيۡلِ وَكَانُوۡا مُسۡتَبۡصِرِيۡنَ﴾”اور عاد اور ثمود کو (ہم نے ہلاک کردیا) اور تم پر ان کے رہنے کی جگہیں واضح ہو گئی ہیں اور شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کے لیے خوشنما بنادیا تھا، پس انھیں راہِ راست سے روک دیا حالانکہ وہ سمجھ دار لوگ تھے۔“(العنکبوت:38)

(4)﴿وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ﴾”اور وہ سمجھتے ہیں کہ یقینا وہ سیدھے راستے پر چلتے ہیں“یعنی جو قرآن اور اس کے دلائل سے رحمٰن کے ذکر اور اطاعت سے غافل ہیں وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پانے والے ہیں یعنی وہ حق پر ہیں اور ان کے لیے ان کے ساتھی شیطان کی تزئین ہے۔(ایسر التفاسیر:1422,1421)

(5)(i) ایسا شخص رحمٰن کی، اُس کے ذکر کی مخالفت کرنے والوں کے بارے میں یہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ حق پر ہیں اور ان کی اطاعت کرنے لگ جاتا ہے۔(ii) ایسا شخص دین حق کی مخالفت کرنے والوں کے بارے میں یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ وہ حق پر ہیں پھر اُن کی راہنمائی کو قبول کرنے لگ جاتا ہے اس طرح اُن کی اطاعت کرنے لگ جاتا ہے۔

(6) رب العزت نے پچھلی قوموں کے لیے شیطان کی اسی تزئین کے اثرات کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:﴿تَاللّٰهِ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الۡيَوۡمَ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴾”اللہ تعالیٰ کی قسم! بلاشبہ یقینا آپ سے پہلے بھی بہت سی اُمتوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے پھر شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال کو خوش نما بنادیا، چنانچہ وہی آج ان کا سرپرست ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“(النحل:63)

(7) یعنی دنیا میں اپنے شیطان ساتھی کے ساتھ رہتے ہوئے وہ حق کو بدلتے رہے اور گمراہی کی حالت میں رب کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پاس جا پہنچے۔

﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيۡتَ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَيۡنِ

”یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ کاش! میرے اور تمہارے درمیان مشرقوں کا فاصلہ ہوتا

فَبِئۡسَ الۡقَرِيۡنُ﴾

چنانچہ بہت ہی بُرا وہ ساتھی ہے“ (38)

سوال 1: ﴿حَتّٰۤى اِذَا ... فَبِئۡسَ الۡقَرِيۡنُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا﴾ ”یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا“ یعنی جب وہ قیامت کے دن ہمارے پاس آئے گا۔

(2) ﴿قَالَ يٰلَيۡتَ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَيۡنِ﴾ ”تو کہے گا کہ کاش! میرے اور تمہارے درمیان مشرقوں کا فاصلہ ہوتا“ یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر کہے گا کاش! میں اپنے ساتھی کی شکل نہ دیکھوں اور ہمارے درمیان مشرق و مغرب کا بُعد پیدا ہو جائے۔

(3) ﴿فَبِئۡسَ الۡقَرِيۡنُ﴾ ”چنانچہ بہت ہی بُرا وہ ساتھی ہے“ یعنی تو بدترین ساتھی ہے کاش! میں نے تجھ جیسے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اسی کیفیت کو رب العزت نے سورۃ الفرقان میں واضح فرمایا ہے: ﴿وَيَوۡمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيۡهِ يَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِى اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِيۡلًا (۲۷) يٰوَيۡلَتٰى لَيۡتَنِىۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِيۡلًا (۲۸) لَقَدۡ اَضَلَّنِىۡ عَنِ الذِّكۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِىۡ‌ؕ وَكَانَ الشَّيۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا (۲۹)﴾ ”اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو چبائے گا، وہ کہے گا: اے کاش! کہ میں رسول کے ساتھ (ہدایت) کا کچھ راستہ اختیار کرتا ہائے میری بربادی! کاش میں فلاں شخص کو دلی دوست نہ بناتا۔ بلاشبہ یقیناً اُس نے مجھے اس کے بعد نصیحت سے بہکا دیا جب کہ وہ میرے پاس آ چکی تھی اور انسان کو شیطان ہمیشہ چھوڑ جانے والا ہے۔“ (الفرقان: 27-29)

سوال 2: دنیا میں حق کی دشمنی پر اکٹھے ہونے والوں کا آخرت میں ایک دوسرے کے ساتھ کیسا رویہ ہوگا؟

جواب: دنیا میں جو لوگ حق کی دشمنی پر اکٹھے ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں، ایک دوسرے کو حق پر سمجھتے ہیں آخرت میں ایسے لوگ چاہیں گے کہ وہ ایک دوسرے سے اتنا دور ہو جائیں جتنا مشرق و مغرب میں دوری ہے۔ ایک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کی شکل تک دیکھنا نہ چاہیں گے، آواز سننے سے نفرت کریں گے، ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے یہ ہے انجام حق کی دشمنی پر اکٹھے ہونے کا۔

﴿وَلَنۡ يَّنۡفَعَكُمُ الۡيَوۡمَ اِذۡ ظَّلَمۡتُمۡ اَنَّكُمۡ فِى الۡعَذَابِ مُشۡتَرِكُوۡنَ﴾

’’اور آج تمہیں یہ بات ہرگز فائدہ نہ دے گی جب کہ تم نے ظلم کیا کہ یقیناً تم سب عذاب میں اکٹھے ہو‘‘ (39)

سوال: ﴿وَلَنۡ يَّنۡفَعَكُمُ ... مُشۡتَرِكُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَنۡ يَّنۡفَعَكُمُ الۡيَوۡمَ اِذۡ ظَّلَمۡتُمۡ اَنَّكُمۡ فِى الۡعَذَابِ مُشۡتَرِكُوۡنَ﴾ ’’اور آج تمہیں یہ بات ہرگز فائدہ نہ دے گی جب کہ تم نے ظلم کیا کہ یقیناً تم سب عذاب میں اکٹھے ہو‘‘ یعنی جہنم میں تمہارا جمع ہو جانا اور عذاب میں مشترک ہونا آپ کو نفع نہیں دے گا۔

(2) قیامت کے روز تمہارا اپنے ساتھیوں اور دوستوں کے ساتھ عذاب میں اشتراک تمہارے کسی کام نہ آئے گا۔ چونکہ تم ظلم میں ایک دوسرے کے ساتھی تھے اس لئے اس عذاب میں بھی ایک دوسرے کے ساتھی ہو مصیبت میں تسلی بھی تمہارے کوئی کام نہ آئے گی۔ کیونکہ جب دنیا میں مصیبت واقع ہوتی ہے اور مصیبت زدگان اس میں مشترک ہو جاتے ہیں اور ساتھی بن جاتے ہیں تو ان کی مصیبت قدرے ہلکی ہو جاتی ہے اور وہ ایک دوسرے کو تسلی دیتے ہیں۔ آخرت کی مصیبت میں تو ہر قسم کی عقوبت جمع ہوگی اس میں ادنیٰ سی راحت بھی نہ ہوگی یہاں تک کہ یہ دنیاوی راحت بھی نہ ہوگی۔ اے ہمارے رب! ہم تجھ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں تو ہمیں اپنی رحمت سے راحت عطا کرنا۔ (تفسیر سعدی: 2479/3)

﴿اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ اَوۡ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَمَنۡ كَانَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ﴾

’’کیا پھر آپ بہروں کو سنائیں گے یا اندھوں کو راستہ دکھائیں گے؟ اور اُن لوگوں کو جو کھلی گمراہی میں پڑے ہیں‘‘ (40)

سوال: ازلی بدبخت ایمان نہیں لا سکتے، اس کی وضاحت ﴿اَفَاَنۡتَ ... مُّبِيۡنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ اَوۡ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ﴾ ’’کیا پھر آپ بہروں کو سنائیں گے یا اندھوں کو راستہ دکھائیں گے؟‘‘ یعنی جس کے سننے کی صلاحیت کو رب العزت نے سلب کر لیا ہو آپ اسے کیسے سنا سکتے ہو؟ آپ ﷺ اسے کیسے ہدایت کا راستہ دکھا سکتے ہو؟ جو دل اندھا ہو اس پر شیطان غالب آ جاتا ہے اس لیے وہ آپ ﷺ کی راہنمائی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿وَمَنۡ كَانَ فِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ﴾ ”اور اُن لوگوں کو جو کھلی گمراہی میں پڑے ہیں“ اور جو کھلی گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں، جو سیدھی راہ سے ہٹ چکے ہیں وہ آپ ﷺ سے حق کو کیسے قبول کر سکتے ہیں؟

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِيۡنَ (۸۰) وَمَاۤ اَنۡتَ بِهٰدِى الۡعُمۡىِ عَنۡ ضَلٰلَتِهِمۡ ؕ اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (۸۱)﴾ ”یقیناً آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے ہیں اور نہ ہی آپ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر پلٹ جائیں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے راستہ دکھانے والے ہیں، آپ صرف اُنہیں سنا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتا ہے، چنانچہ وہی فرماں بردار ہیں۔“ (النمل:81,80)

(4)﴿وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ ۖ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا ۖ وَلَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا ۖ وَلَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ﴾ ”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے اکثر کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے، اُن کے لیے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کے لیے آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، اور اُن کے لیے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں، یہ لوگ جانوروں جیسے ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔“ (الاعراف:179)

(5) آپ ﷺ کی ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ ہر کوئی آپ ﷺ کی ہدایت کی طرف راہ نمائی کرنے والی صدا کو قبول کرے جو ہدایت کے راستے سے بھاگنا چاہے آپ ﷺ اس پر کیوں کڑھتے ہیں آپ ﷺ کی ذمہ داری پیغام پہنچانا ہے، ہدایت دینا ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں ہدایت دے دیتا۔ اس کے تمام کام حکمت پر مبنی ہیں اس لیے فرمایا: ﴿وَلَوۡ عَلِمَ اللّٰهُ فِيۡهِمۡ خَيۡرًا لَّاَسۡمَعَهُمۡ ؕ وَلَوۡ اَسۡمَعَهُمۡ لَتَوَلَّوۡا وَّهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ﴾ ”اور اگر اللہ تعالیٰ اُن میں کوئی بھلائی جانتا تو وہ ضرور انہیں سنواتا اور اگر وہ انہیں سنوا دیتا تو بھی وہ ضرور منہ پھیر جاتے اس حال میں کہ وہ بے رُخی کرنے والے ہوتے۔“ (الانفال:23)

﴿فَاِمَّا نَذۡهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنۡهُمۡ مُّنۡتَقِمُوۡنَ﴾

”پھر اگر ہم آپ کو لے جائیں تو یقیناً ہم اُن سے انتقام ہی لینے والے ہیں“ (41)

سوال: اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے دشمنوں سے انتقام ضرور لے گا، اس کی وضاحت ﴿فَاِمَّا ... مُّنۡتَقِمُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿فَاِمَّا نَذۡهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنۡهُمۡ مُّنۡتَقِمُوۡنَ﴾ ”پھر اگر ہم آپ کو لے جائیں تو یقیناً ہم اُن سے انتقام ہی لینے والے ہیں“ یعنی اللہ تعالیٰ ظالموں سے انتقام لے کر رہیں گے کیونکہ انہوں نے جو بُرے عقائد گھڑ لیے اس کی وجہ سے ان کے اندر بری صفات پیدا ہو گئیں جو ان کے اور ہدایت کے درمیان رکاوٹ ہیں اور ان کو عذاب کا حق دار بنانے والی ہیں عذاب آپ ﷺ کی زندگی میں دکھا دیں یا بعد میں، وہ تو آ کر رہے گا۔

(2) یعنی انہیں ویسے ہی عذاب دیا جائے گا جیسا کہ پچھلی قوموں کو دیا گیا جنہوں نے رسولوں کو نکالا تھا۔(ایسر التفاسیر:1423)

﴿اَوۡ نُرِيَنَّكَ الَّذِىۡ وَعَدۡنٰهُمۡ فَاِنَّا عَلَيۡهِمۡ مُّقۡتَدِرُوۡنَ﴾

”کیا ہم آپ کو واقعی وہ دکھا دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ تو یقیناً ہم ان پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں“ (42)

سوال:﴿اَوۡ نُرِيَنَّكَ... مُّقۡتَدِرُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَوۡ نُرِيَنَّكَ الَّذِىۡ وَعَدۡنٰهُمۡ فَاِنَّا عَلَيۡهِمۡ مُّقۡتَدِرُوۡنَ﴾ ”یا ہم آپ کو واقعی وہ دکھا دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ تو یقیناً ہم ان پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں“ یعنی جس عذاب کا ہم نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔ اس کے دکھانے سے ہم عاجز نہیں ہم دکھا سکتے ہیں۔

(2) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِىۡ نَعِدُهُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيۡنَا مَرۡجِعُهُمۡ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيۡدٌ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ﴾ ”اور اگر ہم آپ کو اس کا کچھ حصہ دکھا دیں جو ان سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم آپ کو اُٹھا لیں تو ہماری ہی طرف انہیں لوٹنا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس پر اچھی طرح گواہ ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔“ (یونس:46)

(3) سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ستارے آسمان کے بچاؤ کا سبب ہیں جب ستارے جھڑ جائیں گے تو آسمان پر وہ چیز واقع ہو جائے گی جس کا وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی آسمان پھٹ جائے گا) اور میں اپنے اصحاب کے لیے ذریعہ امن ہوں میرے جانے کے بعد میرے صحابہ پر وہ دور آ جائے گا جس کا وعدہ دیے جاتے ہیں۔“ (مسلم:6466)

(4) یعنی اللہ تعالیٰ سب پر قابو رکھتے ہیں عذاب میں جلدی یا دیر اس کی حکمت کے تقاضے کے مطابق ہے۔

﴿فَاسۡتَمۡسِكۡ بِالَّذِىۡۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ﴾

”تو آپ اُس کو مضبوطی سے تھامے رکھیں جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے، یقیناً آپ ہی سیدھے راستے پر ہیں“ (43)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: قرآن جنت کا سیدھا راستہ ہے، اس کی وضاحت ﴿فَاسْتَمْسِكْ ... مُّسْتَقِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ﴾ ''تو آپ اُس کو مضبوطی سے تھامے رکھیں جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے'' نبی ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ اس قرآن کو مضبوطی سے پکڑے رہیں اور اس کے پابند رہیں یہ جنت کا سیدھا راستہ ہے قرآن مجید پر عمل پیرا ہونے والا کبھی گمراہ نہیں ہوسکتا۔

(2) آپ اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جن کی طرف یہ کتاب دعوت دیتی ہے اسے دوسروں تک پہنچانے کی خواہش رکھیں۔

(3) ﴿اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''یقینا آپ ہی سیدھے راستے پر ہیں'' یعنی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے دین اسلام پر قائم ہیں۔

(4) بے شک آپ سیدھے راستے پر ہیں، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے اکرام و تکریم کے گھر تک پہنچاتا ہے اور یہ وہ چیز ہے جو آپ پر اس سے تمسک کرنے اور اس سے راہ نمائی حاصل کرنے کو اور زیادہ واجب کرتی ہے۔ جب آپ جانتے ہیں کہ یہ حق، عدل اور سچائی ہے تو آپ اسی اصلِ اصیل پر قائم رہیں جبکہ دوسرے لوگوں نے شرک، اوہام اور ظلم و جور کو بنیاد بنا رکھا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2482,2481/3)

سوال 2: وحی کو مضبوطی سے کیسے تھاما جاسکتا ہے؟

جواب: وحی کو مضبوطی سے تھامنے کے لیے اس کے احکامات کو یاد رکھنا، اسے لوگوں تک پہنچانا، اس کی تعلیم دینا، لوگوں کی زندگیوں کو پاک کرنا، وحی کے مطابق معاشرے کے نظام کو چلانا ضروری ہے۔

﴿وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ﴾

''اور یقیناوہ (قرآن) آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے واقعی ایک نصیحت ہے اور جلد ہی تم سے پوچھا جائے گا'' (44)

سوال: قرآن آپ ﷺ کے لیے اور آپ ﷺ کی قوم کے لیے باعث عزت و شرف ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّهٗ ... تُسْـَٔلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ﴾ ''اور یقیناوہ (قرآن) آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے واقعی ایک نصیحت ہے'' یعنی یہ قرآن آپ ﷺ کے لیے اور آپ ﷺ کی قوم کے لیے باعث شرف ہے۔ (جامع البیان: 77/25)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ ''حالانکہ وہ تمام جہانوں کے لیے نصیحت کے علاوہ کچھ نہیں۔'' (القلم: 52)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ كِتٰبًا فِيۡهِ ذِكۡرُكُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ﴾ ”بلاشبہ یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں؟“ (انبیاء:10)

(4) یہ قرآن تمہارے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی کو واضح کرتا ہے، عزت و شرف کا باعث ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت قرآن ہے ﴿وَّاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَمَاۤ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ الۡكِتٰبِ وَالۡحِكۡمَةِ يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ﴾ ”اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو اور جو کتاب و حکمت میں سے اس نے تم پر نازل کیا، وہ تمہیں اس کے ساتھ نصیحت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان لو یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“ (البقرہ:231)

(6)﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوۡرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ (۵۷) قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَبِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوۡا ؕ هُوَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ (۵۸)﴾ ”اے لوگو! بلاشبہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس عظیم نصیحت آ گئی ہے اور شفا ہے اس کے لیے جو دلوں میں ہے اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ آپ کہہ دیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے، سو اسی کے ساتھ تو لازم ہے کہ وہ خوش ہوں، وہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جسے لوگ جمع کرتے ہیں۔“ (یونس:58,57)

(7) قرآن مجید کی تعلیمات کو پھیلنے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی: ﴿لَّا يَاۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ ؕ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ﴾ ”باطل اس کے پاس نہ اُس کے آگے سے آ سکتا ہے اور نہ اُس کے پیچھے سے، کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی جناب سے نازل کردہ ہے۔“ (حم السجدہ:42)

(8) قیامت کے روز قرآن مجید اہل قرآن کی بخشش کے لیے سفارش کرے گا۔ (مسلم:1874)

(9) قیامت کے دن قرآن مجید عمل کرنے والوں کے حق میں گواہی دے گا۔ (مسلم:534)

(10) قرآن مجید کی پیروی کرنے والے ہمیشہ سیدھے راستے پر رہیں گے۔ (مسلم:6228)

(11) قرآن مجید پر عمل کرنے والوں کو دنیا میں غلبہ حاصل ہوگا۔ (مسلم:1897)

(12) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کیے گئے کہ (انہیں دیکھ کر لوگ) ان پر ایمان لائے (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دوسرے پیغمبروں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے۔(بخاری:4981)

(13)﴿وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ﴾ ''اور جلد ہی تم سے پوچھا جائے گا'' یعنی آپ لوگوں سے سوال کیا جائے گا کہ قرآن مجید جیسی نعمت مل جانے کے بعد کتنا فائدہ اٹھایا۔

(14)ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے اوامر ونواہی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔(تفسیر مراغی:77/9)

(15)یعنی اس نعمت قرآن کے ملنے پر کتنا شکر ادا کیا۔(تفسیر الثعالبی:184/5)

(16) رب العزت نے فرمایا:﴿فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ(۶) فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ﴾ ''پھر یقیناً ہم اُن لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے اور یقیناً ہم رسولوں سے بھی ضرور پوچھیں گے۔ پھر ہم اُن کے سامنے پورے علم کے ساتھ ضرور بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب نہ تھے۔'' (الاعراف:7,6)

﴿وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ ۚ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ

''اور آپ اُن سے پوچھیں جنہیں ہم نے آپ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے بھیجا، کیا ہم نے رحمٰن کے سوا معبود بنائے ہیں

اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ﴾

کہ اُن کی عبادت کی جائے؟'' (45)

ع 4 10 10

سوال: تمام انبیاء کا پیغام توحید ہے، اس کی وضاحت ﴿وَسْـَٔلْ... يُّعْبَدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ﴾ ''اور آپ اُن سے پوچھیں جنہیں ہم نے آپ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے بھیجا'' یعنی تمام انبیاء کا ایک ہی پیغام ہے توحید پر سب کا اتفاق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء سے سوال کر کے دیکھ لو۔

(2)﴿اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ﴾ ''کیا ہم نے رحمٰن کے سوا معبود بنائے ہیں کہ اُن کی عبادت کی جائے'' یعنی انبیاء میں سے کسی نے بھی غیر اللہ کی عبادت کی دعوت نہیں دی اسی لیے فرمایا:﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ ''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف وحی کرتے رہے کہ بلاشبہ میرے سوا کوئی معبود نہیں چنانچہ تم میری ہی عبادت کرو۔'' (الانبیاء:25)

(3) ہر رسول نے توحید کی دعوت ہے جیسا کہ فرمایا:﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ ''بلاشبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔" (النحل:36)

(4) یہ سوال اس لیے کرنے کے لیے کہا گیا کہ پیغمبروں کے ماننے والے اس تعلیم کا جائزہ لیں جو انبیاء نے دی کیونکہ انہوں نے شرک کی تعلیم نہیں دی تھی۔ اس لیے سچ ثابت ہو جاتا ہے کہ توحید ہی حق ہے کیونکہ ہر نبی نے توحید ہی کی تعلیم دی۔

﴿وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو اُس نے کہا: "یقیناً میں

رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾

جہانوں کے رب کا رسول ہوں۔" (46)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام فرعون اور آل فرعون کے پاس توحید کا پیغام لے کر آئے، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدۡ... رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو طعنوں کا نشانہ بنایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر ہو گئے، مال اور عزت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سے مشابہت رکھنے والا واقعہ فرعون بیان فرمایا ہے کہ جب فرعون کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی تو اس نے جواب میں کہا: کہ میں بڑا مال دار ہوں میرا مال اور میری عزت دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ساتھ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا حال بیان فرمایا ہے۔

(2) ﴿وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ﴾ "اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف بھیجا" یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف اپنے معجزات دے کر بھیجا تا کہ وہ انہیں توحید کی دعوت دیں اور شرک سے بچائیں۔

(3) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نو بڑے معجزات دیئے گئے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الطُّوۡفَانَ وَالۡجَـرَادَ وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ﴾ "پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون جو الگ الگ نشانیاں تھیں، پھر بھی انہوں نے تکبر ہی کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔" (الاعراف:133)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) انہوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا مذاق اڑایا اوران کی توہین کی۔ آخر کار ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔

(5) ﴿فَقَالَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ ”تو اُس نے کہا: ”یقیناً میں رب کائنات کا رسول ہوں“ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کے سرداروں کو کہا کہ میں رب العالمین کی جانب سے رسول ہوں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کے واحد معبود ہونے اور شرک کے باطل ہونے کی دعوت دی۔

﴿فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰیٰتِنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا یَضۡحَکُوۡنَ﴾

”تو جب وہ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لے کر آیا تو تب وہ اُس پر ہنس رہے تھے (47)

سوال 1: ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمۡ ... یَضۡحَکُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰیٰتِنَاۤ﴾ ”تو جب وہ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لے کر آیا“ یعنی جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے انکار کیا۔

(2) ﴿اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا یَضۡحَکُوۡنَ﴾ ”تو تب وہ اُس پر ہنس رہے تھے“ یعنی انہوں نے تکبر اور ظلم سے ان نشانیوں کا مذاق اڑایا۔

سوال 2: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے نشانیاں لانے پر لوگوں نے ان کا مذاق کیوں اُڑایا؟

جواب: سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اُن لوگوں نے رسول ہونے کی دلیل طلب کی تھی پھر جب انہوں نے معجزات دکھائے تو انہوں نے کہا کہ یہ جادو ہے یہ تو جادو کے زور سے ہم بھی پیش کر سکتے ہیں۔

﴿وَمَا نُرِیۡهِمۡ مِّنۡ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَکۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا ۫ وَاَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ

”اور ہم انہیں کوئی نشانی نہیں دِکھاتے تھے مگر وہ اپنے جیسی (نشانی) سے بڑی ہوتی تھی۔ اور ہم نے اُنہیں عذاب کے ساتھ

لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ﴾

پکڑ لیا تا کہ وہ لوٹ آئیں“ (48)

سوال: ﴿وَمَا نُرِیۡهِمۡ ... یَرۡجِعُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا نُرِیۡهِمۡ مِّنۡ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَکۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا﴾ ”اور ہم انہیں کوئی نشانی نہیں دِکھاتے تھے مگر وہ اپنے جیسی (نشانی) سے بڑی ہوتی تھی“ ہم نے فرعون اور آل فرعون کو جو نشانیاں دکھائیں ان میں سے ہر نشانی پہلی نشانی سے زیادہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بڑی تھی، تاکہ وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر دلیل بھی ہو اور ان کے لیے باعث عبرت بھی ہو۔

(2) ان پر طوفان آیا جو موسیٰ علیہ السلام کی صداقت پر بڑی دلیل تھی کیونکہ وہ پچھلی نشانیوں سے زیادہ بڑی نشانی تھی۔ (ایسرالتفاسیر: 1424)

(3) ﴿وَاَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ﴾ ''اور ہم نے اُنہیں عذاب میں پکڑ لیا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب میں اس لیے مبتلا کیا تاکہ وہ کفر سے اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کی اطاعت اور ان کاموں پر توبہ کی طرف لوٹیں جس پر وہ ابھی تک قائم رہتے۔ (تفسیر المراغی: 800/9)

(4) ﴿لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ﴾ ''تاکہ وہ لوٹ آئیں'' کہ وہ اسلام کی طرف لوٹیں اور اس کی اطاعت کریں تاکہ ان کا شرک اور شر زائل ہو۔ (تفسیر سعدی: 2483/3)

﴿وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ﴾

''اور انہوں نے کہا: ''اے جادوگر! اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کرو اس عہد کی وجہ سے جو اس نے تم سے کیا، یقیناً ہم ضرور ہدایت پانے والے ہیں'' (49)

سوال: قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے دعا کرنے کے لیے کہا، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوۡا ... لَمُهۡتَدُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ﴾ ''اور انہوں نے کہا: ''اے جادوگر!'' یعنی جب ان پر عذاب نازل ہوتا تو وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کہتے: اے جادو کا علم رکھنے والے، اے جادوگر! کیونکہ وہ معجزات کو جادو سمجھتے تھے۔ ان کی اکثر کا یہ عالم تھا کہ التجا کے وقت بھی وہ آپ کو 'ساحر' ہی کہتے تھے۔ جیسا کہ تمام انبیاء کو اس لقب سے نوازا جاتا رہا ہے۔ (تیسیر القرآن: 166/4)

(2) 'ساحر' ان کے محاورات میں عالم کو کہتے تھے کیونکہ بڑا علم ان کے نزدیک یہ سحر تھا۔ شاید اس خوشامد اور لجاجت کے وقت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بظاہر تعظیمی لقب سے پکارا ہو اور خبث باطن سے اشارہ اس طرف بھی کیا ہو کہ ہم تجھ کو نبی اب بھی نہیں سمجھتے۔ (تفسیر عثمانی: 575/2)

(3) ﴿ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ﴾ ''ہمارے لیے دعا کرو اس عہد کی وجہ سے جو اس نے تم سے کیا'' یعنی جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان پر عذاب آتا وہ تڑپ کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے اور خوشامد کرتے ہوئے کہتے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں فضیلت عطا کی ہے اس کے ذریعے دعا کرو کہ ہم پر سے اللہ تعالیٰ عذاب دور کر دے۔

(4) ﴿اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ﴾ "یقیناً ہم ضرور ہدایت پانے والے ہیں" یعنی وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے عذاب ہٹانے پر ایمان لانے کا وعدہ کرتے اور اپنے اعمال پر توبہ کرتے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام بھی ان کے لیے دعا کرتے۔

﴿فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ﴾

"پھر جب ہم اُن پر سے عذاب ہٹا دیتے تو اچانک وہ اپنا عہد توڑ دیتے تھے" (50)

سوال: عذاب ٹل جانے پر قوم کا رویہ کیا ہوتا تھا، اس کی وضاحت ﴿فَلَمَّا كَشَفۡنَا... يَنۡكُثُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ﴾ "پھر جب ہم اُن پر سے عذاب ہٹا دیتے تو اچانک وہ اپنا عہد توڑ دیتے تھے" یعنی جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے عذاب ٹل جاتا تو وہ عہد شکنی کرتے اور اپنے کفر پر قائم رہتے۔

(2) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الرِّجۡزَ اِلٰۤى اَجَلٍ هُمۡ بٰلِغُوۡهُ اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ﴾ "پھر جب ہم ان سے ایک وقت عذاب کو دور کر دیتے جس کو وہ پہنچنے والے ہی تھے تو اچانک وہ عہد کو توڑ دیتے تھے۔" (الاعراف:135)

﴿وَنَادٰى فِرۡعَوۡنُ فِىۡ قَوۡمِهٖ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ وَهٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ‌ ۚ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ﴾

"اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کی، اس نے کہا: "اے میری قوم! کیا مصر کی بادشاہت میری نہیں ہے اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہتی ہیں؟ تو کیا تم لوگ دیکھتے نہیں؟" (51)

سوال: فرعون نے اپنی قوم کے سامنے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر جو فوقیت جتلائی اس کی وضاحت ﴿وَنَادٰى... تُبۡصِرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَنَادٰى فِرۡعَوۡنُ فِىۡ قَوۡمِهٖ قَالَ﴾ "اور فرعون نے اپنی قوم میں پکار کر کہا" یعنی فرعون نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا۔ اس نے اپنے اقتدار کے فریب میں مبتلا ہو کر اپنی بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿يٰقَوۡمِ اَلَيۡسَ لِيۡ مُلۡكُ مِصۡرَ﴾ ''اے میری قوم! کیا مصر کی بادشاہی میری نہیں ہے'' یعنی کیا میں مصر کا تنہا بادشاہ نہیں ہوں؟

(3)﴿وَهٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِيۡ﴾ ''اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہتی ہیں؟'' یعنی کیا دریائے نیل میرے محل کے نیچے نہیں بہتا؟ اس سے مراد نیل سے نکلنے والی نہریں ہیں جو محلات اور باغات میں سے ہو کر بہہ رہی تھیں۔

(4)﴿اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ﴾ ''کیا پھر تم لوگ دیکھتے نہیں؟'' کیا تم میری عظمت، میری قدرت اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر میری فضیلت کو نہیں دیکھتے؟

(5)فرعون نے ایسے معاملے پر فخر کیا جو اس کی ذات سے باہر تھا۔ اس نے اوصاف حمیدہ اور افعال سدیدہ کی بجائے اپنی عظمت کا سبب اپنے مال اور اقتدار میں بنایا تو رب العزت نے فرمایا: ﴿فَحَشَرَ فَنَادٰى (٢٣) فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الۡاَعۡلٰى (٢٤) فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الۡاٰخِرَةِ وَالۡاُوۡلٰى (٢٥)﴾ ''پھر اس نے جمع کیا، پس پکارا۔ پس اس نے کہا میں تمہارا سب سے بلند رب ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔'' (النازعات:23-25)

﴿اَمۡ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡ هٰذَا الَّذِيۡ هُوَ مَهِيۡنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيۡنُ﴾

''یا میں ہی اس شخص سے بہتر ہوں جو ذلیل و حقیر ہے اور قریب نہیں کہ وہ واضح بات کرے''؟ (52)

سوال: فرعون نے اپنی برتری کا یقین دلانے کے لیے جو دلیل دی اس کی وضاحت ﴿اَمۡ اَنَا ... يُبِيۡنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَمۡ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡ هٰذَا الَّذِيۡ هُوَ مَهِيۡنٌ﴾ ''یا میں ہی اس شخص سے بہتر ہوں جو ذلیل و حقیر ہے'' فرعون نے کلیم اللہ یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم اور جلیل القدر پیغمبر کو حقیر قرار دیتے ہوئے خود کو غالب اور قوت والا قرار دیتے ہوئے پوچھا کہ ہم میں سے کون بہتر ہے۔

(2)﴿وَّلَا يَكَادُ يُبِيۡنُ﴾ ''اور صاف بول نہیں سکتا'' یہ فرعون کا جھوٹ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام صاف بول نہیں سکتے اور اپنے خیالات کا اظہار کرنے پر پوری طرح قدرت نہیں رکھتے۔

(3) یہ فرعون کا پروپیگنڈا تھا ورنہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام فصیح اللسان تھے، بڑے باوقار، وجیہ اور بارعب تھے۔

(4) جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی تو انہیں یہ دعا سکھائی گئی تھی: ﴿وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِيۡ (٢٧) يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِيۡ (٢٨)﴾ ''اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے۔ تا کہ وہ میری بات سمجھیں۔'' (طٰہٰ:28,27)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور ان کی زبان کا بوجھل پن ختم ہو گیا۔

﴿فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ﴾

''تو کیوں نہیں اُس پر سونے کے کنگن ڈالے گئے؟ یا فرشتے اُس کے ساتھ جمع ہو کر کیوں نہ آئے؟'' (53)

سوال: ﴿فَلَوْلَآ اُلْقِيَ ... مُقْتَرِنِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ﴾ ''تو کیوں نہیں اُس پر سونے کے کنگن ڈالے گئے؟'' مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: اہل مصر کا دستور تھا کہ جب کسی شخص کو اپنا سردار بناتے تھے تو اس کو سونے کے کنگن اور طوق پہناتے تھے سردار ہونے کی یہ علامت تھی۔ اسی لئے فرعون نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے رب نے جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو واجب الاطاعت سردار بنایا ہے تو اس کو سونے کے کنگن کیوں نہیں پہنائے۔ (تفسیر مظہری: 252/10)

(2) ﴿اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ﴾ ''یا فرشتے اُس کے ساتھ پرے باندھ کر کیوں نہ آئے؟'' یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرشتے ہوتے جو ہمیں یقین دلاتے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں تو ہم یقین کرتے۔

(3) بادشاہوں کی شان بڑھانے کے لیے ان کے خادم اور دیگر مصاحبین ہوتے تھے فرعون نے اسی مناسبت سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ اس کے ساتھ بھی فرشتے ہوتے جو اس کے رسول ہونے کی تصدیق کرتے اور اس طرح اس کی شان بنتی۔ اس طرح فرعون نے اپنی قوم کو اپنا ہمنوا بنا لیا۔

﴿فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾

''سو اُس نے اپنی قوم کو ہلکا کر دیا تو انہوں نے اُس کی اطاعت کی، یقیناً وہ نافرمان لوگ تھے'' (54)

سوال: ﴿فَاسْتَخَفَّ ... فٰسِقِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ﴾ ''سو اُس نے اپنی قوم کو ہلکا کر دیا تو انہوں نے اُس کی اطاعت کی'' پس بے وقوف بنایا اس نے اپنی قوم کو اور وہ اس کے کہنے میں آ گئی۔ یعنی فرعون نے اپنی قوم کے لوگوں کو عقلی حقیر جانا اور یوں اس نے ان کے سامنے ان شبہات کا اظہار کیا جن کا کوئی فائدہ اور ان کی کوئی حقیقت نہیں، یہ شبہات حق پر دلالت کرتے تھے نہ باطل پر۔ یہ صرف کم عقل لوگوں کو متاثر کر سکتے تھے۔ فرعون کے اقتدار اور اس کے محلات میں نہروں کے بہنے میں اس کے برحق ہونے کی کون سی دلیل ہے؟ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زبان کی ثقالت، ان کے متبعین کی قلت اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سونے کے کنگنوں سے آراستہ نہ کرنے میں ان کی دعوت کے بطلان کی کون سی دلیل ہے؟ (تفسیر سعدی:2484/3)

(2) فرعون نے مکروفریب سے قوم کو اپنا مطیع بنالیا۔ان کی اطاعت،ان کی عقل کی کمی کی دلیل تھی۔

(3) ﴿اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ﴾ ''یقیناوہ نافرمان لوگ تھے'' فاسق ہمیشہ شیطان کی پکار پر لبیک کہتا ہے۔قوم فاسق تھی اس لیے فاسق کی پکار کو قبول کرلیا۔

﴿فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا انۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ﴾

''پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے اُن سے انتقام لیا چنانچہ ہم نے اُن سب کو غرق کردیا'' (55)

سوال: فرعون اور اس کی قوم کا کیا انجام ہوا،اس کی وضاحت ﴿فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا...اَجۡمَعِيۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا﴾ ''پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا'' یعنی جب انہوں نے کفر،تکبر،ظلم اور دیگر نافرمانیوں کی انتہا کر کے ہمیں ناراض کردیا۔

(2) ﴿انۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ﴾ ''تو ہم نے اُن سے انتقام لیا چنانچہ ہم نے اُن سب کو غرق کر دیا'' اللہ تعالیٰ نے ان سے اس طرح انتقام لیا کہ سب کے سب پانی میں ڈبوئے گئے جس پر فرعون ناز کرتا تھا کہ مصر کی نہریں میرے محلات کے نیچے بہتی ہیں۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ فِى الۡيَمِّ بِاَنَّهُمۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا عَنۡهَا غٰفِلِيۡنَ﴾ ''چنانچہ ہم نے ان سے انتقام لیا،پس ہم نے انہیں سمندر میں غرق کردیا اس وجہ سے کہ بلاشبہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے'' (الاعراف:136)

(4) گناہ گار کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے۔

(5) سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے جب اچانک موت کا ذکر آیا تو فرمایا: ایمان دار پر تو یہ تخفیف ہے اور کافر پر حسرت ہے۔ پھر آپ نے اسی آیت کو پڑھ کر سنایا۔(الدر المنثور للسیوطی:384/7)

(6) سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انتقام غفلت کے ساتھ ہے۔(ابن کثیر:43)

ع 5 11 11

﴿فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِيۡنَ﴾

''پھر ہم نے اُن کو پیش رو اور بعد والوں کے لیے مثال بنا دیا'' (56)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال:﴿فَجَعَلْنٰهُمْ ... لِّلْاٰخِرِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ﴾ ’’پھر ہم نے اُن کو پیش رو اور بعد والوں کے لیے مثال بنا دیا‘‘ یعنی فرعون اور اس کے لشکروں کو بعد میں آنے والوں کے لیے نشانہ عبرت اور بعد میں آنے والوں کے لیے مثال بنا دیا تاکہ وہ ان کا حشر دیکھ کر ایسے کام کبھی نہ کریں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا باعث بن جاتے ہیں۔

(2) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ (۶۵) ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ (۶۶) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۶۷) وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (۶۸)﴾ ’’اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اور اُن سب کو جو اُس کے ساتھ تھے نجات دلائی۔ پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا بلاشبہ اس میں یقیناً ایک نشانی ہے اور اُن میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور بے شک آپ کا رب سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے۔‘‘ (الشعراء:65-68)

(3) سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔‘‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی:﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ ’’اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے، جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں، بیشک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔‘‘ (بخاری:4686)

﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ﴾

’’اور جب ابنِ مریم کی مثال دی گئی اچانک آپ کی قوم کے لوگ اس پر شور مچا رہے تھے‘‘ (57)

سوال: قریش نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی، اس کی وضاحت﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ... يَصِدُّوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1) اللہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا﴾ ’’اور جب ابنِ مریم کی مثال دی گئی‘‘ یعنی جب سیدہ مریم علیہا السلام کے بیٹے کی عبادت سے منع کیا گیا۔

(2)﴿اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ﴾ ’’آپ کی قوم کے لوگ اس پر شور مچا رہے تھے‘‘ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھٹلانے والے لوگوں نے اس ضرب المثل کی وجہ سے جھگڑا کیا۔ انہوں نے شور مچا کر یہ سمجھا کہ انہوں نے دلیل کے زور سے غلبہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرلیا ہے۔

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے فرمایا: ''اے معشر قریش! اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی عبادت (پوجا) کی جاتی ہے اس میں کوئی خیر نہیں ہے'' قریش نے کہا کہ کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام عبد نبی اور عبد صالح تھے، اگر وہ آپ کے زعم کے مطابق ایسے تھے تو وہ بھی ان کے ایک معبود ہیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (آیات قرآنی کے شان نزول:390)(ابن عباس:213/3)

(4) ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن مغیرہ وغیرہ قریشیوں کے پاس تشریف فرما تھے تو نضر بن حارث بھی آ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں کرنے لگا جس میں وہ لاجواب ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی آیت: ﴿اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنۡتُمۡ لَهَا وَارِدُوۡنَ﴾ ''بلاشبہ تم اور وہ جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا تم عبادت کیا کرتے تھے سب جہنم کا ایندھن ہیں، تم سب اس میں داخل ہونے والے ہو۔'' (الانبیاء:98) کئی آیتوں تک پڑھ کر سنائیں یعنی تم اور تمہارے معبود سب جہنم میں جھونک دیئے جاؤ گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں عبداللہ بن زبعری تمیمی آیا تو ولید بن مغیرہ نے اس سے کہا کہ نضر بن حارث تو ابن عبدالمطلب سے ہار گیا اور بالآخر ابن عبدالمطلب ہمیں اور ہمارے معبودوں کو جہنم کا ایندھن کہتے ہوئے چلے گئے۔ اس نے کہا: اگر میں ہوتا تو خود انہیں لاجواب کر دیتا۔ جاؤ ذرا ان سے پوچھو کہ جب ہم اور ہمارے سارے معبود دوزخی ہیں تو لازم آیا کہ سارے فرشتے اور سیدنا عزیر علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی جہنم میں جائیں گے کیونکہ ہم فرشتوں کو پوجتے ہیں، یہود سیدنا عزیر علیہ السلام کی پرستش کرتے ہیں، نصرانی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں۔ اس پر مجلس کے کفار بہت خوش ہوئے اور کہا: ہاں یہ جواب بہت ٹھیک ہے۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر وہ شخص جو غیر اللہ کی عبادت کرے اور ہر وہ شخص جو اپنی عبادت اپنی خوشی سے کرائے یہ دونوں عابد و معبود جہنمی ہیں۔ فرشتوں یا نبیوں نے نہ اپنی عبادت کا حکم دیا نہ وہ اس سے خوش۔ ان کے نام سے دراصل یہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں، وہی انہیں شرک کا حکم دیتا ہے اور یہ بجا لاتے ہیں۔'' اس پر آیت ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰۤی ۙ اُولٰٓئِكَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ﴾ ''یقیناً جن کے لیے ہماری جناب سے بھلائی کا فیصلہ پہلے ہو چکا وہ اس جہنم سے دور رکھے گئے ہوں گے۔'' نازل ہوئی۔ (الانبیاء:101)
(تفسیر ابن اسحاق)(تفسیر ابن کثیر)

(5) مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قرآن میں ایک آیت ہے مجھ سے کسی نے اس کی تفسیر نہیں پوچھی۔ میں نہیں جانتا کہ کیا ہر ایک اسے جانتا ہے یا نہ جان کر پھر بھی جاننے کی کوشش نہیں کرتا؟ پھر اور باتیں بیان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فرماتے رہے یہاں تک کہ مجلس ختم ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہما چلے گئے۔ اب ہمیں بڑا افسوس ہونے لگا کہ وہ آیت پھر بھی رہ گئی اور ہم میں سے کسی نے دریافت ہی نہ کیا۔ اس پر ابن عقیل انصاری کے مولیٰ ابو یحییٰ نے کہا کہ اچھا کل صبح جب تشریف لائیں گے تو میں پوچھ لوں گا۔ دوسرے دن وہ آئے تو میں نے ان کی کل کی بات دہرائی اور ان سے دریافت کیا کہ وہ کونسی آیت ہے؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں سنو! آپ ﷺ نے ایک مرتبہ قریش سے فرمایا: ''کوئی ایسا نہیں جس کی عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کی جاتی ہو اور اس میں خیر ہو۔'' اس پر قریش نے کہا: کیا عیسائی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت نہیں کرتے؟ اور کیا آپ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا نبی اور اس کا برگزیدہ نیک بندہ نہیں مانتے؟ پھر اس کہنے کا کیا مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی عبادت کی جاتی ہے وہ خیر سے خالی ہے؟ اس پر یہ آیتیں اتریں کہ جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر آیا تو یہ لوگ ہنسنے لگے وہ قیامت کا علم ہیں۔ یعنی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا قیامت سے پہلے نکلنا۔ (مسند احمد: 317/1)

﴿وَقَالُوٓا ءَاَ لِهَتُنَا خَيۡرٌ اَمۡ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوۡهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ

''اور اُنہوں نے کہا کہ کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ (عیسیٰ)؟ انہوں نے آپ کے لیے وہ مثال نہیں بیان کی مگر جھگڑے کے لیے،

بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ﴾

بلکہ وہ لوگ جھگڑالو ہیں'' (58)

سوال: ﴿وَقَالُوۡا... خَصِمُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوٓا ءَاَ لِهَتُنَا خَيۡرٌ اَمۡ هُوَ﴾ ''اور اُنہوں نے کہا کہ کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ (عیسیٰ علیہ السلام)؟'' اللہ رب العزت نے جب خود ساختہ معبودوں کی عبادت سے منع کیا اور انہیں وعید دی گئی تو لوگ کہنے لگے کہ کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا عیسیٰ علیہ السلام؟

(2) ان کی اس بے موقع دلیل کی توجیہ یہ ہے وہ کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ! تمہارے نزدیک اور ہمارے نزدیک یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ان مقرب بندوں میں سے ہیں جن کا انجام بہت اچھا ہے، پھر تو نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے معبودوں کو ان کی عبادت کی ممانعت میں برابر کیونکر قرار دے دیا؟ اگر تیری دلیل باطل نہ ہوتی تو اس میں کوئی تناقض نہ ہوتا۔ اور تو نے یہ کیوں کہا: ﴿اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنۡتُمۡ لَهَا وَارِدُوۡنَ﴾ ''بلاشبہ تم اور وہ جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا تم عبادت کیا کرتے تھے سب جہنم کا ایندھن ہیں، تم سب اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں داخل ہونے والے ہو۔‘‘ (الانبیاء:98) ان کے زعم کے مطابق یہ حکم عیسیٰ علیہ السلام اور تمام بتوں کو شامل ہے، تب کیا یہ تناقض نہیں؟ اور دلیل کا تناقض دلیل کے بطلان پر دلالت کرتا ہے۔ یہ بعید ترین دلیل ہے جس کے ذریعے سے لوگ اس شبہ کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس پر یہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شور مچا رہے ہیں اور ایک دوسرے کو خوشخبری دے رہے ہیں، حالانکہ یہ باطل ترین شبہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا مسیح علیہ السلام کی عبادت کی ممانعت اور بتوں کی عبادت کی ممانعت کو مساوی قرار دیا ہے چونکہ عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے، مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے انبیاء و مرسلین اور دیگر کوئی ہستی عبادت کی مستحق نہیں۔ اس لیے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کی ممانعت اور دیگر خود ساختہ معبودوں کی عبادت کی ممانعت کے مساوی ہونے میں کون سا شبہ ہے؟ (تفسیر سعدی:2486,2485/3)

(3) ﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا﴾ ’’انہوں نے آپ کے لیے وہ مثال نہیں بیان کی مگر جھگڑے کے لیے‘‘ یعنی اس مثال کو وہ آپ ﷺ کے سامنے جھگڑے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

(4) ﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ ’’بلکہ وہ لوگ جھگڑالو ہیں‘‘ یعنی وہ شدید جھگڑالو لوگ ہیں۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ’’کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد جب گمراہ ہو جاتی ہے تو جھگڑالو اور مناظرہ باز ہو جاتی ہے۔‘‘ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ ’’انہوں نے آپ کے لیے وہ مثال نہیں بیان کی مگر جھگڑے کے لیے، بلکہ وہ لوگ جھگڑالو ہیں۔‘‘ (الزخرف:58) (ترمذی:3253)

(5) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کو آدمیوں میں سے زیادہ ناپسند وہ ہے جو ہٹ دھرم اور سخت جھگڑالو ہو۔‘‘ (مسلم:6780)

(6) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس کسی میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی گئی اس میں نفاق میں سے ایک خصلت پائی گئی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے: جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو وفا نہ کرے اور جب اختلاف ہو تو جھگڑا کرے۔‘‘ (بخاری:34)

﴿اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ﴾

’’نہیں مگر وہ ایک بندہ جس پر ہم نے انعام کیا اور ہم نے اُسے بنی اسرائیل کے لیے ایک مثال بنا دیا۔‘‘ (59)

سوال: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے تھے، اس کی وضاحت ﴿اِنْ هُوَ ... لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ﴾ ''نہیں مگر وہ ایک بندہ جس پر ہم نے انعام کیا'' یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جنہیں اس نے نبوت عطا فرمائی۔

(2)﴿وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ ''اور ہم نے اُسے بنی اسرائیل کے لیے ایک مثال بنا دیا'' جنہیں رب العزت نے بن باپ کے پیدا کر کے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا اور اپنی قدرت پر دلیل بنایا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۭ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا﴾ ''بچے نے کہا: ''یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اُس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے۔'' (مریم:30)

﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ﴾

''اور اگر ہم چاہیں تو تمہارے اندر سے ضرور فرشتے بنا دیں جو زمین میں جانشین ہوں'' (60)

سوال: ﴿وَلَوْ نَشَآءُ ... يَخْلُفُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ﴾ ''اور اگر ہم چاہیں تو تمہارے اندر سے ضرور فرشتے بنا دیں جو زمین میں جانشین ہوں'' یعنی اگر ہم یہ چاہتے کہ زمین پر تمہاری جگہ فرشتے آباد ہوں تو ہم فرشتوں کو جانشین بنا کر مقرر کر دیتے۔ وہ زمین میں رہتے۔ زمین میں ہی ان کی آبادی ہوتی۔ پھر فرشتوں میں سے رسول بنا کر بھیجتے۔

(2) اب جب کہ تم انسان ہو تو تمہاری یہ طاقت کہاں کہ فرشتوں کو تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا جائے اور تم ان سے سیکھو۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لیے رسول بنا کر بھیجا۔

﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾

''اور یقیناً وہ (عیسیٰ) بلاشبہ قیامت کی ایک نشانی ہے تو تم اُس میں ہرگز شک نہ کرو اور میرے پیچھے چلو، یہی سیدھا راستہ ہے'' (61)

سوال 1: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا وجود قیامت کی دلیل ہے، قیامت سے پہلے وہ آسمان سے اتریں گے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ ... مُّسْتَقِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ ''اور یقیناً وہ (عیسیٰ) بلاشبہ قیامت کی ایک نشانی ہے'' یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں۔ اس سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے آسمان سے اترنا مراد ہے۔ جیسا کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا﴾ ''اور اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگر اس کی موت سے پہلے اُس پر ضرور ایمان لائے گا اور قیامت کے دن وہ اُن پر گواہ ہوگا۔'' (النساء:159)

(2) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جو مریم کے بیٹے ہیں منصف حاکم بن کر نہ نازل ہوں۔ وہ صلیب توڑ دیں گے، سور کو قتل کریں گے اور جزیہ لینا بند کر دیں گے۔ تب مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔'' (بخاری:2476)

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ دن قریب ہے کہ جس میں عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہوگا۔'' (بخاری:3448)

(4) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا اور قیامت تک غالب رہے گا'' اور فرمایا: ''پھر سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے۔ لوگوں کا امیر ان سے نماز پڑھانے کے لیے عرض کرے گا۔ آپ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں بلکہ تم ایک دوسرے پر امیر ہو، یہ وہ اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمایا ہے۔'' (مسلم:395)

(5)﴿فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِهَا﴾ ''تو تم اُس میں ہرگز شک نہ کرو'' یعنی قیامت کے آنے اور اس کے قریب ہونے کے بارے میں شک نہ کرو۔

(6)﴿وَاتَّبِعُوۡنِ﴾ ''اور میرے پیچھے چلو'' یعنی میں نے تمہیں جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرو اور جس سے روکا ہے اس سے رک جاؤ۔ (جامع البیان:93/25)

(7)﴿هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ﴾ ''یہی سیدھا راستہ ہے'' (i) یعنی قیامت کو ماننا اور میری اطاعت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے۔ (ii) یعنی یہ وہ راستہ ہے جو سیدھا اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ (iii) اس راستے میں کوئی کجی نہیں نہ عقائد، نہ عبادات میں، نہ شریعت میں، یہ سیدھا راستہ ہے۔ (iv) یعنی اللہ تعالیٰ پر، آخرت پر یقین اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾

''اور شیطان تمہیں روک نہ دے، یقیناوہ تمہارا کھلا دشمن ہے'' (62)

سوال: شیطان سے خبردار رہنے کے حکم کی وضاحت ﴿وَلَا ... مُّبِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ﴾ ''اور شیطان تمہیں روک نہ دے'' یعنی میں تمہیں جو حکم دیتا ہوں اور جن سے روکتا ہوں اس کی اطاعت سے شیطان تمہیں روک نہ دے۔

(2) کہیں شیطان تمہیں قیامت پر ایمان سے نہ روک دے۔

(3) ﴿اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ ''یقیناوہ تمہارا کھلا دشمن ہے'' بے شک شیطان تمہیں گمراہ کرنے کی حرص رکھتا ہے۔ وہ تمہارا دشمن ہے۔ پوری پوری کوشش کر رہا ہے۔

﴿وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ﴾

''اور جب عیسیٰ کھلی نشانیاں لے کر آیا تو اُس نے کہا کہ یقیناً میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور تا کہ میں تم پر بعض اُن باتوں کی وضاحت کردوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو، سو اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو'' (63)

سوال: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے قوم سے جو خطاب کیا، اس کی وضاحت ﴿وَلَمَّا جَآءَ ... وَاَطِيْعُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ﴾ ''اور جب عیسیٰ کھلی نشانیاں لے کر آیا'' یعنی جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بن مریم معجزات اور شریعت لے کر آئے۔ (ایسر التفاسیر: 1427،1428)

(2) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت پر جو دلائل لے کر آئے وہ ان کے معجزات تھے۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفایاب کرنا وغیرہ۔ (3) ﴿قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ﴾ ''تو اس نے کہا کہ یقیناً میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں'' سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ میں حکمت یعنی نبوت کے ساتھ تمہاری راہنمائی کے لیے آیا ہوں۔

(4) ﴿وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ﴾ ''اور تا کہ میں تم پر بعض اُن باتوں کی وضاحت کردوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو'' یعنی دینی امور اور تورات کے احکامات میں تمہارے درمیان جو اختلافات ہیں ان میں حق بات بتانے کے لیے مجھے بھیجا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) یعنی دینی باتیں یا بعض وہ چیزیں جن کو شریعت موسویہ نے حرام ٹھہرایا تھا ان کا حلال ہونا بیان کرتا ہوں۔ ﴿وَلِاُحِلَّ لَكُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ حُرِّمَ عَلَیۡكُمۡ﴾ ''اور تا کہ میں تمہارے لیے بعض وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کردی گئی تھیں۔'' (آل عمران:50) (تفسیر عثمانی:578/2)

(6) ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوۡنِ﴾ ''سو اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو'' اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی میں سے تمہیں پہنچا ہے اس کے بارے میں میری اطاعت کرو۔ (ایسر التفاسیر:1427،1428)

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّیۡ وَرَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ ہی میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، چنانچہ اُس کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے'' (64)

سوال: ﴿اِنَّ اللّٰهَ ... مُّسۡتَقِیۡمٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّیۡ وَرَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہی میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، چنانچہ اُس کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے'' اس آیت کریمہ میں توحید ربوبیت کا اقرار ہے، اللہ تعالیٰ مختلف انواع کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کے ذریعے سے تمام مخلوق کی تربیت کرتا ہے، نیز توحید عبودیت کا اقرار ہے یعنی اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے خبر دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا تین میں سے تیسرا نہیں ہیں جیسا کہ نصاریٰ کا خیال ہے اور یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ یہی راستہ سیدھا راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی جنت تک پہنچاتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2488/3)

(2) یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، وہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ یعنی وہ میرا بھی الٰہ ہے اور تمہارا بھی۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا اسی کی عبادت کرو۔

﴿فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَیۡنِهِمۡ ۚ فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ عَذَابِ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ﴾

''پھر کئی گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ سو بڑی تباہی ہے ایک دردناک دن کے عذاب سے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے ظلم کیا'' (65)

سوال: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لوگوں کی مختلف آراء ہیں، اس کی وضاحت ﴿فَاخۡتَلَفَ ... اَلِیۡمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ﴾ ”پھر کئی گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا“ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب توحید کی دعوت لے کر آئے تو ان کی بات سن کر لوگوں نے اختلاف کیا۔ کچھ نے تو آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ، اس کا نبی اور اس کا کلمہ کہا اور بعض نے اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا لیا۔ صرف مومن تھے جنہوں نے ان کی رسالت کی گواہی دی اور ان کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول کہا۔

(2)﴿فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ اَلِیْمٍ﴾ ”سو بڑی تباہی ہے ایک دردناک دن کے عذاب سے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے ظلم کیا“ رب العزت نے انہیں جہنم کی گھاٹی ”ویل“ کی وعید دی ہے۔

(3) سورۃ مریم میں رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ﴾ ”پھر گروہوں نے اپنے درمیان اختلاف کیا تو اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا ایک بڑے دن کی حاضری سے ہلاکت ہوگی۔“ (مریم:37)

﴿هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ﴾

”وہ انتظار نہیں کر رہے مگر قیامت کا کہ اچانک اُن پر آ جائے اور وہ سوچتے بھی نہ ہوں“ (66)

سوال: قیامت اچانک آ جائے گی، اس کی وضاحت ﴿هَلْ یَنْظُرُوْنَ ... یَشْعُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ﴾ ”وہ انتظار نہیں کر رہے مگر قیامت کا کہ اچانک اُن پر آ جائے اور وہ سوچتے بھی نہ ہوں“ یعنی کیا وہ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ توبہ نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور اپنی دنیا کے کاموں میں مشغول ہیں۔

(2) قیامت اچانک آ جائے گی پھر ان کے لیے نصیحت کا موقع کہاں ہوگا؟

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ﴾ ”سو وہ اپنے پاس قیامت ہی کے اچانک آنے کا انتظار کر رہے ہیں، بے شک اس کی علامات تو آ چکی ہیں، پھر جب وہ اُن کے پاس آ جائے گی ان کے لیے نصیحت کیسے ممکن ہوگی؟“ (محمد:18)

(4)﴿بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ﴾ ”بلکہ وہ اچانک ان پر آ جائے گی چنانچہ وہ انہیں بدحواس کر دے گی پھر وہ اسے دفع کرنے کی طاقت نہ رکھیں گے اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔“ (الانبیاء:40)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ع 6 11 12

﴿اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىِٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ﴾

''تمام دوست اُس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقی لوگوں کے'' (67)

سوال: قیامت کے دن دوست دشمن بن جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿اَلْاَخِلَّآءُ ... اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىِٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ﴾ ''تمام دوست اُس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے'' یعنی قیامت کے دن غیر اللہ کی وجہ سے جن کے درمیان دوستی ہوگی وہ سب دشمن بن جائیں گے۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَیْنِكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّیَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ﴾ ''اور اس نے کہا کہ تم نے دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کو معبود بنایا ہے، دنیا کی زندگی میں اپنے درمیان دوستی کی وجہ سے، قیامت کے دن تم میں سے کوئی کسی دوسرے کا انکار کرے گا اور تم میں سے کوئی دوسرے پر لعنت کرے گا اور آگ تمہارا ٹھکانہ ہوگی۔ اور تمہارے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔'' (العنکبوت: 25)

(2) ﴿اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ﴾ ''سوائے متقی لوگوں کے'' یعنی جو لوگ نافرمانیوں سے بچتے رہے۔ ان کی محبت اور دوستی دائمی ہو گی کیونکہ جس ہستی کی خاطر محبت کی ہوگی اس کو دوام ہے۔ ابن ابی حاتم میں مروی ہے کہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دو ایماندار جو آپس میں دوست ہوتے ہیں جب ان میں سے ایک کا انتقال ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جنت کی خوشخبری ملتی ہے تو وہ اپنے دوست کو یاد کرتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ! فلاں شخص میرا دلی دوست تھا جو مجھے تیری اور تیرے رسول کی اطاعت کا حکم دیتا تھا، بھلائی کی ہدایت کرتا تھا، برائی سے روکتا تھا اور مجھے یقین دلایا کرتا تھا کہ ایک روز اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے پس اے باری تعالیٰ! تو اسے راہ حق پر ثابت قدم رکھ یہاں تک کہ اسے بھی تو وہ دکھائے جو تو نے مجھے دکھایا ہے اور اس سے بھی اسی طرح راضی ہو جائے جس طرح مجھ سے راضی ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملتا ہے ''تو ٹھنڈے کلیجوں چلا جا۔ اس کے لیے جو کچھ میں نے تیار کیا ہے اگر تو اسے دیکھ لیتا تو تو بہت ہنستا اور بالکل آزردہ نہ ہوتا۔'' پھر جب دوسرا دوست مرتا ہے اور ان کی روحیں ملتی ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ''تم آپس میں ایک دوسرے کا تعلق بیان کرو۔'' پس ہر ایک دوسرے سے کہتا ہے یہ میرا بڑا اچھا بھائی تھا اور نہایت نیک ساتھی تھا اور بہت بہتر دوست تھا۔ دو کافر جو آپس میں ایک دوسرے کے دوست تھے جب ان میں سے ایک مرتا ہے اور جہنم کی خبر دیا جاتا ہے تو اسے بھی اپنا دوست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد آتا ہے اور کہتا ہے باری تعالیٰ! فلاں شخص میرا دوست تھا تیری اور تیرے نبی کی نافرمانی کی مجھے تعلیم دیتا تھا، برائیوں کی رغبت دلاتا تھا، بھلائیوں سے روکتا تھا اور تیری ملاقات نہ ہونے کا مجھے یقین دلاتا تھا، پس تو اسے میرے بعد ہدایت نہ کرنا کہ وہ بھی دیکھے جو میں نے دیکھا ہے اور اس پر تو اسی طرح ناراض ہو جس طرح مجھ پر غضب ناک ہوا۔ پھر جب دوسرا دوست مرتا ہے اور ان کی روحیں جمع ہوتی ہیں تو کہا جاتا ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کے اوصاف بیان کرو تو ہر ایک کہتا ہے تو بڑا برا بھائی تھا اور برا ساتھی تھا اور بدترین دوست تھا۔(ابن کثیر)

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد رحمہ اللہ علیہ اور سیدنا قتادہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر دوستی قیامت کے دن دشمنی سے بدل جائے گی مگر پرہیزگاروں کی دوستیاں۔(ابن کثیر)

﴿یٰعِبَادِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ﴾

”اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہو گے“ (68)

سوال: قیامت کے دن نیک لوگوں کو غم اور خوف سے آزاد ہونے کی جو خوش خبری دی گئی، اس کی وضاحت ﴿یٰعِبَادِ ... تَحۡزَنُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿یٰعِبَادِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ﴾ ”اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہو گے“ قیامت کے دن نیک لوگوں سے کہا جائے گا کہ آج غم اور خوف تمہارے پاس بھی نہیں آئے گا خوش رہو۔

(2) معتمر بن سلیمان نے اپنے باپ کی روایت سے بیان کیا۔ معمر کے باپ نے کہا: میں نے سنا ہے کہ جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا ہر ایک گھبرایا ہوا ہوگا۔ اس وقت (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک منادی ندا دے گا۔ ﴿یٰعِبَادِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ﴾ یہ سن کر لوگوں کو کچھ امید بندھے گی لیکن فوراً ہی منادی اس کے بعد کہے گا ﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ﴾ ”وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور فرماں بردار تھے“ یہ سن کر سوائے اطاعت گزار مومنوں کے سب مایوس ہو جائیں گے۔(تفسیر مظہری:257/10)

(3) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے بغض اور اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے کمال کی بنیاد کہا ہے۔ ﴿مَنۡ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبۡغَضَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ وَأَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ﴾ ''جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر بغض رکھا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر دیا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر روک لیا اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔'' (ابوداؤد:4681)

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾

''وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور فرماں بردار تھے'' (69)

سوال: ﴿اَلَّذِيْنَ ... مُسْلِمِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ ''وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے'' یعنی جو قرآن پر ایمان لائے تھے۔ (ایسر التفاسیر:1429)

(2) ﴿وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ ''اور فرماں بردار تھے'' اور جو ظاہری اور باطنی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے تھے۔

(3) تمہارے ایمان اور تمہارے نیک اعمال، تمہاری صالح زندگی کی وجہ سے تمہیں یہ بہاریں نصیب ہوئی ہیں۔

(4) جن کے دل اللہ تعالیٰ کے لیے خضوع کرنے والے ہیں جب ان کے رب کی طرف سے ان کے رسول احکامات لے کر آئے تو وہ انہیں قبول کرنے والے ہوتے ہیں۔ خلیل الرحمٰن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں، یک سو ہیں، نہ یہودی، نہ عیسائی اور نہ بت پرست ہیں۔ (تفسیر قاسمی:352/14)

﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ﴾

''تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ، تم خوش کیے جاؤ گے'' (70)

سوال: ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ ... تُحْبَرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ﴾ ''تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ'' صالحین سے کہا جائے گا جنہوں نے اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگے ہوئے گزاری کہ تم اور تمہاری بیویاں خوشی خوشی جنت میں داخل ہو جاؤ اور وہاں کی بہاروں میں رہو۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ (55) هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ (56)﴾ ''یقیناً آج اہل جنت اپنے مشغلوں میں خوش ہیں۔ وہ اور ان کی بیویاں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے گھنے سایوں میں ہوں گے۔'' (یٰسٓ:55، 56)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿تُحۡبَرُوۡنَ﴾ ''تم خوش کیے جاؤ گے'' ابن زید نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ، تمہیں اور تمہاری بیویوں کو نعمتیں عطا کی جائیں گی۔ (جامع البیان:97/25)

﴿يُطَافُ عَلَيۡهِمۡ بِصِحَافٍ مِّنۡ ذَهَبٍ وَّاَكۡوَابٍ ۚ وَفِيۡهَا مَا تَشۡتَهِيۡهِ الۡاَنۡفُسُ

''ان پر سونے کے تھال اور پیالے پھرائے جائیں گے اور اُس میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں گے

وَتَلَذُّ الۡاَعۡيُنُ ۚ وَاَنۡتُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾

اور آنکھیں لذت پائیں گی اور تم اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہو'' (71)

سوال: جنت کے ماحول کی وضاحت ﴿يُطَافُ ... خٰلِدُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يُطَافُ عَلَيۡهِمۡ بِصِحَافٍ مِّنۡ ذَهَبٍ وَّاَكۡوَابٍ﴾ ''ان پر سونے کے تھال اور پیالے پھرائے جائیں گے'' یعنی ملائکہ سونے کے تھال لے کر گھومیں گے جس میں انتہائی لذیذ کھانا ہوگا اور سونے کے پیالے ہوں گے جس میں لذیذ شراب ہوگی۔ (ایسر التفاسیر:1429)

(2)﴿وَفِيۡهَا مَا تَشۡتَهِيۡهِ الۡاَنۡفُسُ وَتَلَذُّ الۡاَعۡيُنُ﴾ ''اور اُس میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں گے اور آنکھیں لذت پائیں گی'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جنت میں جائے گا چین سے رہے گا، بے غم رہے گا، نہ کبھی اس کے کپڑے گلیں گے، نہ جوانی اس کی ختم ہوگی۔'' (یعنی سدا جوان ہی رہے گا کبھی بوڑھا نہ ہوگا)۔ (مسلم:2836)

(3)﴿وَاَنۡتُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾ ''اور تم اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہو'' سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن موت کو اس طرح لایا جائے گا جیسے وہ سیاہ وسفید مینڈھا ہو۔ چنانچہ اسے جنت اور جہنم کے درمیان میں کھڑا کر دیا جائے گا۔ تو (اعلان کرنے والا پکار کر) کہے گا: اے جنت والو! کیا اسے پہچانتے ہو؟ تو وہ جھانکیں گے، دیکھیں گے اور کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے۔ فرمایا: پھر کہا جائے گا: اے جہنم والو! کیا اسے پہچانتے ہو؟ تو وہ جھانکیں گے، دیکھیں گے اور کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ فرمایا: پھر کہا جائے گا: اے جنت والو! (اب) تمہیں ہمیشہ رہنا ہے، کبھی موت نہیں ہے اور اے جہنم والو! (اب) تمہیں ہمیشہ رہنا ہے، کبھی موت نہیں ہے۔'' (مسلم:7181، بخاری:6548)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ جَنّٰتُ الۡمَاۡوٰى ۡ نُزُلًا ۢ بِمَا كَانُوۡا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یَعۡمَلُوۡنَ﴾ ”رہے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیکیاں کیں تو اُن کے لیے جنت کی قیام گاہیں ہیں مہمان نوازی کے طور پر اس کے بدلے میں جو وہ کام کرتے تھے۔“ (السجدہ:19)

﴿وَتِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِيٓ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ﴾

”اور یہ ہے جنت جس کے تم وارث بنائے گئے اس کی وجہ سے جو تم عمل کرتے تھے“ (72)

سوال: جنت کی میراث پانے والوں سے کیا کہا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَتِلۡكَ ... تَعۡمَلُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِيٓ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ﴾ ”اور یہ ہے جنت جس کے تم وارث بنائے گئے اس کی وجہ سے جو تم عمل کرتے تھے“ ان سے کہا جائے گا کہ جنت جس کا تمہیں وارث بنایا گیا تمہارے اعمال صالح کا نتیجہ ہے اور تمہارے اعمال تمہارے ایمان صادق اور اخلاص کامل کا نتیجہ ہیں۔ (ایسر التفاسیر:1429)

(2) سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صراط سے تم اللہ تعالیٰ کے عفو و درگزر سے گزرو گے اور جنت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے داخل ہو گے اور تمہارے درمیان جنت کی منزلیں تمہارے اعمال کی وجہ سے تقسیم کی جائیں گی۔ (الدر المنثور:734/5)

(3) سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک منادی ندا کرے گا (اے اہل جنت) بے شک اب تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہیں پڑو گے، تم زندہ رہو گے تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی، تم جوان رہو گے تمہیں کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا، تم عیش میں زندگی گزارو گے تمہیں حزن وملال کبھی نہیں ہوگا۔“ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا: ﴿وَنُوۡدُوۡۤا اَنۡ تِلۡكُمُ الۡجَنَّةُ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ﴾ ”اور وہ پکارے جائیں گے: ”یہ جنت کہ جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، اس کا بدلہ ہے جو تم عمل کرتے تھے۔“ (الاعراف:43) (مسلم:7157)

﴿لَكُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ كَثِيۡرَةٌ مِّنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ﴾

”تمہارے لیے اُس میں بہت سے پھل ہیں جن میں سے تم کھاتے ہو“ (73)

سوال: ﴿لَكُمۡ فِيۡهَا ... تَاۡكُلُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿لَكُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ كَثِيۡرَةٌ مِّنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ﴾ ”تمہارے لیے اُس میں بہت سے پھل ہیں جن میں سے تم کھاتے ہو“ یعنی جنت میں پھلوں کی کثرت ہوگی۔ اہل جنت کو ان کی خواہش کے مطابق پھل دیے جائیں گے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فِيۡهِمَا مِنۡ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوۡجٰنِ﴾ ”دونوں میں ہر پھل کی دو دو قسمیں ہیں۔“ (الرحمٰن:52)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ الۡمُجۡرِمِیۡنَ فِیۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ﴾

''مجرم جہنم کے عذاب میں یقیناً ہمیشہ رہنے والے ہیں''(74)

سوال:نافرمانوں کاانجام ہمیشہ کی آگ ہے،اس کی وضاحت﴿اِنَّ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ... خٰلِدُوۡنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:﴿اِنَّ الۡمُجۡرِمِیۡنَ فِیۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ﴾''مجرم جہنم کے عذاب میں یقیناً ہمیشہ رہنے والے ہیں''مجرم یعنی اللہ تعالیٰ کے نافرمان اورمشرک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائیں گے،نہ انہیں موت آئے گی،نہ وہاں سے نکلیں گے۔

﴿لَا یُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ وَ هُمۡ فِیۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ﴾

''وہ اُن سے ہلکا نہیں کیا جائے گااوروہ اُس میں نااُمید ہوں گے''(75)

سوال:جہنمیوں کا عذاب کبھی ہلکا نہ ہوگا اور انہیں نجات کی کوئی امید نہ ہوگی، اس کی وضاحت﴿لَا یُفَتَّرُ ... مُبۡلِسُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿لَا یُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ﴾''وہ اُن سے ہلکا نہیں کیا جائے گا''یعنی مجرموں کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی۔

(2)﴿وَ هُمۡ فِیۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ﴾''اوروہ اُس میں نااُمید ہوں گے''یعنی وہ نجات سے مایوس ہوجائیں گے۔(تفسیر بیضاوی:5/153)

(3)وہ جہنم کے ہولناک گڑھے میں مایوس پڑے ہوں گے،اپنے رب کوپکاریں گے۔﴿رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ (۱۰۷) قَالَ اخۡسَـُٔوۡا فِیۡهَا وَ لَا تُکَلِّمُوۡنِ (۱۰۸)﴾''اے ہمارے رب!ہمیں یہاں سے نکال، پھراگر ہم دوبارہ کریں توبلاشبہ ہم ہی ظالم ہوں گے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا:''یہیں خواررہواور مجھ سے بات نہ کرو''(المؤمنون:107,108)

(4)اللہ تعالیٰ کسی پرظلم نہیں کرتا۔یہ ان کے برے اعمال اوراپنی جانوں پرظلم کانتیجہ ہوگا۔

﴿وَ مَا ظَلَمۡنٰهُمۡ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡا هُمُ الظّٰلِمِیۡنَ﴾

''اورہم نے اُن پرظلم نہیں کیا تھالیکن وہ خودہی ظالم تھے''(76)

سوال:مجرموں کودیا جانے والاعذاب ظلم نہیں،اس کی وضاحت﴿وَ مَا ظَلَمۡنٰهُمۡ ... الظّٰلِمِیۡنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَ مَا ظَلَمۡنٰهُمۡ﴾''اورہم نے اُن پرظلم نہیں کیا تھا''یعنی جہنم کا عذاب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان پرظلم نہیں ہوگا۔

(2)﴿وَ لٰکِنۡ کَانُوۡا هُمُ الظّٰلِمِیۡنَ﴾''لیکن وہ خودہی ظالم تھے''یہ توان کے اللہ تعالیٰ کا انکارکرنے یعنی کفراور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

توحید سے انکار کا نتیجہ ہے۔ (جامع البیان:100/25)

(3) ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظۡلِمُ النَّاسَ شَيۡـًٔا وَّلٰـكِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ اپنے آپ پر خود ہی ظلم کرتے ہیں۔" (یونس:44)

(4) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! میں نے اپنے آپ پر ظلم حرام کیا ہے اور میں نے اسے تم پر بھی حرام کردیا ہے سو تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔" (مسلم:6572)

﴿وَنَادَوۡا يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ﴾

"اور وہ پکاریں گے: "اے مالک! تمہارا رب ہمارا خاتمہ ہی کر دے۔" فرشتہ کہے گا: "یقیناً تم ٹھہرنے والے ہو" (77)

سوال: جہنم کی تہوں سے آنے والی پکار اور جہنم کے داروغہ کے جواب کی وضاحت ﴿وَنَادَوۡا ... مّٰكِثُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَنَادَوۡا يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ﴾ "اور وہ پکاریں گے: "اے مالک! تمہارا رب ہمارا خاتمہ ہی کر دے" اہل جہنم داروغہ جہنم کو چیخ چیخ کر پکاریں گے کہ تمہارا رب ہمارا خاتمہ ہی کر دے۔

(2) سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمبا خواب بیان کیا، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان کیا: "پھر ہم آگے بڑھے اور ایک نہایت بدصورت آدمی کے پاس پہنچے۔ اتنا کہ جتنے تم نے دیکھے ہوں گے ان میں سب سے زیادہ بدصورت، اس کے پاس آگ جل رہی تھی اور وہ اسے جلا رہا تھا اور اس کے چاروں طرف دوڑ رہا تھا میں نے ان (جبرائیل اور میکائیل) سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: وہ شخص جو جہنم میں آگ بھڑکا رہا ہے اور اس کے چاروں طرف چل رہا ہے وہ جہنم کا داروغہ ہے۔" (بخاری:7047)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقۡضٰى عَلَيۡهِمۡ فَيَمُوۡتُوۡا وَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمۡ مِّنۡ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِىۡ كُلَّ كَفُوۡرٍ‌ ‌ۚ‏ ﴿۳۶﴾ وَهُمۡ يَصۡطَرِخُوۡنَ فِيۡهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَيۡرَ الَّذِىۡ كُنَّا نَعۡمَلُ ؕ اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ ؕ فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ نَّصِيۡرٍ ﴿۳۷﴾﴾ "اور جن لوگوں نے کفر کیا، اُن کے لیے جہنم کی آگ ہے، نہ اُن پر فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ مر جائیں اور نہ ہی جہنم کا عذاب اُن سے ہلکا کیا جائے گا۔ ہر ناشکرے کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور وہ اُس میں چیخ رہے ہوں گے، اے ہمارے رب! ہمیں نکال، ہم نیک عمل کریں گے، اس کے برعکس جو ہم کیا کرتے تھے اور کیا ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے تمہیں عمر نہیں دی تھی جس میں کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو نصیحت حاصل کرسکتا تھا؟ اور تمہارے پاس خبردار کرنے والا آچکا تھا، چنانچہ چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔'' (فاطر:37,36)

(4)﴿قَالَ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ﴾ ''فرشتہ کہے گا: ''یقیناً تم ٹھہرنے والے ہو'' سیدنا یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ''اور یہ لوگ پکاریں گے کہ اے مالک! تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کردے۔'' وہ کہے گا بے شک تم یہیں ٹھہرنے والے ہو۔'' (بخاری:4819)

(5)﴿وَيَتَجَنَّبُهَا الۡاَشۡقَى(۱۱) الَّذِىۡ يَصۡلَى النَّارَ الۡكُبۡرٰى(۱۲) ثُمَّ لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى(۱۳)﴾ ''اور بدبخت اُس سے علیحدہ رہے گا۔ وہ جو بہت بڑی آگ میں داخل ہوگا۔ پھر اُس میں نہ وہ مرے گا، نہ جیے گا۔'' (الاعلیٰ:11-13)

﴿لَقَدۡ جِئۡنٰكُمۡ بِالۡحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَكُمۡ لِلۡحَقِّ كٰرِهُوۡنَ﴾

''بلاشبہ یقیناً ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے مگر تم میں سے اکثر حق کو ناپسند کرنے والے تھے'' (78)

سوال: ﴿لَقَدۡ ---- كٰرِهُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿لَقَدۡ جِئۡنٰكُمۡ بِالۡحَقِّ﴾ ''بلاشبہ یقیناً ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے ہیں'' یعنی ہم نے تمہارے پاس اپنے رسول بھیجے ہیں جو تمہیں ایمان اور عمل صالح اور نفس کی پاکیزگی کی طرف بلاتے ہیں۔

(2)﴿وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَكُمۡ لِلۡحَقِّ كٰرِهُوۡنَ﴾ ''مگر تم میں سے اکثر حق کو ناپسند کرنے والے تھے'' یعنی تم نے ناپسند بھی کیا تو حق کو! تمہیں برے بھی لگے تو اہل حق! تم نے حق سے بھاگنے کے لیے نفرت کا یہ کیسا انداز اختیار کیا! تم نے پسند بھی کیا تو باطل کو! تمہیں ساری خیر اور بھلائیاں اہل باطل میں نظر آئیں! تم نے باطل سے محبت کی، تمہیں دنیا کی شہوتوں نے گھیرا تو تمہارا خاتمہ کفر اور شرک پر ہوا۔ تم نے حق کو قبول نہ کیا تو کیسی بدبختی کا شکار ہوئے۔ تم اہل حق سے بیزار تھے۔ تم باطل پرستوں کے دوست تھے۔ ان کی دوستی نے تمہیں بدبختی کا شکار کردیا اب تمہارے لیے کوئی سعادت نہیں ہے۔

﴿اَمۡ اَبۡرَمُوۡۤا اَمۡرًا فَاِنَّا مُبۡرِمُوۡنَ﴾

''یا اُنہوں نے کسی کام کی تدبیر کرلی ہے؟ تو یقیناً ہم بھی پختہ تدبیر کرنے والے ہیں'' (79)

سوال 1: ﴿اَمۡ ... مُبۡرِمُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اَمۡ اَبۡرَمُوۡۤا اَمۡرًا﴾ ''یا اُنہوں نے کسی کام کی تدبیر کرلی ہے؟'' کیا انہوں نے حق کے خلاف چال چلی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے اور حق لانے والوں کے خلاف سازش کی ہے تا کہ وہ باطل کو دلچسپ بنا کر حق کو نیچا دکھا سکیں۔

(2) ﴿فَاِنَّا مُبۡرِمُوۡنَ﴾ ''تو یقیناً ہم بھی پختہ تدبیر کرنے والے ہیں'' یعنی ہم بھی ایک بات کو محکم بنا رہے ہیں اور ایسی تدبیر کر رہے ہیں جو ان کی تدبیر پر غالب ہے اور اس کو توڑ کر باطل کر کے رکھ دے گی اور وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو ثابت کرنے اور باطل کے ابطال کے لیے اسباب اور دلائل مقرر کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ عَلَى الۡبَاطِلِ فَيَدۡمَغُهٗ﴾ ''بلکہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں تو وہ اس کا دماغ کچل دیتا ہے۔'' (الانبیاء:18) (تفسیر سعدی:2491/3)

(3) یعنی ان کے مکر و فریب کا وبال ہم نے خود ان پر ڈال دیا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَكَرُوۡا مَكۡرًا وَّمَكَرۡنَا مَكۡرًا وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ﴾ ''اور انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی اور ہم نے بھی ایک خفیہ تدبیر کی اور وہ شعور نہیں رکھتے تھے۔'' (النمل:50)

(4) ﴿اَمۡ يُرِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ؕ فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا هُمُ الۡمَكِيۡدُوۡنَ﴾ ''یا وہ کسی چال کا ارادہ رکھتے ہیں؟ تو جن لوگوں نے کفر کیا وہی چال میں آنے والے ہیں۔'' (طور:42)

سوال 2: حق کے خلاف لوگوں کی تدبیروں کا مقابلہ کون کرتا ہے؟

جواب: حق کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز، ہر تدبیر کا مقابلہ خود رب کائنات کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے فرمایا کہ ہم بھی پختہ کام کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ پختہ تدبیر اور پختہ کام کس کا ہو سکتا ہے؟

﴿اَمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰهُمۡ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيۡهِمۡ يَكۡتُبُوۡنَ﴾

''کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یقیناً ہم اُن کے راز اور اُن کی سرگوشیاں نہیں سنتے؟ کیوں نہیں! اور ہمارے فرشتے اُن کے پاس ہی لکھتے رہتے ہیں'' (80)

سوال: ﴿اَمۡ يَحۡسَبُوۡنَ ... يَكۡتُبُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰهُمۡ﴾ ''کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یقیناً ہم اُن کے راز اور اُن کی سرگوشیاں نہیں سنتے؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں ان کے دلوں کے رازوں کو ہم نہیں سنتے اور ان کی خفیہ سازشیں اور مشورے ہم سے چھپے ہوئے ہیں، ہم انہیں نہیں جانتے؟ ہم تو ان کی رگ رگ سے واقف ہیں۔

(2) ﴿بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيۡهِمۡ يَكۡتُبُوۡنَ﴾ ''کیوں نہیں ہمارے معزز فرشتے ان کے سارے اعمال لکھتے ہیں'' نہ دل کا عمل چھوڑتے ہیں، نہ زبان کا، نہ اعضاء کا عمل۔ ہر عمل کو محفوظ رکھتے ہیں۔ قیامت کے دن اپنے تمام اعمال کو موجود پائیں گے۔

(3) ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعبہ مکرمہ اور اس کے غلاف کے درمیان تین شخص تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن میں دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی اور دو ثقفی تھے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا کہ تمہاری کیا رائے ہے اللہ تعالیٰ ہماری باتوں کو سنتا ہے؟ تو دوسرا کہنے لگا کہ جس وقت تم زور سے کہتے ہو تو سنتا ہے اور جب آہستہ بات کرتے ہو تو نہیں سنتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی کیا ان لوگوں کا یہ خیال ہے ہم ان کی چپکے چپکے کی جانے والی باتوں کو اور ان کے مشوروں کو نہیں سنتے۔ (تفسیر ابن عباس:217/3) رب العزت نے فرمایا:﴿اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ (١٧) مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (١٨)﴾ ”جب کہ دو ضبط کرنے والے اُس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ضبط کرتے رہتے ہیں۔ کوئی لفظ وہ نکال نہیں پاتا مگر ایک تیار نگران اُس کے پاس ہوتا ہے۔“ (ق:18،17)

﴿قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ﴾

”آپ کہہ دیں! اگر رحمان کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں عبادت کرنے والا ہوتا“ (81)

سوال: اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں، اس کی وضاحت ﴿قُلْ۔۔۔اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ﴾ ”آپ کہہ دیں! اگر رحمان کا کوئی بیٹا ہوتا“ اے ہمارے رسول! ان مشرکوں سے کہہ دو جنہوں نے یہ گمان کیا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور کچھ نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو۔

(2) ﴿فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ﴾ ”تو سب سے پہلے میں عبادت کرنے والا ہوتا“ تو میں ساری مخلوق سے پہلے عبادت کرنے والا ہوتا کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے میں سب سے آگے ہوں۔ اب تم دیکھ رہے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی اولاد ہونے کی نفی کرنے میں سب سے آگے ہوں تو اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ تمہارا قول باطل ہے۔

(3) حقیقت یہ ہے کہ انبیاء انسان کامل تھے۔ نیکیوں پر عمل پیرا ہونے اور برائیوں کو ترک کرنے میں سب سے آگے تھے۔ اگر رحمان کا کوئی بیٹا ہوتا تو انبیاء میں سب سے افضل محمد ﷺ اس کی عبادت کرنے میں سب سے آگے ہوتے۔

﴿سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾

”آسمانوں اور زمین کا رب عرش کا رب پاک ہے اُن باتوں سے جو وہ لوگ بیان کرتے ہیں“ (82)

سوال: اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے، اس کی وضاحت ﴿سُبْحٰنَ۔۔۔يَصِفُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ ”آسمانوں اور زمین کا رب عرش کا رب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پاک ہے اُن باتوں سے جو وہ لوگ بیان کرتے ہیں" یعنی اللہ تعالیٰ جو آسمانوں اور زمین کا اور عرش بریں کا رب ہے اس سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو۔ وہ ایک ہے، بے مثال ہے، نہ اس کی بیوی ہے نہ اولاد، وہ ہر چیز کا خالق ہے اور ان تمام چیزوں سے پاک ہے جو مشرکین اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

﴿فَذَرۡهُمۡ یَخُوۡضُوۡا وَیَلۡعَبُوۡا حَتّٰی یُلٰقُوۡا یَوۡمَهُمُ الَّذِیۡ یُوۡعَدُوۡنَ﴾

"چنانچہ آپ اُنہیں چھوڑ دو، وہ فضول بحث کریں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ وہ اپنے اُس دن سے جا ملیں جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے" (83)

سوال: بیکار مشاغل میں مصروف رہنے والوں کو چھوڑ دینے کے حکم کی وضاحت ﴿فَذَرۡهُمۡ ... یُوۡعَدُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَذَرۡهُمۡ یَخُوۡضُوۡا وَیَلۡعَبُوۡا﴾ "چنانچہ آپ اُنہیں چھوڑ دو، وہ فضول بحث کریں اور کھیلتے رہیں" یعنی یہ باطل میں مبتلا ہو کر محال امور سے کھیلتے ہیں، ان کے علوم ضرر رساں ہیں، ان میں کوئی نفع نہیں، وہ ایسے علوم میں بحث کرتے اور ان میں مشغول ہوتے ہیں جن کے ذریعے سے یہ لوگ حق اور دعوت کی مخالفت کرتے ہیں جو انبیاء و مرسلین لے کر آئے ہیں۔ ان کے اعمال محض لہو و لعب ہیں جو نفوس کا تزکیہ کرتے ہیں نہ ان سے معارف حاصل ہوتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2492/3)

(2) یعنی آپ انہیں جہالت اور دنیاوی مشغلوں میں مشغول رہنے دیں۔

(3) ﴿حَتّٰی یُلٰقُوۡا یَوۡمَهُمُ الَّذِیۡ یُوۡعَدُوۡنَ﴾ "یہاں تک کہ وہ اپنے اُس دن سے جا ملیں جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے" یعنی بے خبری میں ان پر قیامت آجائے گی تب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ ہمیشہ کی بدبختی میں گھر گئے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَوَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۱۱﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ خَوۡضٍ یَّلۡعَبُوۡنَ ﴿۱۲﴾ یَوۡمَ یُدَعُّوۡنَ اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِیۡ كُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۱۴﴾﴾ "چنانچہ اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے بڑی تباہی ہے۔ جو فضول بحث میں اچھل کود رہے ہیں۔ جس دن اُنہیں دھکیلا جائے گا جہنم کی آگ کی طرف، سخت دھکیلا جانا۔ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔" (الطور: 11-14)

﴿وَهُوَ الَّذِیۡ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الۡاَرۡضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الۡحَكِیۡمُ الۡعَلِیۡمُ﴾

"اور وہی آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے اور وہی کمال حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے" (84)

سوال: رب العزت کی عظمت اور جلال کی وضاحت ﴿وَهُوَ الَّذِیۡ ... وَهُوَ الۡحَكِیۡمُ الۡعَلِیۡمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ﴾ ”اور وہی آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے“ یعنی آسمانوں میں بھی اس عظیم اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور زمین میں بھی اس کی عبادت کی جاتی ہے جیسا کہ فرمایا:﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾ ”ساتوں آسمان اور زمین اور وہ جو اِن میں ہیں سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں مگر اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔“ (بنی اسرائیل:44)

(2) ساری مخلوق خوشی اور ناخوشی سے ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہے جیسا کہ فرمایا﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا﴾ ”اور آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سجدہ کرتی ہے۔“ (الرعد:15) (3) آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، زمین والوں کا بھی وہی معبود ہے، وہ اپنے عرش پر ہے۔

(4)﴿وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ﴾ ”اور وہی کمال حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے“ اور وہ حکمت والا ہے جس نے اپنی مخلوق کو نہایت محکم طور پر تخلیق کیا اور اپنی شریعت کو نہایت مہارت سے وضع کیا۔ اس نے جو چیز بھی پیدا کی کسی حکمت ہی کی بنا پر پیدا کی، اس کا حکم کونی وقدری، حکم شرعی اور حکم جزائی تمام تر حکمتوں پر مشتمل ہے۔ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے، وہ ہر بھید اور مخفی معاملے کو جانتا ہے۔ عالم علوی اور عالم سفلی میں چھوٹی یا بڑی ذرہ بھر چیز بھی اس کی نظر سے اوجھل نہیں۔ (تفسیر سعدی:2493/3)

﴿وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ

”اور بہت بابرکت ہے وہ ذات جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے

وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

اور قیامت کا علم اُسی کے پاس ہے اور اُسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے“ (85)

سوال:﴿وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ ... تُرْجَعُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا﴾ ”اور بہت بابرکت ہے وہ ذات جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے“ بڑا برکت والا ہے جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے جو آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان جو کچھ موجود ہے سب کا بادشاہ ہے۔

(2) تبارک کے معنی ہیں بہت بڑا، بہت بلند، بے شمار بھلائیوں والا، لامحدود صفات والا جس کی سلطنت عظیم ہے۔

(3)﴿وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ ”اور قیامت کا علم اُسی کے پاس ہے“ یعنی وہ کمال درجے کا علم رکھتا ہے۔ اس کے سوا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔اس کے علاوہ کسی مقرب فرشتے،کسی پیغمبر کو غیب کا کوئی علم نہیں۔اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔رب العزت نے فرمایا:﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾''وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں:''یقیناً اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کے سوا اسے کوئی ظاہر نہیں کرے گا،وہ(حادثہ) آسمانوں اور زمین میں بھاری ہے،تم پر وہ اچانک ہی آئے گی۔وہ آپ سے سوال کرتے ہیں گویا آپ اس کی پوری تحقیق کرنے والے ہیں۔آپ کہہ دیں:''بلاشبہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''(الاعراف:187)

(4)وہ دنیا اور آخرت کا مالک،کامل اقتدار والا ہے،وہی قیامت کو اپنے وقت پر لائے گا۔

(5)﴿وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾''اور اُسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے''یعنی سب انسان اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جب سب اس کے پاس چلے جائیں گے تو وہ سب کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔

﴿وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾

''اور اُس کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی سفارش کا اختیار نہیں رکھتے مگر جو حق کے ساتھ گواہی دیں اور وہ علم بھی رکھتے ہیں''(86)

سوال:باطل معبودوں کی شفاعت کی جو تردید کی گئی ہے،اس کی وضاحت﴿وَلَا يَمْلِكُ...يَعْلَمُوْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ﴾''اور اُس کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی سفارش کا اختیار نہیں رکھتے''یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ہستی کا کوئی اختیار نہیں وہ کامل اقتدار کا مالک ہے۔اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کی جناب میں سفارش نہیں کر سکے گا۔یعنی فرشتے،انبیاء اور دیگر جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارا جاتا ہے ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکے گا۔سفارش صرف اس کے حق میں ہوگی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اجازت دے گا اور اس سے راضی ہوگا۔

(2)﴿اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾''مگر جو حق کے ساتھ گواہی دیں اور وہ علم بھی رکھتے ہیں''یعنی جس نے دل سے حق کا اقرار کرتے ہوئے اور جس امر کی شہادت دی جا رہی ہے اس کا علم رکھتے ہوئے زبان سے حق کی شہادت دی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوراس شرط کے ساتھ کہ یہ شہادت حق کے ساتھ شہادت ہو اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی وحدانیت کی شہادت، اس کے رسولوں کے لئے ان کی نبوت ورسالت کی شہادت اور دین کے اصول وفروع، اس کے حقائق اور شرائع کی شہادت جنہیں لے کر وہ معبوث ہوئے ہیں۔ پس یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں سفارش کرنے والوں کی سفارش فائدہ دے گی اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پائیں گے اور اس کا ثواب حاصل کریں گے۔ (تفسیر سعدی: 2494/3)

(3)﴿وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور وہ علم بھی رکھتے ہوں'' یعنی وہ اس چیز کی شہادت اپنی زبان سے دیں گے جس کا وہ علم رکھتے ہوں گے۔ جیسا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ ''اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں موجود تھا۔'' (المائدہ: 117)

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾

''اور یقیناً اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ اُنہیں کس نے پیدا کیا؟ تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے، پھر وہ کہاں سے بہکائے جاتے ہیں؟'' (87)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَئِنْ ۔۔۔ يُؤْفَكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ ''اور یقیناً اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ اُنہیں کس نے پیدا کیا؟ تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے'' یعنی آپ ان لوگوں سے سوال کرو جو ایسی مخلوقات کی عبادت کرتے ہیں جن کے پاس کوئی قدرت اور اختیار نہیں کہ یہ تو بتاؤ کہ کائنات کا خالق کون ہے اور انہیں کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔

(2)﴿فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ ''پھر وہ کہاں سے بہکائے جاتے ہیں؟'' جب اس کے خالق ہونے کا اعتراف کرتے ہو پھر یہ بتاؤ کہ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت سے کیوں منہ موڑتے ہو؟ جب پیدا کرنے والا وہ ہے تو عبادت کا حقدار بھی وہی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ جو پیدا کرے، اس کو خالق مان کر غیروں کے آگے جھک جاتے ہو۔ یہ بتاؤ کہ کہاں سے تم پھرائے جاتے ہو؟

﴿وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ﴾

''قسم ہے رسول کے اس قول کی اے میرے رب! یقیناً یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے'' (88)

سوال: نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے جو شکوہ کیا، اس کی وضاحت ﴿وَقِيْلِهٖ ۔۔۔ يُؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''قسم ہے رسول کے اس قول کی اے میرے رب! یقیناً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے" یعنی نبی ﷺ نے اپنی قوم کے ایمان نہ لانے کا شکوہ کیا۔

(2) قیامت کے دن رب العزت کے حضور نبی ﷺ فرمائیں گے۔﴿وَقَالَ الرَّسُولُ يَارَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا﴾ "اور رسول کہے گا کہ اے میرے رب! یقیناً اس قرآن کو میری قوم نے چھوڑا ہوا بنا رکھا تھا۔" (الفرقان:30)

ع 7 22 13

﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾

"چنانچہ آپ اُن سے درگزر کریں، اور سلام کہہ دیں، پس جلد ہی وہ جان لیں گے" (89)

سوال: مشرکوں کو جو دھمکی رب العزت نے دی، اس کی وضاحت ﴿فَاصْفَحْ ... يَعْلَمُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ﴾ "چنانچہ آپ اُن سے درگزر کریں" یعنی مشرکوں سے درگزر کرو، ان کی جانب سے جو اذیت بھی پہنچتی ہے ان سے درگزر کر کے انہیں معاف کر دو یعنی ان کی ہر بات کا جواب نہ دو، ان کے ساتھ نرمی برتو۔

(2) ﴿وَقُلْ سَلَامٌ﴾ "اور سلام کہہ دیں" ان کے لیے سلامتی کی دعا کر دو جیسا کہ اہل بصیرت جاہلوں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾ "اور جب جاہل ان سے بات کریں تو کہہ دیتے ہیں سلام ہو۔" (الفرقان:63)

(3) آپ ﷺ نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں جاہلوں کی اذیتوں کے مقابلے میں درگزر کیا اور آپ ﷺ اخلاق کے عظیم مرتبے پر پہنچ گئے۔

(4) ﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾ "پس جلد ہی وہ جان لیں گے" اس آیت میں مشرکوں کو دھمکی دی گئی ہے کہ جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا اور انہیں معلوم ہو گیا جب بدر میں ان کے بڑے بڑوں کا فیصلہ ہوا، جب دین اسلام کا بول بالا ہوا، جب اسلام کی روشنی مکہ سے نکل کر ساری دنیا میں پھیل گئی، جب مسلمان قوی ہوتے گئے، جب لوگ فوج در فوج دین میں شامل ہوتے گئے، جب مشرق اور مغرب میں محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین اور آپ کے اخلاق کی روشنی پھیل گئی۔

رکوعاتھا 3 | 64 - سورۃ الدخان مکیۃ - 44 | آیاتھا 59

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ سورت مکی ہے۔ اس میں 3 رکوع اور 59 آیات ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 44 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 64 ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

﴿حٰمٓ﴾

''حم''

سوال: ﴿حٰمٓ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿حٰمٓ﴾ حروف مقطعات میں سے ایک ہے جس کے معنی کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

﴿وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ﴾

''واضح کتاب کی قسم'' (2)

سوال: قرآن مجید واضح کتاب ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ﴾ ''واضح کتاب کی قسم!'' اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی قسم کھائی ہے جو واضح بیان کرنے والی ہے ہر اس چیز کو جس کی وضاحت اور بیان کی ضرورت ہے۔

(2) قسم کھا کر اللہ تعالیٰ نے اس کی عزت کو بلند فرمایا ہے۔

﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ﴾

''یقیناً ہم نے اس کو ایک بابرکت رات میں نازل کیا ہے یقیناً ہم ڈرانے والے تھے'' (3)

سوال: قرآن مجید لیلۃ القدر میں نازل ہوا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّاۤ... مُنۡذِرِيۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾ ''یقیناً ہم نے اس کو ایک بابرکت رات میں نازل کیا ہے'' رب العزت نے قرآن مجید کو برکت والی رات میں نازل فرمایا جو کہ لیلۃ القدر ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ﴾ ''یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔'' (القدر: 1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) لیلۃ القدر رمضان کی ایک رات ہے جیسا کہ نزول قرآن کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ ”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔“ (البقرہ:185)

(3) دوسری آسمانی کتابیں تورات، زبور، انجیل اور صحف ابراہیم بھی رمضان میں نازل ہوئے اس اعتبار سے یہ بہت بابرکت مہینہ ہے جس میں برکت والی کتابیں نازل ہوئیں۔ سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صحف ابراہیم ماہ رمضان کی پہلی رات میں نازل کئے گئے۔ تورات اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے چھ (6) دن گزر چکے تھے۔ انجیل تب نازل کی گئی جب رمضان کے 13 دن گزر چکے تھے۔ زبور اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے اٹھارہ (18) دن گزر چکے تھے اور قرآن اس وقت نازل کیا گیا جب رمضان کے چوبیس دن گزر چکے تھے۔“ (صحیح الجامع الصغیر:1497، الصحیحۃ:1575) (احمد:17109)

(4) لیلۃ القدر یعنی مرتبے والی رات رمضان میں آتی ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ ”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔“ (البقرہ:185)

(5) یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام کو سب راتوں اور دنوں سے افضل رات میں، مخلوق میں سے افضل ترین ہستی پر، معززین اہل عرب کی زبان میں نازل فرمایا۔ (6) ﴿اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ﴾ ”یقیناً ہم ڈرانے والے تھے“ اسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے اور قرآن نازل فرمایا تاکہ لوگوں کو قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرایا جائے۔ کسی کو نجات نہیں مل سکتی جب تک کہ وہ ایمان لا کر عمل صالح نہ کرے اور ان دونوں کی پہچان وحی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے رسول بھیجنا اور رسول کے پاس وحی بھیجنا ناگزیر تھا کیونکہ وحی میں ایمان اور عمل صالح کی اقسام کا بیان ملتا ہے۔ (ایسر التفاسیر:1434،1435) (7) ”یقیناً ہم ڈرانے والے تھے“ یعنی لوگوں کو برائی بھلائی اور نیکی بدی معلوم کرا دیتے ہیں تاکہ حجت قائم ہو جائے اور لوگ شرعی علم حاصل کریں۔ (مختصر ابن کثیر:1843/2)

﴿فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ﴾

”اس رات میں ہر محکم کام کا فیصلہ صادر کیا جاتا ہے“ (4)

سوال: لیلۃ القدر فیصلوں کی رات ہے، اس کی وضاحت ﴿فِيْهَا ... حَكِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ﴾ ”اس رات میں ہر محکم کام کا فیصلہ صادر کیا جاتا ہے“ اس رات میں ہر محکم اور پختہ بات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے یعنی ہر کام لوح محفوظ سے لکھنے والے فرشتوں کو دے دیا جاتا ہے، اور سال بھر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے تمام اہم کام جیسے عمر، روزی اور موت وغیرہ اسی رات میں طے پا جاتے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:1843/2)

(2) عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یعنی ہر حکم کا فیصلہ کیا جاتا اور ممیز کیا جاتا ہے، ہر کونی وقدری اور شرعی حکم کو جس کا اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے لکھ لیا جاتا ہے۔ یہ کتابت اور تفریق وامتیاز جو لیلۃ القدر کو ہوتی ہے، ان کتابات (لکھائیوں) میں سے ایک ہے جسے لکھا جاتا اور ممیز کیا جاتا ہے۔ وہ اولین کتاب کے مطابق ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ مخلوقات کی تقدیر، ان کا وقت مقرر، ان کا رزق، ان کے اعمال اور ان کے اموال وغیرہ درج کر دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر دیے ہیں کہ جو بندے پر گزرے گا وہ لکھ دیتے ہیں اور جب بندہ ماں کے پیٹ سے باہر دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر کراما کاتبین مقرر کر دیتا ہے جو اس کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2497،2496/3)

﴿اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡنَ﴾

''ہماری طرف سے حکم ہے، یقیناً ہم ہی رسول بھیجنے والے تھے'' (5)

سوال: ﴿اَمۡرًا ... مُرۡسِلِيۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا﴾ ''ہماری طرف سے حکم ہے'' نقاش نے کہا: الامر سے مراد قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے نازل فرمایا۔ اور ابن عیسیٰ نے کہا: اس سے مراد وہ امر ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو وہ بندوں کے احوال کے بارے میں لیلۃ المبارکۃ میں فرماتا ہے۔ (تفسیر قرطبی:94/8)

(2) اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر کو سال بھر میں پیش آنے والے واقعات کو مقدر کر دیتا ہے۔ یہ سب اس کے کمال علم، کمال حکمت، اس کی بہترین حفاظت اور اپنی مخلوق کے ساتھ کامل اعتنا کی بنا پر ہے۔ ﴿اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا﴾ ''ہماری طرف سے حکم ہے'' یعنی حکمت سے لبریز یہ حکم، ہماری طرف سے صادر ہوتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2497/3)

(3) ﴿اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡنَ﴾ ''یقیناً ہم ہی رسول بھیجنے والے تھے'' یعنی رسول اللہ تعالیٰ کی جانب سے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں تک پہنچاتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات سکھاتے ہیں جن کی انہیں از حد ضرورت ہے اور اس کی تقدیر کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں۔

﴿رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ﴾

''آپ کے رب کی جناب سے رحمت ہے، یقیناً وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' (6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال:انبیاء کی بعثت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے،اس کی وضاحت ﴿رَحْمَةً ... هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ﴾ ''آپ کے رب کی جناب سے رحمت ہے'' رسولوں کا آنا اور کتابوں کا نازل کرنا آپ کے رب کی رحمت کی وجہ سے ہے۔(2) تمام کتابوں میں افضل ترین کتاب قرآن مجید ہے۔

(3) بندوں پر اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی رحمت نہیں کہ وہ انہیں رسولوں اور کتابوں کے ذریعے ہدایت دیتا ہے۔ یقیناً ہر بھلائی کا سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

(4)﴿إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''یقیناً وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' یعنی وہ تمام آوازوں کو سنتا ہے اور تمام ظاہری اور باطنی امور کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ بندوں کو اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کی ضرورت ہے۔ پس اس نے ان پر رحم کرتے ہوئے احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہی حمد و ستائش اور احسان کا مالک ہے۔ (تفسیر سعدی:2497/3)(5) اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بندوں کو ہدایت اور راہ نمائی کی ضرورت ہے۔ اس نے اپنے سمیع و علیم ہونے کی وجہ سے ساری کتابیں اور سارے رسول بھیجے تا کہ وہ انہیں زندگی کے مقصد اور اس کے انجام سے آگاہ کریں۔

﴿رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ﴾

''آسمانوں کا اور زمین کا رب اور ان دونوں کے درمیان کا رب ہے، اگر تم یقین کرنے والے ہو'' (7)

سوال: آسمانوں اور زمین کے رب پر یقین کرنے والے جانتے ہیں کہ قرآن رب کی رحمت ہے، اس کی وضاحت ﴿رَبِّ السَّمٰوٰتِ ... مُّوقِنِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا﴾ ''آسمانوں کا اور زمین کا رب اور ان دونوں کے درمیان کا رب ہے'' یعنی آسمانوں اور زمین کا رب اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں ان سب کا رب، ان کو پیدا کرنے والا اور ان کی تدبیر کرنے والا ہے۔ اسی کی تدبیر ہے کہ بندوں کے لیے آخری کتاب قرآن حکیم نازل کی گئی اور محمد ﷺ کو سب رسولوں کے آخر میں بھیجا گیا تا کہ رب کی رحمت سے بندے ہدایت پائیں اور رب کی رحمت سے جنت اور رب کی رضا کو حاصل کریں۔

(2)﴿إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ﴾ ''اگر تم یقین کرنے والے ہو'' یعنی اگر تم رب کے بارے میں ایسا علم رکھتے ہو جو تمہیں یقین تک پہنچا دے تو جان لو کہ وہ ساری مخلوقات کا خالق، مالک، رب اور معبود حقیقی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ﴾

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی رب ہے''(8)

سوال: سچا معبود وہی ہے جس کے قبضے میں موت وحیات ہے، اس کی وضاحت ﴿لَا إِلَٰهَ ... آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں'' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ وہ عبادت کا حق رکھتا ہے اس لیے کہ (2) ﴿يُحْيِي وَيُمِيتُ﴾ ''وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے'' اس کے قبضے میں موت وحیات ہے۔

(3) وہ اکیلا ہی زندگی عطا کرتا اور موت دیتا ہے۔ وہ تمہارے مرنے کے بعد تمہیں اکٹھا کرے گا اور تمہارے اعمال کی جزا وسزا دے گا۔ اگر اعمال اچھے ہوئے تو اچھی جزا ہوگی اور اگر اعمال برے ہوئے تو بری جزا ہوگی۔ (تفسیر سعدی: 2497/3)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ ''آپ کہہ دیں! اے لوگو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، وہ ذات جس کے لیے بادشاہت ہے تمام آسمانوں اور زمین کی، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے، سو تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر جو اُمّی نبی ہے ایمان لے آؤ، جو اللہ تعالیٰ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور اُس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔'' (الاعراف: 158)

(5) ﴿رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ﴾ ''وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی رب ہے'' یعنی وہی جو تمہارا رب ہے وہی تمہارے باپ دادا کا بھی رب ہے۔ وہ اوّل وآخر سب کا رب ہے۔

(6) وہ رب ہے جو خالق بھی ہے مالک بھی، وہ آقا بھی ہے مدبر بھی، وہ تربیت کرنے والا بھی ہے اور سختیوں کو دور کرنے والا بھی، وہی سب کو پالتا پوستا اور پروان چڑھاتا ہے۔

﴿بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ﴾

''بلکہ وہ ایک شک میں کھیل رہے ہیں''(9)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کافر شک میں ڈوبے ہوئے ہیں، اس کی وضاحت ﴿بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ یَّلۡعَبُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ یَّلۡعَبُوۡنَ﴾ ”بلکہ وہ ایک شک میں کھیل رہے ہیں“ اللہ رب العزت نے اپنی الوہیت وربوبیت کے علم کے ذریعے شک کو دور فرمایا ہے اور کافر اس ساری وضاحت کے باوجود اس حالت میں ہیں ﴿بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ یَّلۡعَبُوۡنَ﴾ ”بلکہ وہ ایک شک میں کھیل رہے ہیں“ یعنی وہ شکوک وشبہات میں مبتلا ہوکر ان مقاصد سے غافل ہیں جن کے لئے انہیں تخلیق کیا گیا ہے اور لہو ولعب میں مشغول ہیں جو انہیں نقصان کے سوا کچھ نہیں دیتے۔ (تفسیر سعدی:2497/3)

(2) کافروں کو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر یقین نہیں۔ وہ محض اپنے آباء کی تقلید کرتے ہیں۔

(3) کافر توحید، بعث اور اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کے منکر ہیں۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَا یَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ وَهُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ (۲) لَاهِیَةً قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجۡوَی ۖ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ۖ هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۚ اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ (۳) قٰلَ رَبِّیۡ یَعۡلَمُ الۡقَوۡلَ فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ۫ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ (۴) بَلۡ قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍۭ بَلِ افۡتَرٰىهُ بَلۡ هُوَ شَاعِرٌ ۖ فَلۡیَاۡتِنَا بِاٰیَةٍ كَمَاۤ اُرۡسِلَ الۡاَوَّلُوۡنَ (۵)﴾ ”اُن کے رب کی طرف سے کوئی بھی نیا ذکر اُن کے پاس نہیں آتا مگر وہ اُس کو مشقت سے سنتے ہیں اور وہ کھیل رہے ہوتے ہیں۔ اس حالت میں (کہ) دل اُن کے غافل ہیں۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا اُنہوں نے خفیہ سرگوشی کی کہ یہ تمہارے ہی جیسا آدمی ہے؟ تو کیا تم اس کے جادو میں آتے ہو حالانکہ تم دیکھتے ہو؟ رسول نے کہا میرا رب آسمان میں اور زمین میں ہر بات کو جانتا ہے اور وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ خوابوں کی پریشان باتیں ہیں، بلکہ وہ اِس نے گھڑ لیا ہے، بلکہ وہ شاعر ہے، چنانچہ وہ ہمارے پاس کوئی معجزہ لائے جیسا کہ پہلے (رسولوں) کو بھیجا گیا تھا۔“ (الانبیاء:2-5)

﴿فَارۡتَقِبۡ یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ﴾

”چنانچہ آپ انتظار کریں اُس دن کا جب آسمان واضح دھواں لے آئے گا“ (10)

سوال: کافروں کو دھویں والے دن سے آگاہ کردیں، اس کی وضاحت ﴿فَارۡتَقِبۡ ... مُّبِیۡنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَارۡتَقِبۡ یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ﴾ ”چنانچہ آپ انتظار کریں اُس دن کا جب آسمان واضح دھواں لے آئے گا“ امام بخاری نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب قریش نے رسول اکرم ﷺ پر زیادتیاں کیں تو آپ نے ان کے لیے قحط سالی کی بددعا کی جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی ہوئی تھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ان پر ایسا قحط آیا کہ انہوں نے ہڈیاں تک کھالیں اور آدمی جب اس حالت میں آسمان کی طرف دیکھتا تھا تو اسے اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کی شدت کی وجہ سے دھواں سا نظر آتا تھا۔اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں چنانچہ اس کے بعد یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مضر کے لیے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجیے کیوں کہ وہ تو ہلاک ہو گئے چنانچہ آپ نے بارش کی دعا فرمائی۔بارش ہوگئی۔اس کے بارے میں یہ جملہ نازل ہوا: ﴿إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾ اس کے بعد جب ان پر فراخی کا دور آیا تو پھر اپنی پچھلی حالت پر آ گئے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ﴾ ''جس دن ہم بڑی پکڑ پکڑیں گے، یقیناً ہم انتقام لینے والے ہیں۔'' (الدخان:16) یعنی غزوہ بدر کے دن ہم ان سے بدلہ لیں گے۔ (تفسیر ابن عباس:220/3) (2) قیامت کی پانچ علامتیں گزر چکی ہیں: الدخان ''دھواں'' الروم ''غلبہ روم''، القمر ''چاند کا ٹکڑے ہونا'' والبطشه ''پکڑ'' واللزام ''ہلاکت اور قید۔'' (بخاری:4820)

(3) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میں اس کام پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔'' (ص:86) پھر جب آپ نے دیکھا کہ قریش عناد سے باز نہیں آتے تو آپ ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی: ''اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط سے کر جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔'' (پھر) قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہوگئی۔لوگ ہڈیاں اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے (سلیمان اور منصور) راویان حدیث میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ چمڑے اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے اور زمین سے دھواں سا نکلنے لگا۔آخر ابوسفیان آئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی قوم ہلاک ہو چکی، اللہ سے دعا کیجیے کہ ان سے قحط کو دور کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور قحط ختم ہوگیا۔لیکن اس کے بعد وہ پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔منصور کی روایت میں ہے کہ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ ''چنانچہ آپ انتظار کریں اُس دن کا جب آسمان واضح دھواں لے آئے گا'' (سورۃ الدخان:10) ﴿عَائِدُونَ﴾ تک۔کیا آخرت کا عذاب بھی ان سے دور ہو سکے گا؟ ''دھواں'' اور ''سخت پکڑ'' اور ''ہلاکت'' گزر چکے۔بعض نے ''چاند'' اور بعض نے ''غلبہ روم'' کا بھی ذکر کیا ہے کہ یہ بھی گزر چکا ہے۔(بخاری:4824)

(4) سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم باہم گفتگو کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لوگے۔“ پھر دھوئیں، دجال، دابۃ الارض، سورج کے مغرب سے طلوع ہونے اور سیّدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے اور یاجوج وماجوج اور تین جگہوں کے دھنسنے، ایک دھنسنا مشرق میں اور ایک دھنسنا مغرب میں اور ایک دھنسنا جزیرۃ العرب میں ہونے اور آخر میں یمن سے آگ نکلنے کا ذکر فرمایا جو لوگوں کو جمع ہونے کی جگہ کی طرف لے جائے گی۔ یہ لوگ جہاں رات گزاریں گے آگ بھی وہیں رات کے وقت رک جائے گی اور جہاں یہ دوپہر کو قیلولہ کریں گے آگ بھی وہیں ان کے ساتھ ٹھہرے گی۔ (مسلم:7285)

(5) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے: ”چھ چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے اعمال کی سبقت کرو: دجال، دھواں، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور عام لوگوں سے پیش آنے والا معاملہ یعنی قیامت اور خاص کسی ایک کی موت۔“ (مسلم:7398)

﴿يَّغۡشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴾

”وہ لوگوں پر چھا جائے گا، یہ ہے دردناک عذاب“ (11)

سوال: ﴿يَّغۡشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَّغۡشَى النَّاسَ﴾ ”وہ لوگوں پر چھا جائے گا“ یعنی اس مصیبت اور مشقت کی وجہ سے جو انہیں پہنچے گی عذاب ان کی آنکھوں پر چھا جائے گا۔ (جامع البیان:118/25)

(2) ﴿هٰذَا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴾ ”یہ ہے دردناک عذاب“ یعنی اس دن کافروں کو کہا جائے گا جو شک میں مبتلا تھے کہ یہ دردناک عذاب ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿يَوۡمَ يُدَعُّوۡنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ؕ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ﴾ ”جس دن اُنہیں دھکیلا جائے گا جہنم کی آگ کی طرف، سخت دھکیلا جانا۔ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔“ (الطور:14،13)

﴿رَبَّنَا اكۡشِفۡ عَنَّا الۡعَذَابَ اِنَّا مُؤۡمِنُوۡنَ﴾

”اے ہمارے رب! ہم پر سے عذاب ہٹا دے، یقیناً ہم ایمان لانے والے ہیں“ (12)

سوال: کافر عذاب کو دیکھ کر اس کے ہٹانے کی کیسے دعائیں کریں گے، اس کی وضاحت ﴿رَبَّنَا اكۡشِفۡ ... مُؤۡمِنُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿رَبَّنَا اكۡشِفۡ عَنَّا الۡعَذَابَ﴾ ”اے ہمارے رب! ہم پر سے عذاب ہٹا دے“ یعنی اے ہمارے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رب! ہم سے عذاب کو ہٹا دے، ہم آپ پر اور آپ کے رسول پر ایمان لے آئیں گے۔

(2) ﴿اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ﴾ ''یقیناً ہم ایمان لانے والے ہیں'' یعنی آپ کے رسول پر اور جو وہ ہدایت اور دین حق میں سے لے کر آیا ہے اس پر ایمان لے آئیں گے۔

(3) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور کاش آپ دیکھیں کہ جب انہیں آگ پر کھڑا کیا جائے گا تو کہیں گے کہ اے کاش! ہم واپس بھیج دیے جائیں اور ہم اپنے رب کی آیات کو نہ جھٹلائیں اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں۔'' (الانعام:27)

(4) ﴿وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ﴾ ''اور آپ لوگوں کو اس دن سے ڈرائیں جب اُن پر عذاب آ جائے گا تو ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑا قریب کے وقت تک مہلت دے، ہم تیری دعوت قبول کریں گے اور ہم رسولوں کی پیروی کریں گے۔ اور کیا تم اس سے پہلے قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ تمہارے لیے کوئی زوال نہیں؟'' (ابراہیم:44)

﴿اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ﴾

''اُن کے لیے نصیحت کہاں؟ حالانکہ بلاشبہ اُن کے پاس وضاحت سے بیان کرنے والا رسول آ چکا ہے'' (13)

سوال: رسولوں کے وضاحت سے بیان کرنے کے بعد نصیحت اب کہاں، اس کی وضاحت ﴿اَنّٰى لَهُمُ ... مُّبِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى﴾ ''اُن کے لیے نصیحت کہاں؟'' یہ الفاظ انہیں قیامت کے دن اس وقت کہے جائیں گے جب وہ دنیا میں دوبارہ بھیجے جانے کی درخواست کریں گے۔ اس وقت کہا جائے گا اب ایسے لوگوں کے لیے نصیحت کہاں ہے؟ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى﴾ ''اور اُس دن جہنم کو لایا جائے گا، اُس دن انسان نصیحت حاصل کرے گا اور اب اُس کے لیے نصیحت کہاں؟'' (الفجر:23)

(2) ﴿وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿51﴾ وَّقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ﴾ ''اور کاش آپ دیکھیں جب وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے پھر بچ کر بھاگ نہ سکیں گے اور وہ قریب کی جگہ سے پکڑے جائیں گے۔ اور وہ کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں حالانکہ دور کی جگہ سے ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے (ایمان کو) حاصل کرنا کہاں ممکن ہے؟'' (سبا:52,51)

(3)﴿وَقَدۡ جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ مُّبِيۡنٌ﴾''حالانکہ بلاشبہ اُن کے پاس وضاحت سے بیان کرنے والا رسول آچکا ہے'' یعنی اس سے پہلے کہ ہم عذاب بھیجتے ہم نے اپنا رسول بھیجا جس نے نہایت وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں، اس کے انصاف کے دن کے بارے میں پوری وضاحت سے آگاہ فرمایا۔ رسولوں کی بات نہ ماننے کے بعد اب نصیحت کہاں؟

﴿ثُمَّ تَوَلَّوۡا عَنۡهُ وَقَالُوۡا مُعَلَّمٌ مَّجۡنُوۡنٌ﴾

''پھر بھی اُنہوں نے اُس سے منہ موڑا اور کہا: ''سکھایا ہوا دیوانہ ہے'' (14)

سوال: رسول کو پہچان کر اسے دیوانہ کہنے والوں کے طرزِ عمل کی وضاحت ﴿ثُمَّ... مَّجۡنُوۡنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿ثُمَّ تَوَلَّوۡا عَنۡهُ﴾''پھر بھی اُنہوں نے اُس سے منہ موڑا'' یعنی انہوں نے حق سے، رسول سے اس وقت منہ موڑا جب وہ پہچان چکے تھے کہ رسول حق پر ہیں اور سچ کہتے ہیں پھر انہوں نے رسول سے اور جو وہ اپنے رب کی طرف سے لے کر آئے سب سے منہ موڑ لیا۔

(2)﴿وَقَالُوۡا مُعَلَّمٌ مَّجۡنُوۡنٌ﴾''اور کہا: ''سکھایا ہوا دیوانہ ہے'' یعنی ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ شخص کسی دوسرے شخص سے سیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول نہیں ہے۔ انہوں نے رسول کو دیوانہ کہا۔ اس لیے ان کے لیے نصیحت کارگر نہیں ہوسکتی اور اب ان کی توبہ قبول نہیں ہوسکتی۔

﴿اِنَّا كَاشِفُوا الۡعَذَابِ قَلِيۡلًا اِنَّكُمۡ عَآئِدُوۡنَ﴾

''یقیناً ہم کچھ وقت کے لیے عذاب ہٹانے والے ہیں، بے شک تم دوبارہ وہی کرنے والے ہو'' (15)

سوال: عذاب ہٹا بھی دیا جائے تم پھر بھی وہی نافرمانی کروگے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا... عَآئِدُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّا كَاشِفُوا الۡعَذَابِ قَلِيۡلًا اِنَّكُمۡ عَآئِدُوۡنَ﴾''یقیناً ہم کچھ وقت کے لیے عذاب ہٹانے والے ہیں، بے شک تم دوبارہ وہی کرنے والے ہو'' یعنی اگر ہم تم سے عذاب ہٹا کر تمہیں دنیا میں واپس بھیج دیں تو وہاں جا کر پھر وہی کچھ کروگے، وہی نافرمانیاں، وہی مذاق اڑانا اور وہی سرکشی اور تکبر اختیار کروگے۔

(2) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوۡ رَحِمۡنٰهُمۡ وَكَشَفۡنَا مَا بِهِمۡ مِّنۡ ضُرٍّ لَّلَجُّوۡا فِيۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ﴾ ''اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور ان پر سے کوئی تکلیف دور کردیں تو وہ اپنی سرکشی میں اصرار کرنے لگیں گے، اس حالت میں کہ وہ بھٹک رہے ہوں گے۔'' (المؤمنون:75)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3) ﴿بَلۡ بَدَا لَهُمۡ مَّا كَانُوۡا يُخۡفُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَوۡ رُدُّوۡا لَعَادُوۡا لِمَا نُهُوۡا عَنۡهُ وَاِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ﴾
''بلکہ ان پر وہ چیز واضح ہو چکی جو وہ اس سے پہلے چھپایا کرتے تھے اور اگر وہ واپس بھیج دیے جائیں تو یقینا دوبارہ وہی کریں گے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور بلاشبہ وہ یقینا جھوٹے ہیں۔'' (الانعام:28)

(4) یعنی تم دوبارہ شرک کرو گے اور اہل اسلام کی مخالفت اور ان سے جنگیں کرنے سے بھی گریز نہیں کرو گے۔

﴿يَوۡمَ نَبۡطِشُ الۡبَطۡشَةَ الۡكُبۡرٰى ۚ اِنَّا مُنۡتَقِمُوۡنَ﴾

''جس دن ہم بڑی پکڑ پکڑیں گے، یقینا ہم انتقام لینے والے ہیں'' (16)

سوال: اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والے ہیں، اس کی وضاحت ﴿يَوۡمَ ... مُنۡتَقِمُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَوۡمَ نَبۡطِشُ الۡبَطۡشَةَ الۡكُبۡرٰى﴾ ''جس دن ہم بڑی پکڑ پکڑیں گے'' سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ بڑی پکڑ سے مراد بدر کے دن قریش کی پکڑ ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ (جامع البیان:121/25)

(2) ﴿اِنَّا مُنۡتَقِمُوۡنَ﴾ ''یقینا ہم انتقام لینے والے ہیں'' یعنی قیامت کے دن جب ہم تمہیں بری طرح سے پکڑیں گے اس دن تم سے انتقام لیں گے۔

﴿وَلَقَدۡ فَتَنَّا قَبۡلَهُمۡ قَوۡمَ فِرۡعَوۡنَ وَجَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ كَرِيۡمٌ﴾

''اور بلاشبہ یقینا ہم نے اس سے پہلے قومِ فرعون کو آزمائش میں ڈالا تھا اور اُن کے پاس ایک باعزت رسول آیا'' (17)

سوال: قوم فرعون کو بھی ایک معزز رسول بھیج کر آزمائش میں مبتلا کیا گیا تھا، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدۡ ... كَرِيۡمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدۡ فَتَنَّا قَبۡلَهُمۡ قَوۡمَ فِرۡعَوۡنَ وَجَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ كَرِيۡمٌ﴾ ''اور بلاشبہ یقینا ہم نے اس سے پہلے قومِ فرعون کو آزمائش میں ڈالا تھا اور اُن کے پاس ایک باعزت رسول آیا'' قریش مکہ نے جب اپنے کفر پر اصرار کیا تو انہیں بتایا گیا کہ رسولوں کو جھٹلانے میں آپ کی مثال قوم فرعون کی سی ہے جنھوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور فرعون کو غرق کر کے سب کے لیے باعث عبرت بنا دیا۔ اس قصے کو بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ قریش جھٹلانے سے باز آجائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿وَلَقَدۡ فَتَنَّا قَبۡلَهُمۡ قَوۡمَ فِرۡعَوۡنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اس سے پہلے قوم فرعون کو آزمائش میں ڈالا تھا'' یعنی ان سے پہلے قبطیوں کی طرف سیدنا موسیٰ بن عمران کو مبعوث کر کے انہیں آزمائش میں مبتلا کیا۔

(3)﴿وَجَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ كَرِيۡمٌ﴾ ''اور اُن کے پاس ایک باعزت رسول آیا'' یعنی ان کے پاس موسیٰ بن عمران آئے جو کریم اخلاق والے تھے۔ وہ اپنی قوم میں کریم تھے۔ وہ عفوودرگزر کی انتہاء پر تھے۔ رب العزت نے انہیں معزز مقام عطا فرمایا اور انہیں نبوت اور اپنے سے ہم کلام ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

﴿اَنۡ اَدُّوۡۤا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّیۡ لَكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ﴾

''یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو میرے حوالے کردو، یقیناً میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں'' (18)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے وعظ کی وضاحت ﴿اَنۡ اَدُّوۡۤا ... اَمِیۡنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَنۡ اَدُّوۡۤا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ﴾ ''یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو میرے حوالے کردو'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ بنی اسرائیل کو میرے حوالے کردو اور انہیں تکلیف نہ پہنچاؤ۔ وہ اس زمانے کے معزز لوگ ہیں۔ تم انہیں آزاد کردو تا کہ وہ اپنے رب کی عبادت کریں تا کہ وہ سیدھے راستے پر چلیں اور امن سے رہیں۔

(2)﴿اِنِّیۡ لَكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ﴾ ''یقیناً میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں'' یعنی میں خود تمہارے پاس نہیں آیا مجھے تو رب العالمین نے تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کا امین بنا کر تمہارے پاس تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ میں تمہیں شریعت کے احکامات کا علم دینے اور ان پر عمل کرنا سکھانے کے لیے آیا ہوں۔ میری نبوت کی صداقت معجزات سے ظاہر ہے۔

﴿وَّاَنۡ لَّا تَعۡلُوۡا عَلَی اللّٰهِ ۚ اِنِّیۡۤ اٰتِیۡكُمۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ﴾

''اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو، یقیناً میں تمہارے پاس واضح دلیل لانے والا ہوں'' (19)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سرکشی چھوڑ کر اطاعت کی دعوت کے لیے دلیل دی، اس کی وضاحت ﴿وَّاَنۡ لَّا ... مُّبِیۡنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَّاَنۡ لَّا تَعۡلُوۡا عَلَی اللّٰهِ﴾ ''اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو'' تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی نہ کرو کہ تم اس کا انکار کرو اور اس کی نافرمانی کر کے اس کی مخالفت کرو۔ (جامع البیان:122/25)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) اس کی عبادت سے منہ موڑنے والے دنیا میں بھی ذلیل رہتے ہیں اور آخرت میں سخت عذاب ملتا ہے۔

(3)﴿اِنِّیْۤ اٰتِیْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ﴾ "یقیناً میں تمہارے پاس واضح دلیل لانے والا ہوں" یعنی میں تمہارے پاس اپنی نبوت کی واضح دلیل لے کر آیا ہوں یعنی واضح معجزات اور نا قابل تردید دلائل لایا ہوں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:

﴿وَقَالَ مُوْسٰى یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۰۴) حَقِیْقٌ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِیَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ (۱۰۵) قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (۱۰۶) فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ (۱۰۷) وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ (۱۰۸)﴾ "اور موسیٰ نے کہا: "اے فرعون! یقیناً میں جہانوں کے رب کی طرف سے ایک رسول ہوں۔ اس بات پر پوری طرح قائم ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ پر حق کے سوا کوئی بات نہ کہوں، یقیناً میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل لے کر آیا ہوں، سو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو۔" فرعون نے کہا: "اگر تم کوئی نشانی لے کر آئے ہو تو وہ لے آؤ، اگر تم سچوں میں سے ہو۔" تو موسیٰ نے اپنی لاٹھی پھینکی تو اچانک وہ ایک ظاہر اژدھا تھا اور اُس نے اپنا ہاتھ نکالا تو اچانک وہ دیکھنے والوں کے لیے سفید چمکتا ہوا تھا۔" (الاعراف:104-108)

﴿وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ﴾

"اور یقیناً میں نے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لے لی ہے کہ تم مجھے سنگسار کرو" (20)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان کی اذیتوں سے رب کی پناہ مانگی، اس کی وضاحت ﴿وَاِنِّیْ عُذْتُ ... تَرْجُمُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ﴾ "اور یقیناً میں نے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لے لی ہے کہ تم مجھے سنگسار کرو" جب قوم فرعون نے ان کو جھٹلایا اور ان کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ انہوں نے کہا کہ تم مجھے بدترین طریقے سے قتل کرو یعنی رجم کرو تو میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(2) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان کے طعنوں اور تہمتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ ان کی زبان اور ان کے ہاتھ کی ایذاء سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی اور سنگسار ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ یقیناً سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا اسوہ سب کے لیے قابل تقلید ہے۔

﴿وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے پھر مجھ سے الگ ہی رہو'' (21)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ایمان نہ لانے کی صورت میں قوم سے کیا کہا، اس کی وضاحت ﴿وَاِنۡ لَّمۡ ... فَاعۡتَزِلُوۡنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا لِیۡ فَاعۡتَزِلُوۡنِ﴾ ''اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے پھر مجھ سے الگ ہی رہو'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے اور اس کو نہیں مانتے جو میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں تو میرا راستہ چھوڑ دو۔ (ایسر التفاسیر)

(2) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے علیحدگی کا فیصلہ کرتے ہوئے انہیں کہا تھا کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

(3) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی عمر کا قیمتی حصہ ان کی ہدایت کے لیے کوششیں کرنے میں گزارا اور وہ بدبختی میں ڈوبے رہے تو اس موڑ پر انہوں نے کہا مجھے چھوڑ دو۔

﴿فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوۡمٌ مُّجۡرِمُوۡنَ﴾

''پھر اُس نے اپنے رب کو پکارا کہ یقیناً یہ مجرم لوگ ہیں'' (22)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور قوم کا جو حال بیان کیا، اس کی وضاحت ﴿فَدَعَا ... مُّجۡرِمُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوۡمٌ مُّجۡرِمُوۡنَ﴾ ''پھر اُس نے اپنے رب کو پکارا کہ یقیناً یہ مجرم لوگ ہیں'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے رسالت کا پیغام پہنچانے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ ہر طرح قوم کو سمجھایا۔ ان کے ساتھ خیر خواہی کی، ان کی ہدایت کے لیے انتھک کوششیں کیں۔ اس کے باوجود جب وہ کفر اور سرکشی میں بڑھتے ہی چلے گئے تو ان کے حق میں بددعا کی۔ ''پھر اُس نے اپنے رب کو پکارا کہ یقیناً یہ مجرم لوگ ہیں۔'' انہوں نے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جو فوری سزا چاہتا ہے۔ اب یہ قوم ایمان لانے والی نہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿وَقَالَ مُوۡسٰی رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَیۡتَ فِرۡعَوۡنَ وَمَلَاَهٗ زِیۡنَةً وَّاَمۡوَالًا فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۙ رَبَّنَا لِیُضِلُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِكَ ۚ رَبَّنَا اطۡمِسۡ عَلٰۤی اَمۡوَالِهِمۡ وَاشۡدُدۡ عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ فَلَا یُؤۡمِنُوۡا حَتّٰی یَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدۡ اُجِیۡبَتۡ دَّعۡوَتُكُمَا فَاسۡتَقِیۡمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیۡلَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ﴾ ''اور موسیٰ نے کہا کہ اے ہمارے رب! بلاشبہ آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زینت اور اموال دیے ہیں اے ہمارے رب! تاکہ وہ لوگوں کو آپ کی راہ سے بھٹکا دیں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو مٹا دے اور ان کے دلوں پر سخت گرہ لگا دے، سو وہ ایمان نہ لائیں حتیٰ کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بلاشبہ تم دونوں کی دُعا قبول کر لی گئی چنانچہ تم دونوں ثابت قدم رہو اور اُن کے راستے کی ہرگز اتباع نہ کرو جو نہیں جانتے۔" (یونس:89،88)

(2) اُس مقام پر تو رب العزت نے صبر کا حکم دیا اور یہاں یہ جواب ملا کہ اسرائیلیوں کو لے جاؤ۔

﴿فَاَسۡرِ بِعِبَادِیۡ لَیۡلًا اِنَّکُمۡ مُّتَّبَعُوۡنَ﴾

"(حکم ہوا) پھر آپ میرے بندوں کو راتوں رات لے چلو، یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا" (23)

سوال: بنی اسرائیل کو لے جانے کے حکم کی وضاحت ﴿فَاَسۡرِ ... مُّتَّبَعُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَسۡرِ بِعِبَادِیۡ لَیۡلًا﴾ "(حکم ہوا) پھر آپ میرے بندوں کو راتوں رات لے چلو" رب العزت نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کا جواب دیا کہ میرے بندوں کو راتوں رات چپکے سے نکال کر لے جاؤ۔

(2) ﴿اِنَّکُمۡ مُّتَّبَعُوۡنَ﴾ "یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا" فرعون اور اس کے لشکر تمہارا پیچھا کریں گے لیکن تم نے گھبرانا نہیں۔ نڈر اور بے باک ہو کر دریا پار کر جانا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی ۬ۙ اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِیۡ فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِیۡقًا فِی الۡبَحۡرِ یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَکًا وَّلَا تَخۡشٰی﴾ "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ رات کے وقت میرے بندوں کو لے کر نکلو پھر ان کے لیے سمندر میں خشک راستہ بناؤ، نہ تم تعاقب کا خوف کھاؤ گے اور نہ ہی تم ڈرو گے۔" (طٰہٰ:77)

﴿وَاتۡرُکِ الۡبَحۡرَ رَهۡوًا ؕ اِنَّهُمۡ جُنۡدٌ مُّغۡرَقُوۡنَ﴾

"اور دریا کو تھما ہوا چھوڑ دینا، یقیناً وہ لشکر غرق ہونے والا ہے" (24)

سوال: ﴿وَاتۡرُکِ الۡبَحۡرَ ... مُّغۡرَقُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاتۡرُکِ الۡبَحۡرَ رَهۡوًا﴾ "اور دریا کو تھما ہوا چھوڑ دینا" سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق راتوں رات لے کر نکلے تو فرعون نے تعاقب کیا۔ رب العزت نے حکم دیا سمندر پر اپنا عصا ماریں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب عصا مارا تو اس میں کشادہ سڑک بن گئی اور ارد گرد پانی پہاڑوں کی طرح کھڑا ہو گیا۔ رب العزت نے اس وقت یہ حکم دیا کہ سمندر کو کھلا چھوڑ دو۔ یعنی ابھی کام ختم نہیں ہوا ابھی فرعون اور اس کے لشکر نے اس راستے میں داخل ہونا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(2) دریا میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اتر گئے۔ جب آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گزر گئے اور عصا مارنا چاہا تو رب العزت نے فرمایا دریا کو کھلا چھوڑ دو۔

(3) ﴿اِنَّهُمۡ جُنۡدٌ مُّغۡرَقُوۡنَ﴾ "یقیناً وہ لشکر غرق ہونے والا ہے" فرعون کو جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے جانے کی خبر ملی تو وہ ایک لشکر جرار لے کر تعاقب کے لیے نکلا۔ انہوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو دریا پار کرتے دیکھا تو ان کا پیچھا کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو سمندر میں غرق کر دیا۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ فِي الۡيَمِّ بِاَنَّهُمۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا عَنۡهَا غٰفِلِيۡنَ﴾ "چنانچہ ہم نے ان سے انتقام لیا، پس ہم نے انہیں سمندر میں غرق کر دیا اس وجہ سے کہ بلاشبہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے۔" (الاعراف:136)

(5) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ: "یہ کیا (وجہ ہے کہ تم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہو؟)" انھوں نے کہا کہ یہ ایک عمدہ دن ہے، یہ وہ دن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی تھی لہٰذا موسیٰ علیہ السلام اس دن روزہ رکھتے تھے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "میں تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا حق دار ہوں۔" پس آپ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری:2004)

﴿كَمۡ تَرَكُوۡا مِنۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ﴾

"وہ کتنے ہی باغات اور چشمے چھوڑ گئے" (25)

سوال 1: ﴿كَمۡ تَرَكُوۡا مِنۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿كَمۡ تَرَكُوۡا مِنۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ﴾ "وہ کتنے ہی باغات اور چشمے چھوڑ گئے" یعنی فرعون اور اس کا لشکر ایسی تباہی کے گھاٹ اترے کہ پیچھے کتنے ہی لہلہاتے باغات، ہرے بھرے کھیت اور چشمے چھوڑ گئے۔ ان نعمتوں نے ہی تو رب کو بھلا دیا تھا۔ دیکھو آج خود بھولی بسری داستان اور عبرت کا نشان بن گئے ہو اور جن کے لیے عمر گنوادی وہ تمہاری تباہی کے باوجود لہلہا رہے ہیں اور چشموں کا پانی جاری ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کے باغات اور چشمے یہیں چھوڑ جانے سے کیا شعور دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کے گرد پھیلے ہوئے باغات، مکانات اور خوش حالی کے آثار کے بارے میں شعور دلایا ہے کہ دیکھو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب کچھ یہیں رہ گیا اور وہ سب ڈوب گئے، دنیا میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو رب نے پانیوں میں ڈبو دیا اور عبرت باقی رہ گئی۔

﴿وَّزُرُوۡعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيۡمٍ﴾

''اور کھیتیاں اور شان دار قیام گاہیں''(26)

سوال:﴿وَّزُرُوۡعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيۡمٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَّزُرُوۡعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيۡمٍ﴾''اور کھیتیاں اور شان دار قیام گاہیں'' تمہارے ہرے بھرے کھیت موجود ہیں کھیت والے کہاں ہیں؟ تمہاری حسین مجلسیں اور مزین محفلیں اور خوب صورت گھر کہاں ہیں؟

(2) جس علاقے میں فرعون اور آلِ فرعون بستے تھے وہ زرخیز وادی تھی، اس میں زراعت بہت زیادہ ہوتی تھی اور دوسری طرف اُن کے عالی شان گھر اُن کی دنیا کی دلچسپی اور محبت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ دیکھو جس دنیا کے پیچھے اپنا وقت، صلاحیتیں، مال سب کچھ لگا دیا وہ دنیا ابھی تو موجود ہے لیکن اپنا سرمایہ زندگی لگا دینے والے باقی نہیں۔

(3) نیل کے کناروں پر دور تک پھیلے باغات اور بہتے چشموں نے عمر لے لی، وقت لے لیا، باغوں اور چشموں اور حسین مجلسوں والوں کو کیا ملا؟ تباہی، بربادی، ہمیشہ کا عذاب اور رسوائی! کتنا برا سودا ہے! کتنا بڑا خسارہ ہے!

﴿وَّنَعۡمَةٍ كَانُوۡا فِيۡهَا فٰكِهِيۡنَ﴾

''اور وہ سامانِ عیش جن میں وہ مزے اڑانے والے تھے''(27)

سوال:﴿وَّنَعۡمَةٍ كَانُوۡا فِيۡهَا فٰكِهِيۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَّنَعۡمَةٍ كَانُوۡا فِيۡهَا فٰكِهِيۡنَ﴾''اور وہ سامانِ عیش جن میں وہ مزے اڑانے والے تھے'' یعنی عظیم نعمتیں اور عیش و عشرت کے سامان جن میں وہ مزے کر رہے تھے، جن کے لیے وہ جیتے تھے، جن کے درمیان زندگی گزارنا وہ اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے۔ کہاں گیا وہ سب کچھ؟ اور کہاں گئے وہ لوگ؟ کہاں رہ گئے وہ مقاصد؟

(2) اللہ تعالیٰ نے اس کے توسط سے یہ شعور دلایا ہے کہ دیکھو اس آرام و عیش کیلئے یہ لوگ جیتے تھے۔ یہی ان کی زندگی کا مقصد تھا لیکن زندگی چلی گئی تو بتاؤ بھلا اسی لئے زندگی ملی تھی کہ عیش و آرام کا انتظام کرلیں خواہ خود اپنی زندگی ہی نذر ہے۔

﴿كَذٰلِكَ ۖ وَاَوۡرَثۡنٰهَا قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ﴾

''اسی طرح ہم نے دوسری قوم کو اُن کا وارث بنا دیا''(28)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کا وارث کس قوم کو بنا دیا، اس کی وضاحت ﴿كَذٰلِكَ ۖ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كَذٰلِكَ ۖ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ﴾ "اسی طرح ہم نے دوسری قوم کو اُن کا وارث بنا دیا" اللہ تعالیٰ نے ان کی ساری دولت اور حکومت اسرائیلیوں کو دے دی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿كَذٰلِكَ ۖ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ "اس طرح ہوا اور ہم نے بنی اسرائیل کو اُن چیزوں کا وارث بنا دیا۔" (الشعراء: 59)

(2) ﴿وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۖ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ﴾ "اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے اُنہیں ہم نے اُس زمین کے مشرقوں اور اس کے مغربوں کا وارث بنا دیا، جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کی بہترین بات بنی اسرائیل پر پوری ہوگئی کیونکہ انہوں نے صبر کیا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کا وہ سب کچھ تباہ کر دیا جو (محلّات) وہ بناتے تھے اور جو عمارتیں وہ بلند کرتے تھے۔" (الاعراف: 137)

(3) اللہ تعالیٰ نے دوسری قوم کے وارث بن جانے سے یہ شعور دلایا ہے کہ بھلا زندگی جیسی قیمتی چیز اس لئے ملی ہے کہ انسان اسے دوسروں کی خاطر بتا دے اور خود اپنی زندگی، اپنا سارا سرمایا ہار کرنا کام ہو جائے؟

ع 1 29 14

﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ﴾

"پھر نہ اُن پر آسمان رویا اور نہ زمین۔ اور نہ وہ مہلت دیے گئے" (29)

سوال: ﴿فَمَا بَكَتْ ... مُنْظَرِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ﴾ "پھر نہ اُن پر آسمان رویا اور نہ زمین" جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا تو ان پر آسمان رویا نہ زمین، یعنی ان کے لئے کسی نے حزن و غم کا اظہار کیا نہ ان کی جدائی پر کسی کو افسوس ہوا بلکہ ان کی ہلاکت اور بربادی پر سب خوش ہوئے حتیٰ کہ زمین و آسمان نے بھی مسرت کا اظہار کیا کیونکہ انہوں نے اپنے پیچھے ایسے کرتوت چھوڑے ہیں جو ان کے چہروں کو سیاہ کرتے ہیں اور ان پر لعنت اور لوگوں کی ناراضی کا موجب ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2502/3)

(2) اس سے مراد یہ ہے کہ نہ تو ان کے اعمال ایسے تھے کہ وہ آسمان پر چڑھتے اور اب ان کے مرنے کے بعد سلسلہ رک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانے کی وجہ سے آسمان روتا۔ اور نہ ان کے اعمال ایسے تھے کہ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تو عبادت کے سلسلے کے ختم ہونے پر زمین روئے گی۔ وہ اتنے بے ہمت ہوگئے کہ ان کے جانے سے جہان میں کوئی فرق ہی نہ پڑا۔

(3) یعنی ان کی حسرت ناک اور عبرتناک موت پر نہ زمین وآسمان روئے۔

(4)﴿وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ﴾ ''اور نہ وہ مہلت دیے گئے'' انہیں مہلت نہیں دی بلکہ عذاب میں پکڑ لیا گیا۔

﴿وَلَقَدۡ نَجَّیۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنَ الۡعَذَابِ الۡمُہِیۡنِ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو رُسوا کن عذاب سے نجات دی'' (30)

سوال: بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے احسان کی وضاحت ﴿وَلَقَدۡ ... الۡمُہِیۡنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿وَلَقَدۡ نَجَّیۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنَ الۡعَذَابِ الۡمُہِیۡنِ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو رُسوا کن عذاب سے نجات دی'' بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے عظیم احسان کیا تھا کہ انہیں فرعون جیسے ظالم دشمن کے شکنجے سے آزاد کروایا۔ وہ انہیں ذلیل کرتا تھا اور ان سے ادنیٰ کام کرواتا تھا۔

﴿مِنۡ فِرۡعَوۡنَ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَالِیًا مِّنَ الۡمُسۡرِفِیۡنَ﴾

''فرعون سے یقیناً وہ حد سے گزر جانے والوں میں سے بڑا سرکش آدمی تھا'' (31)

سوال: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو سرکش فرعون سے نجات دی، اس کی وضاحت ﴿مِنۡ فِرۡعَوۡنَ ... مِّنَ الۡمُسۡرِفِیۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿مِنۡ فِرۡعَوۡنَ﴾ ''فرعون سے'' یعنی فرعون کے اس عذاب سے جو وہ بنی اسرائیل پر نازل کرتا تھا۔ (ایسر التفاسیر:1439)

(2)﴿اِنَّہٗ کَانَ عَالِیًا مِّنَ الۡمُسۡرِفِیۡنَ﴾ ''یقیناً وہ حد سے گزر جانے والوں میں سے بڑا سرکش آدمی تھا'' فرعون جبار، سرکش، کفر اور ظلم میں حد سے گزر جانے والوں میں سے تھا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ وَجَعَلَ اَہۡلَہَا شِیَعًا یَّسۡتَضۡعِفُ طَآئِفَۃً مِّنۡہُمۡ یُذَبِّحُ اَبۡنَآءَہُمۡ وَیَسۡتَحۡیٖ نِسَآءَہُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ﴾ ''یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کی۔ اور اُس نے وہاں کے رہنے والوں کو کئی گروہ بنا دیا، اُن میں سے ایک گروہ کو نہایت کمزور کر رکھا تھا، وہ اُن کے بیٹوں کو بری طرح ذبح کرتا تھا اور اُن کی عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا یقیناً وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فساد کرنے والوں میں سے تھا۔'' (القصص:4) (3) فرعون کی قوم بھی اس کا ساتھ دیتی تھی اس لیے اس نے بڑا اسرا اٹھا رکھا تھا۔

﴿وَلَقَدِ اخۡتَرۡنٰهُمۡ عَلٰى عِلۡمٍ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اُن کو علم کی بنا پر جہان والوں پر ترجیح دی تھی'' (32)

سوال: اللہ تعالیٰ کے بنی اسرائیل پر دوسرے احسان کی وضاحت ﴿وَلَقَدِ۔۔۔ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدِ اخۡتَرۡنٰهُمۡ عَلٰى عِلۡمٍ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اُن کو علم کی بنا پر ترجیح دی تھی'' اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل پر دوسرا بڑا احسان یہ تھا کہ اس نے انہیں دنیا پر فوقیت عطا کی تھی۔ انہیں پاک صاف کر کے منتخب کر لیا تھا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَنُرِيۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَنَجۡعَلَهُمۡ اَئِمَّةً وَّنَجۡعَلَهُمُ الۡوٰرِثِيۡنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَنُرِىَ فِرۡعَوۡنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوۡدَهُمَا مِنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَحۡذَرُوۡنَ ۝﴾ ''اور ہم ارادہ رکھتے تھے کہ اُن لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں نہایت کمزور کر دیے گئے تھے۔ اور ہم اُنہیں رہنما بنا دیں اور ہم اُنہیں وارث بنا دیں اور ہم اُنہیں زمین میں اقتدار دیں اور ہم فرعون، ہامان اور اُن دونوں کے لشکروں کو اُن سے وہی کچھ دِکھلا دیں، جس سے وہ ڈرا کرتے تھے۔'' (القصص:6,5)

(2) ﴿عَلٰى عِلۡمٍ﴾ ''علم کی بنا پر'' اپنے علم کی بنا پر اور اس فضیلت کا حق رکھنے کی بنا پر انہیں چن لیا۔

(3) ﴿عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ ''جہان والوں پر'' ہر زمانے کو عالم کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے زمانے کے لوگوں پر فضیلت عطا کی۔

﴿وَاٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنَ الۡاٰيٰتِ مَا فِيۡهِ بَلٰٓـؤٌا مُّبِيۡنٌ﴾

''اور ہم نے اُن کو ایسی نشانیاں عطا کیں جن میں واضح آزمائش تھی'' (33)

سوال: بنی اسرائیل پر کیے جانے والے تیسرے احسان کی وضاحت ﴿وَاٰتَيۡنٰهُمۡ۔۔۔ مُّبِيۡنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنَ الۡاٰيٰتِ مَا فِيۡهِ بَلٰٓـؤٌا مُّبِيۡنٌ﴾ ''اور ہم نے اُن کو ایسی نشانیاں عطا کیں جن میں واضح آزمائش تھی'' اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل پر تیسرا بڑا احسان یہ کیا کہ اس نے ایسے ایسے معجزے عطا کیے جو بڑے واضح تھے جن میں ایمان والوں کے لیے کھلی آزمائش تھی۔

(2) ﴿وَنَبۡلُوۡكُمۡ بِالشَّرِّ وَالۡخَيۡرِ فِتۡنَةً﴾ ''اور ہم تمہیں اچھی اور بری حالت میں آزماتے ہیں۔'' (الانبیاء:35)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3) رب العزت نے بنی اسرائیل پر جو احسانات کیے اس میں ان کے لیے مدد بھی تھی اور آزمائش بھی اور یہ وہ احسانات تھے جو ان پر میدان تیہ میں کیے گئے جن کے بغیر ان کی زندگی ممکن نہیں تھی۔

سوال 2: احسانات میں آزمائش کا پہلو کیا تھا؟

جواب: احسانات کر کے اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ قوم فرماں برداری کا راستہ اختیار کرتی ہے یا ناشکری کرتی ہے۔

سوال 3: ناشکری کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

جواب: ناشکری کا نتیجہ بغاوت اور سرکشی کی صورت میں نکلتا ہے۔

﴿اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَيَقُوۡلُوۡنَ﴾

''یقیناً یہ لوگ کہتے ہیں'' (34)

سوال: ﴿اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَيَقُوۡلُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَيَقُوۡلُوۡنَ﴾ ''یقیناً یہ لوگ کہتے ہیں'' یعنی یہ مشرکین قریش کہتے ہیں۔

(2) قصہ فرعون و موسیٰ علیہ السلام جس میں قریش کے لیے نصیحت تھی اس کا ذکر کرنے کے بعد دوبارہ بعث اور قیامت میں شک اور کفار کے اصرار کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔

﴿اِنۡ هِىَ اِلَّا مَوۡتَتُنَا الۡاُوۡلٰى وَمَا نَحۡنُ بِمُنۡشَرِيۡنَ﴾

''ہماری پہلی موت کے سوا کچھ نہیں اور ہم دوبارہ اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں'' (35)

سوال: ﴿اِنۡ هِىَ ... بِمُنۡشَرِيۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنۡ هِىَ اِلَّا مَوۡتَتُنَا الۡاُوۡلٰى﴾ ''ہماری پہلی موت کے سوا کچھ نہیں'' یعنی بعث کو جھٹلانے والے کہتے ہیں کہ ہماری موت کے بعد ہم اٹھائے نہیں جائیں گے۔

(2) ﴿وَمَا نَحۡنُ بِمُنۡشَرِيۡنَ﴾ ''اور ہم دوبارہ اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں'' یعنی ہماری قبروں سے ہمیں زندہ کر کے اٹھایا نہیں جائے گا اور اگر اے محمد! تم موت کے بعد زندگی پر اصرار کرتے ہو تو ہمارے آباء کو جنہیں موت آچکی، زندہ کر کے لے آؤ۔

﴿فَاۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تو ہمارے باپ دادا کو لاؤ اگر تم سچے ہو'' (36)

سوال: بعث بعد الموت کو جھٹلانے والے کیا مطالبہ کرتے تھے، اس کی وضاحت ﴿فَأْتُوا ... صٰدِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَأْتُوا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''تو ہمارے باپ دادا کو لاؤ اگر تم سچے ہو'' یعنی اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ۔

(2) یہ عناد پسند جہلاء کا مطالبہ تھا جو بہت دور کی کوڑی لائے تھے۔ رسول کریم ﷺ کی صداقت اور ان جہلاء کے آباؤ اجداد کو زندہ کر کے ان کے سامنے لانے میں کون سا تلازم ہے؟ آپ کی دعوت کی صداقت پر آیات و دلائل ہر لحاظ سے نہایت تواتر سے دلالت کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2503/3)

(3) ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''اگر تم سچے ہو'' یعنی اگر مسلمان موت کے بعد دوبارہ زندگی کے دعوے میں سچے ہیں۔

(4) ان کی دلیل کی کمزوری ظاہر ہے۔ موت کے بعد کی زندگی قیامت کے بعد شروع ہوگی۔

﴿اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ﴾

''کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو ان سے پہلے تھے؟ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، یقیناً وہ مجرم لوگ تھے'' (37)

سوال: مشرکین کو عذاب کی جو دھمکی دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿اَهُمْ ... مُجْرِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ﴾ ''کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم'' قوم تبع سے مراد یمن کی قوم سبا ہے جس کی تباہی کا حال سورہ سبا میں گزر چکا ہے۔ تبع دراصل اس قوم کے قبیلہ حمیر کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ عموماً مورخین نے ان کا زمانہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے بتایا ہے۔ ان میں سے ایک بادشاہ نے دنیا میں بہت فتوحات حاصل کی تھیں اور اسی نے شہر سمرقند بسایا۔ اس نے خانہ کعبہ کا طواف بھی کیا اور واپس یمن پہنچ کر یہودی مذہب کی تبلیغ بھی کی۔ چنانچہ یمنی عوام نے یہ دین اختیار کر لیا لیکن اس کی وفات کے بعد پھر کافر ہو گئے۔ اسی بادشاہ کے متعلق مسند احمد طبرانی وغیرہ میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تبع کو گالی نہ دو، اس لئے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔'' واللہ اعلم! (صحیح الجامع الصغیر: 7319)
(تفسیر ترجمان القرآن: 362,361/13)

(2) تبع شاہان یمن کا لقب ہے جو حمیری قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے جیسے ایران کے بادشاہوں کا لقب کسریٰ، روم کے بادشاہوں کا لقب قیصر اور حبشہ کے بادشاہوں کا لقب نجاشی تھا۔ تبع، قوم تبع کے جدامجد کا نام تھا۔ یہ بذاتِ خود ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایماندار آدمی تھا اور اپنے وقت میں اس کا ڈنکا بجتا تھا۔ اس نے بہت سے علاقے بھی فتح کر لیے تھے۔ مگر اس کے بعد میں آنے والے لوگ کفر وشرک میں مبتلا ہو گئے اور اللہ سے سرکشی کی راہ اختیار کر لی تھی۔ ان بادشاہوں کا زمانہ 115ق م سے 300ء تک ہے۔ عرب میں صدیوں تک ان کی عظمت کے افسانے زد خلائق رہے۔ (تیسیر القرآن:183/4)

(3)﴿وَّالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ﴾ ''اور جو اُن سے پہلے تھے؟'' یعنی قوم عاد۔

(4)﴿اَهۡلَکۡنٰهُمۡ ۫ اِنَّهُمۡ کَانُوۡا مُجۡرِمِیۡنَ﴾ ''ہم نے اُنہیں ہلاک کر دیا، یقیناً وہ مجرم لوگ تھے'' یعنی ان پر ہم نے عذاب بھیجے یقیناً وہ مجرم تھے۔ اس آیت میں دھمکی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی سرکشی کر کے پہلی قوموں کی طرح بے نام ونشاں ہو جاؤ۔

﴿وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَهُمَا لٰعِبِیۡنَ﴾

''اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور اُن دونوں کے درمیان جو کچھ ہے کھیلتے ہوئے پیدا نہیں کیا'' (38)

سوال: اس جہان کو اللہ تعالیٰ نے حکمت سے بنایا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا خَلَقۡنَا .. لٰعِبِیۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَهُمَا لٰعِبِیۡنَ﴾ ''اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور اُن دونوں کے درمیان جو کچھ ہے کھیلتے ہوئے پیدا نہیں کیا'' اللہ رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ اس نے جہان کو اپنے عدل کے تقاضے کے مطابق حکمت سے بنایا ہے، بے مقصد نہیں بنایا جیسا کہ فرمایا: ﴿اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَی اللّٰهُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡکَرِیۡمِ ﴿۱۱۶﴾﴾ ''تو پھر کیا تم نے یہ گمان کیا کہ بلاشبہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور بلاشبہ تمہیں ہماری طرف واپس نہیں لوٹایا جائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ بے حد بلند ہے جو بادشاہِ حقیقی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، عزت والے عرش کا رب ہے۔'' (المومنون:116،115)

(2)﴿وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ۚ فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنَ النَّارِ﴾ ''اور ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور دونوں کے درمیان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا یہ اُن لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر کیا سو جنہوں نے کفر کیا اُن کے لیے آگ کی ہلاکت ہے۔'' (ص:27)

﴿مَا خَلَقۡنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہم نے تو اُن کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن اُن کے اکثر لوگ نہیں جانتے'' (39)

سوال: زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا گیا، اس کی وضاحت ﴿مَا خَلَقۡنٰهُمَآ ... يَعۡلَمُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا خَلَقۡنٰهُمَآ اِلَّا بِالۡحَقِّ﴾ ''ہم نے تو اُن کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے'' یعنی ہم نے تو زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ ان کی تخلیق، ان کا وجود حق پر مشتمل ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ حکم دے اور اس کو ماننے اور نہ ماننے کی وجہ سے لوگ اپنے کیے کا بدلہ پائیں۔

(2) اللہ تعالیٰ نے سب کچھ امتحان کے لیے پیدا کیا ہے ﴿وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ﴾ ''لیکن اُن کے اکثر لوگ نہیں جانتے'' کیونکہ وہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور و فکر نہیں کرتے۔

(3) ﴿اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ‌ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَـقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى‌ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمۡ لَكٰفِرُوۡنَ﴾ ''اور کیا انہوں نے اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور اُن کے درمیان کو برحق اور مدّتِ مقررہ تک پیدا کیا ہے اور یقیناً بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کا یقیناً انکار کرنے والے ہیں۔'' (الروم:8)

﴿اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِيۡقَاتُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ﴾

''یقیناً فیصلے کا دن اُن سب کے لیے مقرر وقت ہے'' (40)

سوال: فیصلے والا دن قیامت کا دن ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ ... اَجۡمَعِيۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِيۡقَاتُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ﴾ ''یقیناً فیصلے کا دن اُن سب کے لیے مقرر وقت ہے'' فیصلے کے دن سے مراد قیامت کا دن ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان حق اور انصاف سے فیصلے فرمائے گا۔ ہر ایک کو اپنے کیے کی جزا ملے گی۔

(2) وہ ایک مقررہ وقت ہے جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین سب کو جمع کرے گا۔

﴿يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ مَوۡلًى عَنۡ مَّوۡلًى شَيۡـئًا وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ﴾

''جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہیں آئے گا اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی'' (41)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: قیامت کے دن کوئی دوست کام نہ آئے گا، اس کی وضاحت ﴿يَوۡمَ ... يُنۡصَرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ مَوۡلًى عَنۡ مَّوۡلًى شَيۡـًٔا﴾ ''جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہیں آئے گا'' اس دن کوئی رشتہ دار کسی رشتہ دار کے، دوست دوست کے کام نہیں آئے گا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿لَنۡ تَنۡفَعَكُمۡ اَرۡحَامُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ ۛۚ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ۛۚ يَفۡصِلُ بَيۡنَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ﴾ ''تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد قیامت کے دن تمہیں ہرگز فائدہ نہ دیں گی، وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا اور اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھنے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو۔'' (الممتحنۃ:3)

(2) یہ بات اس لیے کی گئی کہ دنیا میں انسان سہاروں کی، آسروں کی تلاش میں ہوتا ہے اس لیے دوست بناتا ہے، اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ ہر ایک اکیلا رہ جائے گا، کوئی کسی کے کام نہ آئے گا، نہ اُن کی مدد کی جائے گی۔

(3) ﴿فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوۡرِ فَلَاۤ اَنۡسَابَ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوۡنَ﴾ ''پھر جب صور میں پھونکا جائے گا تو اُس دن اُن کے درمیان کوئی قرابت داریاں نہ رہیں گی اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔'' (المومنون:101)

(4) ﴿وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ﴾ ''اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی'' انہیں کہیں سے کوئی مدد نہیں ملے گی۔ کوئی کسی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔

(5) ﴿وَلَا يَسۡـَٔلُ حَمِيۡمٌ حَمِيۡمًا ۚ (١٠) يُّبَصَّرُوۡنَهُمۡ ؕ يَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ يَفۡتَدِىۡ مِنۡ عَذَابِ يَوۡمِئِذٍۢ بِبَنِيۡهِ﴾ ''اور کوئی دلی دوست کسی دلی دوست کو نہ پوچھے گا۔ (حالانکہ) وہ انہیں دِکھائے جائیں گے، مجرم چاہے گا کہ اُس دن کے عذاب سے (بچنے کے لیے) کاش وہ فدیے میں دے دے اپنے بیٹوں کو۔'' (المعارج:11،10)

(6) ﴿وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـًٔا وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤۡخَذُ مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ﴾ ''اور ڈرو اُس دن سے جب کوئی جان کسی جان کے کچھ بھی کام نہ آئے گی اور نہ اُس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اُس سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ اُن کی مدد کی جائے گی۔'' (البقرہ:48)

﴿اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ﴾ ع 2 13 15

''مگر وہی جس پر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا، یقیناً وہی سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے'' (42)

سوال: ﴿اِلَّا ... هُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰهُ﴾ ''مگر وہی جس پر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا'' مگر جس پر اللہ مہربانی کرے، وہ تو غالب،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مہربان ہے۔پس یہی لوگ ہوں گے جو فائدہ اٹھائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بلند مراتب پر فائز ہوں گے جس کو انہوں نے دنیا کے اندر مراتب کے حصول کا سبب بنایا اور اس کے لئے پوری کوشش کی۔(تفسیر سعدی:2504/3)

(2)﴿اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ﴾ ”یقیناوہی سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے“یعنی اللہ تعالیٰ بڑے غلبے والا ہے اپنے دشمنوں سے انتقام لیتا ہے اور اپنے اولیاء کے ساتھ رحیم ہے۔(ایسر التفاسیر:1440)

﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ﴾

”یقیناز قوم کا درخت“(43)

سوال:﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ﴾ ”یقیناز قوم کا درخت“قیامت کے دن مشرکوں کو گناہوں کی سزا کے طور پر زقوم کا درخت کھانے کو ملے گا۔اس کا ذائقہ بدبودار پیپ کی مانند ہے۔بدذائقہ اور سخت گرم ہوگا۔

(2)خدافراموشوں کی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت کھانے کی ہوتی ہے اس لئے پہلے جہنمیوں کی خوراک یعنی زقوم کا ذکر کیا گیا کہ دنیا میں اپنے اعمال کا جائزہ لے لو کہ ان کے عوض تو ایسی ہی خوراک مل سکتی ہے۔

﴿طَعَامُ الۡاَثِيۡمِ﴾

”گناہ گار کا کھانا ہے“(44)

سوال:زقوم کن لوگوں کی غذا ہوگی،اس کی وضاحت﴿طَعَامُ الۡاَثِيۡمِ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿طَعَامُ الۡاَثِيۡمِ﴾ ”گناہ گار کا کھانا ہے“یعنی زقوم کا درخت گناہ گاروں کا کھانا ہوگا۔

(2)رب العزت نے فرمایا:﴿اَذٰلِكَ خَيۡرٌ نُّزُلًا اَمۡ شَجَرَةُ الزَّقُّوۡمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلۡنٰهَا فِتۡنَةً لِّلظّٰلِمِيۡنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخۡرُجُ فِيۡۤ اَصۡلِ الۡجَحِيۡمِ ﴿۶۴﴾ طَلۡعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوۡسُ الشَّيٰطِيۡنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمۡ لَاٰكِلُوۡنَ مِنۡهَا فَمٰلِـُٔوۡنَ مِنۡهَا الۡبُطُوۡنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمۡ عَلَيۡهَا لَشَوۡبًا مِّنۡ حَمِيۡمٍ ﴿۶۷﴾﴾ ”کیا یہ ضیافت اچھی ہے یا تھوہر کا درخت؟یقیناہم نے اُسے ظالم لوگوں کے لیے فتنہ بنایا ہے۔یقیناوہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی تہ سے نکلتا ہے۔اُس کا خوشہ ایسا ہے گویا وہ شیاطین کے سر ہیں۔پس بلاشبہ وہ اُس میں سے یقیناکھانے والے ہیں پھر اُسی سے پیٹ بھرنے والے ہیں۔پھر یقینا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس پر اُن کے لیے کھولتے ہوئے پانی کی آمیزش ہے۔" (الصافات:62-67)

﴿كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ﴾

"پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹ میں جوش مارے گا" (45)

سوال: ﴿كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ﴾ "پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹ میں جوش مارے گا" یہ کھانا تلچھٹ جیسا ہوگا جو اپنی حرارت، کڑواہٹ، بدمزگی اور نقصان کی وجہ سے پیٹ میں ہانڈی کی طرح کھولتا رہے گا۔ (مختصر ابن کثیر:1849/2)

(2) ﴿اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاۗءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا﴾ "یقیناً ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں انہیں گھیرے میں لے چکی ہیں اور اگر وہ پانی مانگیں گے تو انہیں پگھلے ہوئے تانبے جیسا پانی دیا جائے گا جو چہروں کو بھون ڈالے گا، بڑا ہی برا مشروب ہے اور بہت ہی بری آرام گاہ ہے۔" (الکہف:29)

﴿كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ﴾

"کھولتے ہوئے پانی کے جوش مارنے کی طرح" (46)

سوال: زقوم کا کھانا جہنمیوں کے پیٹ میں کیسے جوش مارے گا، اس کی وضاحت ﴿كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ﴾ "کھولتے ہوئے پانی کے جوش مارنے کی طرح" یہ کھانا پیٹ میں کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش کھائے گا۔

﴿خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَاۗءِ الْجَحِيْمِ﴾

"پکڑو اُسے، پھر اُسے گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بالکل درمیان لے جاؤ" (47)

سوال: ﴿خُذُوْهُ ... الْجَحِيْمِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَاۗءِ الْجَحِيْمِ﴾ "پکڑو اُسے، پھر اُسے گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بالکل درمیان لے جاؤ" اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم دیں گے کہ اس مجرم کو پکڑ لو تو ستر ہزار فرشتے فوراً لپکیں گے اور اسے جہنم کے درمیان میں لے جائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٤﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ﴾ ''جس دن اُنہیں دھکیلا جائے گا جہنم کی آگ کی طرف، سخت دھکیلا جانا۔ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے ہی نہیں؟'' (الطور:13-15)

﴿ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ﴾

''پھر اُس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا کچھ عذاب انڈیل دو'' (48)

سوال: ﴿ثُمَّ ... الْحَمِيْمِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ﴾ ''پھر اُس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا کچھ عذاب انڈیل دو'' یہ عذاب ذلت کے لئے دیا جائے گا کیونکہ یہی وہ سر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سامنے اُٹھتے ہیں اور سرکشی کے مظاہرے کرتے ہیں۔ اسی سر میں رب کی نافرمانیوں کے خیالات اُبھرتے ہیں۔

(2) سر کے عذاب کا اثر پورے وجود پر ہوتا ہے انسان کو بھون کر رکھ دیتا ہے اس لئے یہاں اس کا ذکر کیا گیا۔

﴿ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ﴾

''چکھ، یقیناً تم تو بڑے زبردست، بہت معزز آدمی تھے'' (49)

سوال 1: عذاب میں گرفتار مجرم کو مزید رسوا کرنے کے لیے کیا کہا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿ذُقْ ... الْكَرِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ﴾ ''چکھ، یقیناً تم تو بڑے زبردست، بہت معزز آدمی تھے'' عذاب میں گرفتار مجرم کو مزید رسوا کرنے کے لیے کہا جائے گا اب مزہ چکھتے رہو تم بڑی عزت والے تھے، اب بتاؤ کہاں گئی وہ عزت؟

(2) سیدنا قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیت دشمن خدا ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے یہ کہا تھا کہ کیا محمد مجھے ڈراتا اور دھمکاتا ہے، خدا کی قسم ہے! ہم مکہ کے ان پہاڑوں کے درمیان بسنے والے لوگوں میں سب زیادہ باعزت ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابو جہل سے ملاقات ہوئی تو ابو جہل نے کہا کہ آپ کے علم میں ہے کہ میں اہل بطحہ میں سب سے زیادہ طاقتور ہوں اور میں عزیز و کریم ہوں،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عکرمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن اس کو قتل کروا کے ذلیل وخوار کیا اور اس بات کو قابل مذمت قرار دیا اور اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ (آیات قرآنی کے شان نزول:391)

(3)﴿ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ﴾ ”چکھ، یقیناً تم تو بڑے زبردست، بہت معزز آدمی تھے“ عذاب میں گرفتار مجرم سے کہا جائے گا: اس دردناک عذاب اور بدترین سزا کا مزا چکھ۔ تو اپنے آپ کو بڑا معزز اور شریف سمجھتا تھا۔ یعنی تو اپنے زعم کے مطابق بہت زبردست اور طاقتور تھا اور سمجھتا تھا کہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے آپ کو بہت باعزت سمجھتے ہوئے خیال کرتا تھا کہ وہ تجھے عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔ آج تجھ پر واضح ہو گیا کہ تو انتہائی ذلیل ورسوا ہے۔ (تفسیر سعدی:2505/3)

سوال 2: یہ بات کیوں کہی جائے گی کہ تو بڑی عزت اور اکرام والا تھا؟

جواب: یہ بات اس لئے کہی جائے گی کہ دنیا میں کافر ایمان والوں کو حقارت سے دیکھتا ہے اور خود کو معزز سمجھتا ہے، کافر کو اس کی حیثیت کا اندازہ کروایا جائے گا کہ تمہاری عزت تو گرم پانی سے کی جاسکتی ہے لہٰذا چکھو اس کا مزہ۔

﴿اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ﴾

”یقیناً یہ وہی چیز ہے جس میں تم شک کرتے تھے“(50)

سوال: ﴿اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ﴾ ”یقیناً یہ وہی چیز ہے جس میں تم شک کرتے تھے“ کافروں سے کہا جائے گا لو دیکھو یہ ہے جہنم جس کا تم یقین نہیں کرتے تھے۔ انہیں دوزخ میں جھونک کر کہا جائے گا یہ ہے وہ آگ جس کا تمہیں یقین نہیں آتا تھا۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٤﴾﴾ ”جس دن اُنہیں دھکیلا جائے گا جہنم کی آگ کی طرف، سخت دھکیلا جانا۔ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔“ (طور:14،13)

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ﴾

”بے شک متقی لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے“(51)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: متقیوں کے انجام کی وضاحت ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ﴾ ”بے شک متقی لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے“ یعنی جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت سے اس کی اطاعت کرتے رہے اور اس کے عذاب کے خوف سے اس کے نواہی سے رکتے رہے۔

(2) یعنی جو لوگ ایمان لائے، انہوں نے نیک عمل کیے، انہوں نے شرک اور نافرمانیوں سے اجتناب کیا امن کے مقام میں ہوں گے، انہیں کسی حال میں بھی خوف نہیں ہوگا۔ (3) امن کی جگہ سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں نہ کوئی موت کا کھٹکا ہوگا نہ غم اور پریشانی اور نہ محنت ومشقت، حدیث میں ہے کہ اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ یہاں تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہوگے، ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے، ہمیشہ خوشحال رہو گے کبھی خستہ حال نہ ہوگے، ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہوگے۔ (صحیح مسلم: 2837) (ابن کثیر) (اشرف الحواشی: 594/1)

(4) امن والے مقام یعنی مقام امین کی بات جہنم کے بالمقابل کی گئی ہے کہ ایک طرف دہشت ہے، عذاب ہیں اور دوسری طرف امن کا مقام ہے جہاں اطمینان ہے، راحتیں ہیں، جہاں ہر قسم کے خوف اور اندیشوں سے محفوظ ہیں۔ یہ بتاؤ کہ بھلا دونوں میں سے کون سا انجام اچھا ہے؟ یوں اللہ تعالیٰ نے مقام امین کے تذکرے سے فیصلہ کن موڑ تک پہنچا دیا ہے۔

﴿فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ﴾

”باغوں اور چشموں میں“ (52)

سوال: متقی باغات اور چشموں میں ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ﴾ ”باغوں اور چشموں میں“ اللہ تعالیٰ کے فرماں برداروں کو جنت میں ایسے باغات ملیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی جن کے سائے طویل، جن کے پھل کبھی ختم نہ ہونے والے ہوں گے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ (٥٤) فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ (٥٥)﴾ ”بلاشبہ متقی لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ صدق کی مجلس میں، بڑے ذی اقتدار بادشاہ کے پاس۔“ (القمر: 55,54)

﴿يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ﴾

”وہ باریک ریشم اور دبیز ریشم میں سے پہنیں گے، اس حال میں کہ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے“ (53)

سوال: اہل جنت کا لباس اور ان کی مجلسیں کیسی ہوں گی، اس کی وضاحت ﴿يَلْبَسُونَ... مُتَقَابِلِينَ﴾ کی روشنی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب: (1)﴿يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ﴾ ”وہ باریک ریشم اور دبیز ریشم میں سے پہنیں گے“ جنت میں اللہ تعالیٰ سے امید باندھنے اور خوف رکھنے والے متقیوں کے لیے سبز ریشم اور اطلس کے لباس ہوں گے۔ جن میں باریک ریشم کا لباس بھی ہوگا اور دبیز جھلملاتے ریشم کے لباس بھی ہوں گے۔

(2)﴿مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ ”آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے“ اہل جنت کے چہرے بھی ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے اور ان کے دل بھی کدورت، رنجشوں، بدگمانیوں، غم اور غصے سے پاک ہوں گے۔ وہ محبت، اطمینان اور بہترین حسن معاشرت کے ساتھ جذبِ باہم سے سونے سے بنے ہوئے تختوں پر عزت کے ساتھ مجالس میں ایک دوسرے کے سامنے رونق افروز ہوں گے۔ کسی کی دوسرے کی طرف پشت نہیں ہوگی۔ انہیں ہر طرح کا عیش و آرام اور راحت و اطمینان نصیب ہوگا۔

(3) انسان کی فطرت ہے کہ وہ انسانوں کے درمیان رہنا چاہتا ہے۔ دوستوں کی مجلس اسے بھلی لگتی ہے۔ جنت کے مناظر کو یہاں سامنے رکھا گیا تا کہ اس خوب صورت زندگی کے لئے لوگ یہاں کوششیں کریں۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ (۴۱) فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ (۴۲) فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (۴۳) عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (۴۴)﴾ ”اُن ہی کے لیے معلوم رزق ہے۔ لذیذ پھل ہیں اور وہ عزت سے رکھے جائیں گے۔ نعمت بھری جنتوں میں۔ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔“ (الصفات: 41-44)

﴿كَذٰلِكَ ۗ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ﴾

”اسی طرح ہے اور ہم اُن کو بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے بیاہ دیں گے“ (54)

سوال: ﴿كَذٰلِكَ ۗ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿كَذٰلِكَ ۗ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ﴾ ”اسی طرح ہے اور ہم اُن کو بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے بیاہ دیں گے“ یعنی اہل جنت کو اتنے انعامات کے ساتھ گورے گورے جسم والی، بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں بھی ملیں گی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ﴾ ”اُن میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہوں گی، جنہیں اُن سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا تک نہیں۔“ (الرحمن: 56)

(2) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک شام گزار دینا دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کے لیے جنت میں ایک ہاتھ برابر جگہ یا کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا میں اور جو کچھ دنیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں ہے اس سب سے بہتر ہے اور اگر اہل جنت میں سے کوئی عورت (یعنی حور) زمین والوں کی طرف جھانک لے تو وہ تمام فضا کو جو آسمان وزمین کے درمیان ہے، روشن کردے اور اس کو خوشبو سے بھر دے اور بے شک اس کا دوپٹا جو اس کے سر پر ہے تمام دنیا والوں اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے بہتر ہے۔'' (بخاری:2796)

﴿يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ﴾

''اُن میں وہ ہر قسم کے پھل اطمینان سے طلب کریں گے'' (55)

سوال: جنت کے پھلوں کی وضاحت ﴿يَدْعُوْنَ ۔۔۔ اٰمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ﴾ ''اُن میں وہ ہر قسم کے پھل اطمینان سے طلب کریں گے'' وہ جنت میں جس پھل کی خواہش کریں گے اپنے سامنے موجود پائیں گے۔ جنت میں ہر طرح کا پھل ہوگا۔

(2) ان پھلوں کے کم یا ختم ہونے کا اندیشہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ﴾ ''نہ ختم ہونے والے اور نہ روک دیے جانے والے'' (الواقعہ:33) طلب کے ساتھ ہی حاضر کر دیے جائیں گے اور ارادے کے ساتھ ہی موجود ہوں گے۔

﴿لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ﴾

''وہ وہاں موت کو نہ چکھیں گے سوائے پہلی موت کے اور وہ اُن کو جہنم کے عذاب سے بچالے گا'' (56)

سوال: اہل جنت کو کبھی موت نہ آئے گی، اس کی وضاحت ﴿لَا يَذُوْقُوْنَ ۔۔۔ عَذَابَ الْجَحِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى﴾ ''وہ وہاں موت کو نہ چکھیں گے سوائے پہلی موت کے'' اہل جنت کو موت نہیں آئے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لاکر جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔'' (بخاری، تفسیر سورۃ مریم:4730)

(2) یعنی دنیا میں کوئی موت سے مستثنیٰ نہیں موت تو ہر ایک کو آئے گی ہاں جنت وہ مقام ہے جہاں نہ وہ بیمار ہوں گے، نہ بوڑھے اور نہ انہیں موت آئے گی۔

(3) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے تو ایک آواز دینے والا ان کے درمیان کھڑا ہو کر پکارے گا کہ اے جہنم والو! اب تمہیں موت نہیں آئے گی اور اے جنت والو! تمہیں بھی موت نہیں آئے گی بلکہ ہمیشہ یہیں رہنا ہوگا۔" (بخاری:6544)

(4) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایک آواز دینے والا آواز دے گا: اے جنت والو! تمہارے لئے یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ تم صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے اور تم زندہ رہو گے اور تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور تم جوان رہو گے اور تم کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تم آرام میں رہو گے تمہیں کبھی تکلیف نہیں آئے گی تو اللہ عزوجل کا یہی فرمان ہے، کہ آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے تم اپنے نیک اعمال کے بدلے میں جنت کے وارث ہوئے۔" (مسلم:7157)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جنت میں جائے گا وہ سکون سے ہوگا اور بے غم رہے گا نہ کبھی اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ اس کی جوانی زوال پذیر ہوگی۔" (مسلم:7156)

(6) ﴿وَوَقٰىهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ﴾ "اور وہ اُن کو جہنم کے عذاب سے بچا لے گا" اہل جنت کے لیے سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ انہیں جہنم سے بچا لے گا۔

﴿فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ﴾

"آپ کے رب کی طرف سے فضل ہے، یہی بڑی کامیابی ہے" (57)

سوال: جہنم سے نجات اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اس کی وضاحت ﴿فَضۡلًا ...هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكَ﴾ "آپ کے رب کی طرف سے فضل ہے" جہنم سے نجات دینا اللہ تعالیٰ کا احسان اور اس کا فضل ہے۔

(2) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دے سکے گا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ کو بھی نہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا: "مجھے بھی نہیں سوائے اس کے اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سائے میں لے لے، پس تم کو چاہیے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ صبح اور شام، اسی طرح رات کو ذرا سا چلا کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔" (بخاری:6463)

(3) ﴿ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ﴾ "یہی بڑی کامیابی ہے" رب العزت نے فرمایا: ﴿فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدۡخِلَ الۡجَـنَّةَ فَقَدۡ فَازَ﴾ "چنانچہ جو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا۔" (آل عمران:185)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾

”پھر یقیناً ہم نے اسے آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں“ (58)

سوال: قرآن آسان ہے، اس کی وضاحت ﴿فَإِنَّمَا ... يَتَذَكَّرُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ ”پھر یقیناً ہم نے اسے آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں“ اللہ رب العزت نے یہ قرآن آپ ﷺ کی زبان میں آپ تک پہنچایا ہے تاکہ آپ کی قوم اسے سمجھے، نصیحت اور عبرت حاصل کرے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرے۔

(2) قرآن آسان بنایا گیا ہے، دلائل سے مزین ہے، فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے تاکہ لوگ آسانی سے سمجھ کر اس پر خوشی خوشی عمل کریں۔

(3) ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾ ”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا، تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟“ (القمر: 22)

(4) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہو پھر جتنا قرآن تم با آسانی پڑھ سکتے ہو پڑھو، اس کے بعد اطمینان سے رکوع کرو اور پھر بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ، اس کے بعد اطمینان سے سجدہ کرو اور پھر اطمینان سے قعدہ میں بیٹھو اسی طرح اپنی نماز میں کیا کرو۔“ (مسلم: 885)

ع 3 17 16

﴿فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ﴾

”پھر آپ بھی انتظار کریں، یقیناً وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں“ (59)

سوال: قرآن مجید کو نہ ماننے والوں کو جو تنبیہ کی گئی، اس کی وضاحت ﴿فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ﴾ ”پھر آپ بھی انتظار کریں، یقیناً وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں“ یعنی اگر لوگ اب بھی قرآن کو نہیں مانتے اسے جھٹلاتے ہیں تو آپ انہیں تنبیہ کر دیں کہ آؤ ہم انتظار کرتے ہیں اور آپ بھی انتظار کرو پھر دیکھتے ہیں کہ کس کا بول بالا ہوتا اور کون ہلاک ہوتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾ ”اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے، اللہ تعالیٰ یقیناً

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بڑی قوت والا ہے، سب پر غالب ہے۔'' (المجادلہ:21)

(2)﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (۵۱) یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (۵۲)﴾ ''یقیناً ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور اُن لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔ جس دن ظالموں کو اُن کی معذرت فائدہ نہ دے گی اور اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے بدترین گھر ہوگا۔'' (غافر:52,51) اللہ رب العزت انبیاء اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کا بول بالا کر دیتا ہے۔

اٰیَاتُهَا 37 — 45- سُوْرَةُ الْجَاثِیَةِ مَکِّیَّةٌ - 65 — رُکُوْعَاتُهَا 4

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے۔ اس میں 4 رکوع اور 37 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 45 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 65 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿حٰمٓ﴾

''حٰمٓ'' (1)

سوال: ﴿حٰمٓ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿حٰمٓ﴾ حروف مقطعات میں سے ہے جس کے معنی کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

﴿تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ﴾

''اس کتاب کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے جو سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' (2)

سوال: قرآن مجید غالب اور کمال حکمت والے کا کلام ہے، اس کی وضاحت ﴿تَنْزِیْلُ... الْحَکِیْمِ﴾ کی روشنی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب:(1)﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ﴾ ''اس کتاب کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے جو سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' یعنی یہ کلام محمد ﷺ کا نہیں اللہ تعالیٰ کا ہے جو العزیز ہے۔(2) اللہ تعالیٰ ﴿الْعَزِيْزِ﴾ ہے غلبہ رکھتا ہے لہٰذا اس نے جو کتاب نازل کی ہے اُس کو کوئی زیر نہ کر سکے گا کیونکہ یہ کسی بے زور بادشاہ کا کلام نہیں ہے۔ یہ ہر حال میں اپنے مخالفوں پر غالب آ کر رہے گا۔ تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن کی دعوت کو سب سے بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔(3)﴿الْحَكِيْمِ﴾ کی طرف سے کتاب نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مضامین، ان کی ترتیب، ان کی پیش کش سب عقل پر مبنی ہے۔ قرآن مجید کی کوئی بات گزشتہ ڈیڑھ ہزار برس سے غلط ثابت نہیں کی جا سکی۔

﴿اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''یقیناً آسمانوں اور زمین میں اہلِ ایمان کے لیے واقعی بہت سی نشانیاں ہیں'' (3)

سوال 1: زمین و آسمان اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ... لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''یقیناً آسمانوں اور زمین میں'' یعنی زمین و آسمان کی ایجاد میں، ان کی تخلیق میں۔

(2)﴿لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اہلِ ایمان کے لیے واقعی بہت سی نشانیاں ہیں'' اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی صفات، اس کے اسماء اور اس کے افعال کی نشانیاں ہیں جن پر ایمان والے غور و فکر کرتے ہیں۔ ایمان نے انہیں یقین تک پہنچا دیا ہے۔

(3)﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ﴾ ''یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے۔'' (المؤمن:57)

(4)﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اور کیا بھلا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو اُن کی تخلیق سے تھکا نہیں، اس پر قادر ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے؟ ہاں! یقیناً وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الاحقاف:33)

(5)﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ ''یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات اور دن کے بدلنے میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔'' (آل عمران:190)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: نشانیاں ایمان لانے والوں کو ہی کیوں فائدہ دیتی ہیں؟

جواب: نشانیاں ایمان لانے والوں کو ہی فائدہ دیتی ہیں: (1) ایمان والے زندگی کی بنیادی حقیقتوں کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ (2) حقیقت کے بارے میں ان کا نظریہ درست ہوتا ہے۔ (3) ایمان ہی وہ قوت ہے جو دلوں کے دروازے کھولتی ہے۔ اسی سے انسان کے دل کے اندر روشنی آسکتی ہے پھر انسان کائنات کی نشانیوں کو دیکھ سکتا ہے۔

﴿وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾

''اور تمہاری اپنی پیدائش میں اور اُن جانوروں میں جنہیں وہ زمین میں پھیلاتا ہے، نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں''(4)

سوال 1: انسانوں اور حیوانات کی تخلیق پر غور وفکر کرنے والے یقین کے درجے تک پہنچتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَفِيْ خَلْقِكُمْ ... يُّوْقِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَفِيْ خَلْقِكُمْ﴾ ''اور تمہاری اپنی پیدائش میں'' یعنی انسان کی تخلیق میں اس کی پیدائش کے مختلف مراحل میں نطفے سے علقہ تک، علقہ سے مضغۃ تک اور مضغۃ سے کامل انسان بننے تک، اس کی سماعت، بصارت نطق اور رنگ میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ انسان ان پر غور وفکر کر کے ایک خالق کو پالیتا ہے۔

(2) ﴿وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ﴾ ''اور اُن جانوروں میں جنہیں وہ زمین میں پھیلاتا ہے'' زمین پر پھیلے ہوئے مختلف قسم کے جانوروں، درندوں اور سمندری اور خشکی کے جانوروں کے اختلاف میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

(3) ہر جانور اپنی عمر، جنس، جسم، کاموں، قوتوں اور اپنی عمر کے اعتبار سے خالق کی نشانی ہے۔ جانوروں کے پھیلنے کے لئے رب نے کیسے ان جانوروں اور حشرات کی پیدائش کا نظام بنایا ہے کہ زندگی ممکن رہے مثلاً گدھ اور باز مضر پرندے ہیں ان کی عمر لمبی ہے لیکن آبادی کم ہے۔ اگر یہ تعداد میں زیادہ ہوتے تو دنیا میں شاید چھوٹے بڑے کسی پرندے کی نسل نہ ہوتی۔ اسی طرح اگر شیر بکریوں یا ہرنوں کی طرح تعداد میں زیادہ ہوتے تو دوسرے جانوروں کی زندگی خطرے میں ہوتی۔ مکھی اپنی زندگی میں لاکھوں انڈے دیتی ہے اس کی زندگی دو ہفتے تک ہوتی ہے۔ اگر مکھی کی زندگی طویل ہوتی تو انسانی جسموں کو ڈھانپ دیتیں، آنکھیں کھا جاتیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نشانی پکار پکار کر کہتی ہے ہم میں غور وفکر کرو۔

(4) ﴿اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾ ''نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں'' یعنی اشیاء کی حقیقت کے دلائل ان لوگوں کو نفع دیتے ہیں جو یقین کرتے ہیں۔ (جامع البیان: 145/25)

سوال 2: یقین رکھنے والوں کو نشانیاں کیا فائدہ دیتی ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: یقین رکھنے والے دل تیار اور مائل ہوتے ہیں، احساس کرتے ہیں، متاثر ہوتے ہیں۔ایمان اور یقین دلوں کو ثابت، برقرار اور مطمئن رکھتا ہے۔ایسے دلوں سے پریشانی اور بے چینی ختم ہو جاتی ہے۔ایسے دل اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین کر لیتے ہیں۔

﴿وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ

"اور رات اور دن کے بدلنے میں اور جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے رزق نازل کیا پھر اُس کے ذریعے زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کر دیا

بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ﴾

اور ہواؤں کے پھیرنے میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں" (5)

سوال: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی وضاحت ﴿وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ... يَّعۡقِلُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ﴾ "اور رات اور دن کے بدلنے میں" یعنی رات اور دن کے آنے جانے میں، اور ان کے بڑے چھوٹے ہونے میں نشانیاں ہیں۔

(2) ﴿وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ﴾ "اور جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے رزق نازل کیا" یہاں رزق سے مراد پانی ہے جس سے زمین میں رزق کے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔بارش کے نزول میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

(3) اس بارش کے برسنے میں سورج کا، سمندر کا، فضاؤں کا کتنا دخل ہے۔اتنے وسیع پیمانے پر ہونے والے کائناتی انتظامات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

(4) ﴿فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا﴾ "پھر اُس کے ذریعے زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کر دیا" یعنی بارش کے بعد زمین کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔(5) خشک زمین بارش کے بعد سبزے سے لہلہانے لگتی ہے۔

(6) ﴿وَتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ﴾ "اور ہواؤں کے پھیرنے میں" یعنی ہوائیں اسی کے اختیار میں ہیں۔کچھ ہوائیں ایسی ہیں جو بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو ان کا پانی نچوڑ دیتی ہیں۔کون چلاتا ہے ان ہواؤں کو جو روح کو سرور سے بھر دیتی ہیں۔کس کے حکم سے چلتی ہیں؟

(7) ہوائیں شرقاً غرباً بھی چلتی ہیں، شمالاً جنوباً بھی چلتی ہیں۔گرم اور سرد بھی چلتی ہیں۔ہواؤں کے چلنے کا زمین کی محوری گردش سے تعلق ہے۔ان کا تعلق رات اور دن کی گردش سے بھی ہے اور اس رزق سے بھی جو آسمانوں سے نازل ہوتا ہے۔یقیناً اس میں عقل رکھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں کہ کیسے حرارت، ہوا اور رات دن مل کر کام کرتے ہیں؟ کون ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان سے کام لینے والا؟ یقیناً وہی جو ہر چیز کا خالق ہے، وہی مدبر اور منتظم بھی ہے جس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ جس کے پاس سارے اختیارات ہیں اور کوئی دوسرا ان اختیارات میں ادنیٰ سا بھی تصرف نہیں رکھتا۔

(8)﴿اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ ''بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں'' یعنی ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور صرف اسی کی عبادت کے دلائل ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل اور فطرت سلیم رکھتے ہیں اور جن لوگوں کے پاس عقل نہیں تو وہ ان آیات کو نہیں دیکھتے نہ ان کے علاوہ دوسری نشانیوں کو دیکھتے ہیں۔ (ایسر التفاسیر:1445)

(9) امام رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو ان دلائل کو سمجھو اور اگر آپ مومن نہیں ہو بلکہ حق اور یقین کی طلب رکھنے والے ہو تو ان دلائل کو سمجھو۔ اگر تم مومن ہو نہ یقین رکھنے والے ہو اور تم عقل مندوں کے زمرے میں ہو تو ان دلائل کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ (تفسیر منیر:272/13)

(10)﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴾ ''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کے بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو وہ چیزیں لے کر سمندر میں چلتی ہیں جو لوگوں کو نفع دیتی ہیں اور اُس پانی میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُتارا، پھر اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہواؤں کی گردش میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں یقیناً ان لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔'' (البقرۃ:164)

﴿تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ

''یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جنہیں ہم حق کے ساتھ آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں اب اللہ تعالیٰ اور اُس کی آیات کے بعد

وَاٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ﴾

کس بات پر یہ ایمان لائیں گے؟'' (6)

سوال 1: مشرک قرآن سن کر ایمان نہیں لاتے، اس کی وضاحت ﴿تِلْكَ ... یُؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں'' یعنی یہ آیات اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کے علم، اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدرت، اس کی مخلوق پر اس کی ربوبیت کو واجب کرنے والے دلائل ہیں سو وہ معبود حقیقی ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ (ایسر التفاسیر:1446،1445)

(2) ﴿نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَقِّ﴾ ''جنہیں ہم حق کے ساتھ آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں۔'' یعنی سچائی کے ساتھ جس میں کوئی باطل اور جھوٹ نہیں ہے۔

(3) ﴿فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍۢ بَعۡدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤۡمِنُوۡنَ﴾ ''اب اللہ تعالیٰ اور اُس کی آیات کے بعد کس بات پر یہ ایمان لائیں گے؟'' یعنی یہ مشرک اگر اللہ تعالیٰ کو رب اور الٰہ نہیں مانتے اور قرآن کی صاف ستھری، سلجھی ہوئی آیات پر ایمان نہیں رکھتے جن میں ہدایت، بھلائی اور نور ہے تو یہ کس چیز پر ایمان لائیں گے؟ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد کون سی چیز ہے جو ایمان اور یقین کے قابل ہے؟

﴿وَيۡلٌ لِّـكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ﴾

''ہر سخت جھوٹے گناہ گار کے لیے بڑی ہلاکت ہے'' (7)

سوال: مشرکوں کے لیے ''ویل'' کی وعید کی وضاحت ﴿وَيۡلٌ لِّـكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيۡلٌ لِّـكُلِّ اَفَّاكٍ﴾ ''ہر سخت جھوٹے گناہ گار کے لیے'' یعنی ہر جھوٹے شخص کے لیے ویل ہے، بربادی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کے بارے میں بے دلیل بولتا ہے۔ (تفسیر قاسمی:387/14)

(2) سیدنا معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''ہلاکت ہے اس کے لیے جو اس غرض سے جھوٹ بولے کہ اس سے لوگ ہنسیں۔ ہلاکت ہے اس کے لیے! ہلاکت ہے اس کے لیے!'' (ابوداؤد:4990)

(3) سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف منہ کر کے فرماتے: ''تم میں سے کسی نے اگر آج شب کو کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرے۔'' سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ اسے بیان کر دیتا پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا، آپ ﷺ اس کی تعبیر بیان فرماتے پس اسی دستور کے موافق ایک دن آپ ﷺ نے ہم سے دریافت فرمایا: ''تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' ہم نے عرض کی کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مگر میں نے آج شب دو اشخاص کو خواب میں دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ کو پکڑ لیا اور مجھے ایک مقدس زمین میں لے گئے۔ یکا یک میں وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور دوسرا آدمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ میں لوہے کا ایک آنکڑا لیے کھڑا ہے وہ اسے اس بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں داخل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی گدی تک پہنچ جاتا ہے تو اس سے ایک طرف کا جبڑا پھاڑ دیتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے جبڑے کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتا ہے اور اس دوران اس کا پہلا جبڑا مندمل ہو جاتا ہے۔ پھر دوبارہ وہ ایسا ہی کرتا ہے تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے جواب دیا کہ وہ شخص جس کا جبڑا پھاڑا جا رہا ہے وہ جھوٹ بولنے والا ہے، دنیا میں جھوٹی باتیں کیا کرتا تھا اور وہ اس سے آگے نقل کی جاتی تھیں یہاں تک کہ تمام اطراف عالم میں پہنچ جاتی تھیں۔ لہٰذا روز قیامت تک ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جو آپ نے دیکھا۔" (بخاری:1386)

(4) ﴿اَثِيْمٍ﴾ "گناہ گار" یعنی استدلال کو چھوڑ کر گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

﴿يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ

"جو اللہ تعالیٰ کی آیات سنتا ہے جب وہ اُس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں پھر تکبر کرکے اِصرار کرتا ہے گویا اُس نے اُنہیں سنا ہی نہیں،

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾

چنانچہ آپ ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوش خبری دے دیں" (8)

سوال: ﴿يَّسْمَعُ ... اَلِيْمٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ﴾ "جو اللہ تعالیٰ کی آیات سنتا ہے جب وہ اُس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں" یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کو سنتے ہیں اور غور وفکر کرنا تو دور کی بات ہے ان سے ایسے منہ پھیر لیتے ہیں گویا کہ سنا ہی نہیں، ایسے لوگوں پر آیات کے سننے سے حجت قائم ہو جاتی ہے۔

(2) ﴿ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا﴾ "پھر تکبر کرکے اِصرار کرتا ہے گویا اُس نے اُنہیں سنا ہی نہیں" آیات کے اثرات جو تکبر کی وجہ سے مرتب ہوتے ہیں وہ کتنے مختلف ہیں ان اثرات سے جو ایمان اور یقین کے ساتھ عاجزی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

(3) وہ یوں سنتے ہیں گویا کہ انہوں نے سنا ہی نہیں یعنی قرآن سن کر بھی تکبر اور سرکشی پر اڑے رہتے ہیں۔ یہ آیات ان کے تکبر میں مزید اضافہ کرتی ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو دل کی پاکیزگی کے لیے نہیں سنا اس لیے انہیں آیات کے بارے میں کچھ علم ہوتا ہے تو وہ مذاق اڑاتے ہیں۔

(4) ﴿فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ "چنانچہ آپ ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوش خبری دے دیں۔" یہ اللہ تعالیٰ کی جانب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہر جھوٹے گناہ گار کے لیے وعید ہے جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں میں مبتلا رہتے ہیں۔رب العزت نے انہیں وعید دی ہے کہ میں قیامت کے دن انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کروں گا۔(5)رب العزت نے فرمایا:﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِيۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا كَاَنَّ فِيۡۤ اُذُنَيۡهِ وَقۡرًا ۚ فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۷﴾﴾''اور لوگوں میں سے کوئی ہے جو غافل کر دینے والی بات خریدتا ہے تاکہ وہ علم کے بغیر ہی (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکادے اور اس (اللہ کی راہ) کا مذاق بنائے، یہی لوگ ہیں جن کے لیے رسواکن عذاب ہے۔ اور جب ہماری آیات اُس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، وہ تکبر کرتے ہوئے منہ موڑ جاتا ہے گویا اس نے اُنہیں سنا ہی نہیں، گویا اُس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہے، چنانچہ آپ اُس کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیں۔''(لقمان:7,6)

﴿وَاِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰيٰتِنَا شَيۡـَٔا ۨاتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ﴾

''اور جب ہماری آیات میں سے کچھ بھی جان لیتا ہے تو وہ اُس کا مذاق بنالیتا ہے، یہی لوگ ہیں جن کے لئے توہین آمیز عذاب ہے''(9)

سوال: قرآن کا مذاق اڑانے والوں کے لیے توہین آمیز عذاب ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا عَلِمَ ... مُّهِيۡنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰيٰتِنَا شَيۡـَٔا﴾''اور جب ہماری آیات میں سے کچھ بھی جان لیتا ہے''یعنی جب جھوٹا گناہ گار ہماری آیات میں سے کچھ سنتا ہے، اسے کوئی خبر ملتی ہے تو وہ انہیں سمجھ نہیں پاتا۔

(2)﴿اتَّخَذَهَا هُزُوًا﴾''تو وہ اُس کا مذاق بنالیتا ہے'' وہ ان آیات کا مذاق اڑاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی توہین کرتے ہیں جیسے ابوجہل نے جب یہ آیات سنیں﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الۡاَثِيۡمِ ﴿۴۴﴾﴾''یقیناً زقوم کا درخت۔گناہ گار کا کھانا ہے''(الدخان:44,43)تو اس نے اپنے ساتھیوں کے لیے کھجور اور مکھن منگوایا تو اس نے کہا:اس زقوم کو کھاؤ جس کی محمد ﷺ وعید دیتا ہے۔اور جب اس نے یہ آیت سنی﴿عَلَيۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ﴾''اُس پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں۔''(المدثر:30)تو اس نے کہا کہ اگر وہ انیس ہیں تو میں اکیلا ہی انہیں قابو کرلوں گا۔(تفسیر مراغی:120/9)

(3)﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ﴾''یہی لوگ ہیں جن کے لئے توہین آمیز عذاب ہے۔''یعنی ان جھوٹے گناہ گاروں کے لیے توہین آمیز عذاب ہے۔

﴿مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغۡنِيۡ عَنۡهُمۡ مَّا كَسَبُوۡا شَيۡـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوۡا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اُن کے آگے جہنم ہے اور جو اُنہوں نے کمایا اُس میں سے کچھ بھی اُن کے کام نہیں آئے گا اور نہ ہی وہ جن کو انہوں نے

﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا حمایتی بنالیا تھا اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے'' (10)

سوال: جھوٹے گناہ گاروں کو دیے جانے والے عذاب کی وضاحت ﴿مِنْ وَرَائِهِمْ ... عَظِيمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مِنْ وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ﴾ ''اُن کے آگے جہنم ہے'' یعنی جھوٹے اور گناہ گار لوگوں کے لیے جہنم کافی ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(2) وراء کے معنی آگے بھی اور پیچھے بھی، ادھر بھی اور ادھر بھی۔ اس لحاظ سے اس کے دو مطلب ہوئے۔ ایک یہ کہ ایسے لوگوں کو دنیا میں ذلت کا عذاب ہوگا اس کے بعد ان کے لیے عذاب جہنم بھی تیار ہے۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ انہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ اس ذلت کے عذاب کے بعد جہنم بھی ان کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ (تیسیر القرآن: 191/4)

(3) ﴿وَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ مَا كَسَبُوا شَيْئًا﴾ ''اور جو اُنہوں نے کمایا اُس میں سے کچھ بھی اُن کے کام نہیں آئے گا'' یعنی ان کے لیے ان کے مال، ان کی اولادیں اور ان کی جاہ اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کمایا کفایت نہیں کرے گا یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انہیں بچا نہیں سکے گا۔

(4) ﴿وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ﴾ ''اور نہ ہی وہ جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا حمایتی بنالیا تھا'' ان کے معبود جن کی وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان سے عذاب کو کچھ بھی دور نہیں کر سکیں گے۔

(5) یہ اولیاء بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: (i) وہ ہستیاں جن کی سفارش پر اعتماد کر کے لوگ بے دھڑک گناہ کے کام کرتے رہتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ فلاں حضرت کی بیعت ہیں وہ ہمیں سفارش کر کے اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے بچا لیں گے۔

(ii) وہ دوسری قسم کے لوگ یا حکمران یا سیاسی لیڈر جن کی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اس لیے اطاعت کی جاتی ہے کہ اطاعت کرنے والوں کے دنیوی مفادات ان سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی کارساز وہاں کام نہ آئے گا۔ (تیسیر القرآن: 191/4)

(6) ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ ''اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے'' یعنی انہیں جہنم میں بڑے بڑے عذاب سہنے پڑیں گے۔ اور جس کو رب العزت نے عظیم کہا اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع 1 11 17

﴿هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ لَهُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِيۡمٌ﴾

"یہ ہدایت ہے اور جن لوگوں نے اپنے رب کی آیات سے کفر کیا، اُن کے لیے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے" (11)

سوال: قرآن ہدایت ہے جس کو نہ ماننے والوں کے لیے دکھ بھرے عذاب ہیں، اس کی وضاحت ﴿هٰذَا هُدًى ... اَلِيۡمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هٰذَا هُدًى﴾ "یہ ہدایت ہے" یعنی یہ قرآن جس کو محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے وہ ہدایت ہے، بیان ہے اور حق پر دلیل ہے اور اسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے جو اس کی پیروی کرے اور اس پر عمل کرے۔ (جامع البیان: 147/25)

(2) قرآن گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لاتا ہے اور کفر سے ایمان کی طرف اور شرک سے توحید کی طرف لاتا ہے۔ اس میں ہدایت اور نور ہے۔

(3) قرآن حق، عدل اور خیر کی طرف دعوت دیتا ہے۔

(4) یہ قرآن ہدایت ہے۔ اور یہ سارے قرآن کا عمومی وصف ہے کہ وہ اپنی صفاتِ مقدسہ اور افعالِ حمیدہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی راہنمائی کرتا ہے اور اس کے رسولوں، اس کے اولیاء اور ان کے اوصاف کی معرفت کی راہنمائی کرتا ہے اور یہ قرآن نیک اعمال کی معرفت عطا کرتا ہے اور ان کی طرف دعوت دیتا ہے، برے اعمال کو بیان کرتا ہے اور ان سے روکتا ہے۔ قرآن اعمال کی جزا و سزا کو بیان کرتا ہے، جزائے دنیوی اور جزائے اخروی کو واضح کرتا ہے۔ پس ہدایت کے متلاشی لوگوں نے قرآن کے ذریعے سے ہدایت پائی اور یوں وہ فلاح اور سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ (تفسیر سعدی: 2509/3)

(5) ﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ﴾ "اور جن لوگوں نے اپنے رب کی آیات سے کفر کیا" یعنی جن لوگوں نے انکار کیا اور قرآن سے منہ موڑا جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات اور مخلوق پر حجت ہیں۔

(6) ﴿لَهُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِيۡمٌ﴾ "اُن کے لیے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے" جو لوگ قرآن کو نہیں مانتے ان کے لیے دکھ بھرے عذاب ہیں۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِيۡ سَخَّرَ لَكُمُ الۡبَحۡرَ لِتَجۡرِيَ الۡفُلۡكُ فِيۡهِ بِاَمۡرِهٖ

"اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا تاکہ اُس کے حکم سے اس میں جہاز چلیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ﴾

اور تا کہ تم اُس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تا کہ تم شکر گزار بنو" (12)

سوال 1: اللہ تعالیٰ نے سمندروں کو اس لیے مسخر کیا تا کہ انسان شکر گزار بنیں، اس کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ الَّذِیۡ ... تَشۡكُرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَكُمُ الۡبَحۡرَ﴾ "اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا" اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر انعامات میں سے ہے کہ اس نے سمندروں کو انسان کے لیے مسخر کیا۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال قدرت اور اپنے بندوں پر اتمام نعمت کا ذکر کیا ہے اور واضح فرمایا ہے کہ جو اس نے پیدا کیا اپنی مخلوق کے منافع کے لیے پیدا کیا ہے۔ (تفسیر قرطبی: 120/8)

(3) ﴿لِتَجۡرِیَ الۡفُلۡكُ فِیۡهِ بِاَمۡرِهٖ﴾ "تا کہ اُس کے حکم سے اس میں جہاز چلیں" یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے یہ آسانی پیدا کی ہے کہ انسان سمندروں میں کشتیاں اور جہاز چلا سکیں۔

(4) ﴿وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ﴾ "اور تا کہ تم اُس کا کچھ فضل تلاش کرو" یعنی تم رزق کے حصول کے لیے ملکوں ملکوں جا سکو۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿رَبُّكُمُ الَّذِیۡ یُزۡجِیۡ لَكُمُ الۡفُلۡكَ فِی الۡبَحۡرِ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمۡ رَحِیۡمًا﴾ "تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے لیے سمندر میں کشتی چلاتا ہے تا کہ تم اس کے فضل میں سے تلاش کرو، یقیناً وہ ہمیشہ سے تم پر رحم کرنے والا ہے۔" (بنی اسرائیل: 66)

(6) ﴿وَهُوَ الَّذِیۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِیًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡیَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ وَتَرَی الۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِیۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ﴾ "اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا تا کہ تم اس میں سے تر و تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے تم زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو۔ اور اس میں آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں پانی کو چیرنے والی ہیں اور تا کہ تم اس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تا کہ تم شکر ادا کرو۔" (النحل: 14)

(7) ﴿وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ﴾ "اور تا کہ تم شکر گزار بنو" یعنی تم اللہ تعالیٰ کے احسان کو مانو کہ سمندر اس کے ہیں جس نے انہیں انسانوں کے لیے مسخر کر دیا۔

(8) اور جب تم اس کا شکر ادا کرو تو وہ تمہیں اور زیادہ دے گا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّكُمۡ﴾ "یقیناً اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں ضرور ہی زیادہ دوں گا۔" (ابراہیم: 7)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کا چلنا کیا ثابت کرتا ہے؟

جواب: (1) سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کا چلنا یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت سے کشتیوں کا چلنا ممکن ہے، ورنہ وہ اگر موجوں کو سرکش بنا دے تو کوئی کشتی اور جہاز ٹھہر نہ سکے۔

(2) اگر مستقل طور پر موجوں میں طغیانی رہتی تو سمندری سفر ممکن نہ ہوتے۔

﴿وَسَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مِّنۡهُ ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ

”جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے مسخر کیا یقیناً اس میں بہت سی

لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ﴾

نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں“ (13)

سوال 1: کائنات کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے مسخر کیا تا کہ وہ اس میں غور و فکر کرے، اس کی وضاحت ﴿وَسَخَّرَ لَكُمۡ ... يَّتَفَكَّرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَسَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مِّنۡهُ﴾ ”جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے مسخر کیا“ رب العزت نے سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، دریا، حیوانات، معدنیات، نباتات اور بے شمار اشیاء انسان کے لیے مسخر کی ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا بِكُمۡ مِّنۡ نِّعۡمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيۡهِ تَجۡئَرُوۡنَ﴾ ”اور تمہارے پاس کوئی نعمت بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف چھوتی ہے تو تم اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو۔“ (النحل:53)

(2) ﴿اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ﴾ ”یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں“ ہر چیز انسان کی خدمت کے لیے مامور ہے تا کہ انسان اپنی ضروریات کے لیے اللہ تعالیٰ کے انتظامات اور اس کے انعامات پر غور و فکر کرے اور اس کا شکر ادا کرے۔

(3) یعنی کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کے وجود، اس کی الوہیت کے دلائل ہیں۔ ان پر غور و فکر کرو تا کہ تم یقین کر لو کہ اس کے سوا اس کائنات میں کوئی معبود نہیں۔

(4) آدمی دھیان کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ چیز اس کے بس کی نہ تھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی قدرت کاملہ سے یہ اشیاء

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہمارے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ تو لامحالہ ہم کو بھی کسی کے کام لگنا چاہئے وہ کام یہ ہی ہے کہ اس منعم حقیقی اور محسن علی الاطلاق کی فرماں برداری اور اطاعت گزاری میں اپنی حیات مستعار کے لمحات صرف کر دیں تا کہ آئندہ چل کر ہمارا انجام درست ہو۔ (تفسیر عثمانی: 593/2)

سوال 2: غور وفکر کرنے والے نشانیوں کو کیسے پا لیتے ہیں؟

جواب: غور وفکر کرنے والے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا علم رکھتے ہیں۔ جب اس کی قدرت کو کام کرتا دیکھتے ہیں تو اس میں وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو پہچان جاتے ہیں۔

﴿قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يَغۡفِرُوۡا لِلَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ اَيَّامَ اللّٰهِ

''ان لوگوں سے کہہ دو جو ایمان لائے کہ وہ ان سے درگزر کریں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے دنوں کی توقع نہیں رکھتے

لِيَجۡزِىَ قَوۡمًۢا بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ﴾

تا کہ وہ کچھ لوگوں کو اس کا بدلہ دے جو وہ کماتے تھے'' (14)

سوال: مشرکین کی ایذاء پر صبر کے حکم کی وضاحت ﴿قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ ... يَكۡسِبُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يَغۡفِرُوۡا لِلَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ اَيَّامَ اللّٰهِ﴾ ''ان لوگوں سے کہہ دو جو ایمان لائے کہ وہ ان سے درگزر کریں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے دنوں کی توقع نہیں رکھتے'' رب العزت نے اس آیت میں حکم دیا ہے کہ ان لوگوں کی ایذاء رسانیوں پر صبر کرو جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا یقین نہیں رکھتے یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول کی کوشش نہیں کرتے۔

(2) ایام اللہ (اللہ تعالیٰ کے دنوں) سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو کوئی خاص سزا دے یا اپنے فرماں برداروں کو کسی خصوصی انعام واکرام سے سرفراز فرمائے۔ (تفسیر عثمانی: 594,593/2)

(3) سیدنا عطاء رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ﴿لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يَغۡفِرُوۡا﴾ سے بالخصوص سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد ہیں اور ﴿لِلَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ اَيَّامَ اللّٰهِ﴾ سے عبداللہ بن ابی مراد ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر لوگ ایک کنوئیں کے پاس ٹھہرے جس کا نام ''مریسیع'' تھا۔ عبداللہ بن ابی نے اپنا غلام پانی لانے کیلئے بھیجا۔ غلام نے آنے میں دیر کی، جب آیا تو عبداللہ بن ابی نے پوچھا کہ دیر سے کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا غلام کنوئیں کے پاس بیٹھا تھا اس نے کسی کو بھی پانی لینے نہیں دیا جب تک کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکیزے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشکیزے اور خود اپنے آقا کے مشکیزے بھر نہیں لئے، عبداللہ بن ابی نے کہا کہ ہماری اور ان کی مثال اس کہاوت جیسی ہے، کہتے ہیں "سمن کلبك یا کلك" یعنی کتے کو خوب موٹا تازہ کرتا کہ وہ تجھے کھالے۔ یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی، انہوں نے تلوار نیام سے نکالی اور عبداللہ بن ابی کی طرف جانے کا ارادہ کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل کی۔ (آیات قرآنی کے شان نزول: 393,391)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ﴾ "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لاؤ اور انہیں اللہ تعالیٰ کے دنوں کی یاد دلاؤ، یقیناً اس میں ہر اُس شخص کے لیے نشانیاں ہیں جو بہت صبر کرنے والا، بہت شکر کرنے والا ہے۔" (ابراہیم:5)

(5) سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں لوگوں کو ایام اللہ کے ذریعے سے نصیحت کر رہے تھے اور ایام اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کی (بھیجی ہوئی) مصیبتیں ہیں۔" (مسلم:6165)

(6) ﴿لِيَجْزِيَ قَوْمًاۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ "تاکہ وہ کچھ لوگوں کو اس کا بدلہ دے جو وہ کماتے تھے" اللہ تعالیٰ نے عفو و درگزر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ان کی سزا تو قیامت کے دن تک مؤخر کر دی گئی ہے اور انہیں بری سزا دی جائے گی کیونکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اذیتیں دیں۔

(7) اس آیت میں رب العزت نے صبر کی عادت پیدا کرنے اور مخالفین کی تلخ باتیں سننے اور ان کی اذیتیں سہہ لینے کے بعد انہیں معاف کرنے کا حکم دیا۔ یہ اس وقت کا حکم ہے جب مسلمان کمزور تھے۔ بعد میں ہجرت اور جہاد کے احکام بھی نازل ہوئے۔

(8) صبر و تحمل اخلاق حسنہ میں سے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام کی توہین دیکھ کر صبر کرنا ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۡ

"جس نے کوئی نیک عمل کیا تو اُس کے اپنے ہی لیے ہے اور جس نے بُرائی کی تو اُس کا وبال اُسی پر ہے

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾

پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے" (15)

سوال: انسان اپنے اچھے برے اعمال کا خود ذمہ دار ہے، اس کی وضاحت ﴿مَنْ عَمِلَ ... تُرْجَعُوْنَ﴾ کی روشنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب: (1)﴿مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ﴾ ”جس نے کوئی نیک عمل کیا تو اُس کے اپنے ہی لیے ہے“ جو اس دنیا میں نیک عمل کرے گا یعنی ایمان اور اوامر ونواہی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ خود کو جنت میں داخلے کا اہل بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

(2)﴿وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا﴾ ”اور جس نے بُرائی کی تو اُس کا وبال اُسی پر ہے“ جو اپنی زندگی میں نہ ایمان لایا، نہ اس نے نیک عمل کیے کہ وہ اپنے نفس کو پاک کر لیتا تو اس کی برائی یعنی شرک اور نافرمانی کے کاموں کا وبال اسی پر ہوگا۔ وہ آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ڈالا جائے گا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنۡ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجۡزٰۤى اِلَّا مِثۡلَهَا ۚ وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ يُرۡزَقُوۡنَ فِيۡهَا بِغَيۡرِ حِسَابٍ﴾ ”جس نے برا عمل کیا تو وہ اُس کے برابر ہی بدلہ پائے گا اور جو کوئی نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت مگر وہ مومن ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اُس میں اُنہیں بے حساب رزق دیا جائے گا۔“ (المومن:40)

(4)﴿اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ ۖ وَاِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَهَا﴾ ”اگر تم نے بھلائی کی، تو تم نے اپنے آپ کے لیے بھلائی کی اور اگر تم نے برائی کی تو (وہ بھی) ان کے لیے ہے۔“ (بنی اسرائیل:7)

(5)﴿مَنۡ كَفَرَ فَعَلَيۡهِ كُفۡرُهٗ ۚ وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنۡفُسِهِمۡ يَمۡهَدُوۡنَ﴾ ”جس نے کفر کیا تو اُس کا کفر اُسی پر ہے اور جس نے نیک عمل کیا تو وہ اپنے لیے سامان تیار کر رہے ہیں۔“ (الروم:44)

(6)﴿مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ﴾ ”جس نے نیک عمل کیا تو اُس کے اپنے ہی لیے ہے اور جس نے برائی کی سو اسی پر ہے اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے۔“ (فصلت:46)

(7)﴿فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ ۞ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ ”تو جو ذرّہ برابر نیکی کرے گا وہ اُس کو دیکھ لے گا۔ اور جو ذرّہ برابر بدی کرے گا وہ اُس کو دیکھ لے گا۔“ (الزلزال:8,7)

(8)﴿ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ﴾ ”پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے“ اے لوگو! اس زندگی میں جو تم نے اچھے برے کام کیے، اس کے بعد تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے وہ تمہیں تمہارے اعمال کی اچھی بری جزا دے گا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ الۡكِتٰبَ وَالۡحُكۡمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت دی اور ہم نے اُنہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق عطا کیا

وَفَضَّلۡنٰهُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ﴾

اور ہم نے اُنہیں جہانوں پر فضیلت بخشی" (16)

سوال: یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کے خاص احسانات کی وضاحت ﴿وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا... عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ﴾ "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو دی" یعنی ہم نے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو دیے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر انعامات کا تذکرہ کیا ہے۔

(2) ﴿الۡكِتٰبَ﴾ "کتاب" اس سے مراد تورات ہے جو کہ شریعت کے احکامات کی کتاب تھی۔

(3) ﴿وَالۡحُكۡمَ﴾ "اور حکم" اس سے مراد حکمت اور فقہ ہے یعنی لوگوں کے درمیان جھگڑوں کے فیصلے۔ (الاساس: 5222/9)

(4) یعنی انہیں لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی قوت دی۔

(5) ﴿وَالنُّبُوَّةَ﴾ "اور نبوت" نبوت کی وجہ سے وہ پوری دنیا میں اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ سب سے زیادہ انبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے آئے۔

(6) ﴿وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ﴾ "اور ہم نے اُنہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق عطا کیا" یعنی انہیں کھانے پینے کے لیے پاکیزہ اور بہترین غذائیں دیں۔ انہیں اچھے ملبوسات اور برتنے کی عمدہ چیزیں دیں۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ وَّرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡا حَتّٰى جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقۡضِىۡ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ﴾ "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو ٹھکانہ دیا تھا، باعزت ٹھکانہ اور اُنہیں پاک چیزوں میں سے رزق دیا تھا تو اُنہوں نے باہم اختلاف نہیں کیا حتیٰ کہ ان کے پاس علم آ گیا، یقیناً آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے روز اس کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔" (یونس: 93)

(8) ﴿وَفَضَّلۡنٰهُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ "اور ہم نے اُنہیں جہانوں پر فضیلت بخشی" یعنی بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبطی قوم پر اور اپنے دور کے لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ یہ فضیلت امت مسلمہ کے سوا دیگر امتوں پر ہے۔

(9) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری نعمت کو جو میں نے تمہیں عطا کی تھی اور یقیناً میں نے تمہیں جہانوں پر فضیلت عطا کی تھی۔'' (البقرۃ:47)

﴿وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

''اور ہم نے اُنہیں دین کے بارے میں کھلے احکامات دیے پھر اُنہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ اُن کے پاس

الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

علم آ گیا تھا، آپس میں ضد کی وجہ سے، یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن اُن کے درمیان ان چیزوں میں فیصلہ کردے گا

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾

جن میں وہ اختلاف کرتے تھے'' (17)

سوال: بنی اسرائیل کے اختلافات سے امت مسلمہ کو سبق دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَاٰتَيْنٰهُمْ ... يَخْتَلِفُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ﴾ ''اور ہم نے اُنہیں دین کے بارے میں کھلے احکامات دیے'' یعنی رب العزت نے انہیں تورات اور انجیل عطا فرمائی۔ ان کے پاس دین کی روشن دلیلیں بھیجیں۔

(2) یہ آیات وہ معجزات ہیں جن کا انہوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے مشاہدہ کیا، یہ ان سے تقاضا کرتی ہیں کہ وہ بہترین طریقے سے ان کو قائم رکھیں، حق پر مجتمع رہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے واضح کیا ہے مگر انہوں نے اس کے برعکس حق کے ساتھ اس سے متضاد معاملہ کیا جو ان پر واجب تھا۔ پس جس معاملے میں ان کو مجتمع رہنے کا حکم دیا گیا تھا اس میں انہوں نے اختلاف کیا۔ (تفسیر سعدی:2512/3)

(3) امر سے مراد اقامت دین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں قائم اور نافذ کرنے کے لیے انہیں تمام ہدایات دے دی گئی تھیں اور یہ ہدایات بالکل واضح تھیں۔ (تیسیر القرآن:194/4)

(4) ﴿فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ﴾ ''پھر اُنہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے بعد کہ اُن کے پاس علم آ گیا تھا، آپس میں ضد کی وجہ سے" یعنی انہوں نے حق کا علم آ جانے کے بعد آپس کی ضد اور باہمی تعصب کی وجہ سے اختلاف کیا۔ ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی نے انہیں اختلاف پر آمادہ کیا تو ان کے درمیان پھوٹ پڑ گئی اور وہ کئی گروہوں میں بٹ گئے۔ (5) امت مسلمہ کو خبردار کیا گیا ہے کہ کہیں تم اختلاف نہ کر لینا۔

(6) ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ﴾ "یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن اُن کے درمیان ان چیزوں میں فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے" قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے سارے اختلافات کا فیصلہ فرمائے گا اور وہ حق پر عمل کرنے والوں کو باطل پرستوں اور خواہش پرستوں سے الگ کر دے گا۔

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ

"پھر ہم نے آپ کو دین کے معاملے میں ایک شریعت (واضح راستے) پر کر دیا ہے چنانچہ آپ اُسی کی پیروی کریں اور اُن

الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو علم نہیں رکھتے" (18)

سوال: بنی اسرائیل کے طریقے پر چلنے کی جو ممانعت کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ ... يَعْلَمُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے یہاں امت محمدیہ کو خبردار کیا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے راستے پر نہ چلے اور ان کے طریقے کو نہ اختیار کرے، اسی لیے فرمایا: ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا﴾ "پھر ہم نے آپ کو دین کے معاملے میں ایک شریعت (واضح راستے) پر کر دیا ہے چنانچہ آپ اُسی کی پیروی کریں" ہم نے آپ کے لیے ایک شریعت کاملہ کو مشروع کیا جو ہمارے حکم شرعی سے، ہر بھلائی کی طرف بلاتی ہے اور ہر برائی سے روکتی ہے۔ پس اس کی اتباع کرو کیونکہ اس کی اتباع میں ابدی سعادت، صلاح اور فلاح ہے۔ (تفسیر سعدی: 2513/3)

(2) قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے: شریعت سے مراد فرائض، حدود اور اوامر و نواہی ہیں۔ (جامع البیان: 151/25)

(3) ﴿وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ "اور اُن لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو علم نہیں رکھتے" یعنی خواہش پرستوں سے کوئی مطلب نہ رکھیں۔ یہ لوگ علم نہیں رکھتے جاہل ہیں جیسا کہ رؤسائے قریش اور بنو قریظہ کے جہلاء وغیرہ تھے۔ رؤسائے قریش نے کہا تھا اپنے آباء کے دین کی طرف لوٹ چلو۔ (البحر المحیط: 419/9)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اس سرزمین میں کبھی اس کی بندگی کی جائے لہٰذا اب وہ اس بات پر مطمئن ہے کہ شرک کے علاوہ وہ اعمال جنہیں تم معمولی سمجھتے ہو ان میں اس کی پیروی کی جائے لہٰذا شیطان سے ہر وقت خبردار رہو اور سنو میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں جسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہے۔“ (مستدرک حاکم)

﴿اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ

”بلاشبہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں آپ کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے اور یقیناً ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾

اور اللہ تعالیٰ متقیوں کا دوست ہے“ (19)

سوال 1: ﴿اِنَّهُمْ ... وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا﴾ ”بلاشبہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں آپ کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے“ یعنی اگر آپ ان کی پیروی کرو گے تو ایسا عذاب واجب ہو جائے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی دور نہیں کیا جا سکے گا۔ (2) خواہشاتِ نفس کی پیروی اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی فائدہ نہیں دے گی اس لیے ان کے ساتھ دوستی نہ رکھیں۔ یہ آپ کے کام آنے والے نہیں۔

(3) ﴿وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ ”اور یقیناً ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں“ ان کی دوستیاں آپس میں ہیں یہ دوسروں کے نقصان کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

(4) یہ لوگ باطل اور شر پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ آخرت میں ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکے گا۔

(5) ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ متقیوں کا دوست ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے مددگار اور معاون ہیں اور متقیوں سے مراد وہ ہیں جو شرک اور نافرمانی کے کاموں سے بچتے ہیں۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے وہ ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے دوست باطل معبود ہیں، وہ ان کو روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں، یہی لوگ جہنمی ہیں اور اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“ (البقرۃ:257)

سوال 2: رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کی خواہشات کی پیروی سے روکنے کے لیے کیا سمجھایا گیا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کو سمجھایا گیا کہ (1) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ ﷺ کے ہرگز کام نہیں آسکتے۔ (2) یہ ظالم ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں۔ (3) متقیوں کا دوست اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ﴾

”یہ لوگوں کے لیے بصیرت افروز دلائل ہیں اور اُن لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو یقین رکھتے ہیں“ (20)

سوال: قرآن یقین کرنے والوں کے لیے دلائل کا سرچشمہ ہے، اس کی وضاحت ﴿هٰذَا بَصَآئِرُ ... يُوۡقِنُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ﴾ ”یہ لوگوں کے لیے بصیرت افروز دلائل ہیں“ اے محمد ﷺ! یہ کتاب جو ہم نے آپ ﷺ پر نازل کی ہے لوگوں کے لیے بصیرت کی روشنی ہے وہ اس کے ساتھ حق کو باطل سے نمایاں دیکھتے ہیں اور وہ ہدایت کے راستے کو پہچانتے ہیں۔ (جامع البیان: 152/25)

(2) یہ قرآن تو دلوں کی آنکھ ہے جس سے اشیاء کی حقیقت کو دیکھتے ہیں۔ (الاساس فی التفسیر: 5225/9)

(3) سیدنا ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: قرآن سارے کا سارا قلب ہے اور سماعت اور بصارت بھی قلب میں ہوتی ہے اور انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَلٰكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ﴾ ”یقیناً آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔“ (الحج:46) (جامع البیان: 152/25)

(4) ﴿وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ﴾ ”اور اُن لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو یقین رکھتے ہیں“ یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے اور ایمان والے اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

(5) وہ اس کے ذریعے سے دین کے اصول و فروع میں صراط مستقیم کی طرف راہنمائی حاصل کرتے ہیں اور وہ دنیا و آخرت میں بھلائی، مسرت اور سعادت سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور یہ رحمت ہے، پس اس سے ان کے نفس پاک ہوتے ہیں،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس سے ان کی عقل میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے ان کا ایمان ویقین بڑھتا ہے اور اس پر حجت قائم ہوتی ہے، جو گمراہی پر اصرار کرتا اور عناد سے کام لیتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2513/3)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (٥٧) قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (٥٨)﴾ ''اے لوگو! بلاشبہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس عظیم نصیحت آ گئی ہے اور شفا ہے اس کے لیے جو دلوں میں ہے اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ آپ کہہ دیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے، سو اسی کے ساتھ تو لازم ہے کہ وہ خوش ہوں، وہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جسے لوگ جمع کرتے ہیں۔'' (یونس:58،57)

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

''کیا جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے اُنہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم اُنہیں اُن لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ ع 2 10 18

جنہوں نے نیک عمل کیے کہ اُن کا جینا اور مرنا برابر ہو جائے؟ بہت بُرا ہے جو وہ فیصلہ کر رہے ہیں'' (21)

سوال: مومن اور کافر برابر نہیں، اس کی وضاحت ﴿اَمْ حَسِبَ... يَحْكُمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''کیا جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے اُنہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم اُنہیں اُن لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے'' یعنی ہم گناہ گاروں اور اپنے رب کے حقوق میں کمی کرنے والوں کو ہم ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لا کر نیک عمل کرتے رہے یعنی جنہوں نے اپنے رب کے حقوق ادا کیے، اس کی ناراضی سے بچے اور اس کی رضا کو اپنی خواہشات پر ترجیح دی۔

(2) ﴿سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ﴾ ''ان کا جینا اور مرنا برابر ہو جائے'' یعنی کیا دنیا اور آخرت میں ان کے حقوق برابر ہوں گے، ان کا اندازہ بہت برا ہے۔ مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت عدل سے بدگمانی ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَا يَسْتَوِيْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ ''دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے، جنت میں جانے والے ہی کامیاب ہیں۔'' (الحشر:20) ﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ﴾ ''تو کیا جو شخص ایمان والا ہو اُس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو نافرمان ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دونوں برابر نہیں ہوتے۔“ (السجدہ:18)

(4)﴿سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ﴾ ”بہت بُرا ہے جو وہ فیصلہ کر رہے ہیں“ ان کا اندازہ اور ان کا یہ گمان بہت برا ہے اور بہت برا ہے وہ فیصلہ جو انہوں نے کیا ہے کیونکہ یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جو احکم الحاکمین سب سے بڑھ کر عادل ہستی کی حکمت کے خلاف، عقل سلیم اور فطرت مستقیم کے متناقض اور ان اصولوں کے متضاد ہے جنہیں لے کر کتابیں نازل ہوئیں اور جن کے بارے میں انبیاء و مرسلین نے آگاہ کیا۔ فی الواقع قطعی فیصلہ یہ ہے کہ اہل ایمان جو نیک عمل کرتے ہیں ان میں سے ہر ایک کے لئے اس کی نیکی کے مطابق نصرت، فلاح، سعادت اور دنیا و آخرت کا ثواب ہے اور برائیوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضی، رسوائی، عذاب اور بدبختی ہے۔ (تفسیر سعدی:2514/3)

(5)﴿اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ كَالۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ﴿٣٦﴾﴾ ”تو کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہے، تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟“ (القلم:36،35)

(6)﴿اَمۡ نَجۡعَلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالۡمُفۡسِدِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ اَمۡ نَجۡعَلُ الۡمُتَّقِيۡنَ كَالۡفُجَّارِ﴾ ”کیا ہم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے زمین میں فساد پھیلانے والوں کی طرح کر دیں؟ کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں؟“ (ص:28)

(7) طبرانی کی روایت ہے کہ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ اس آیت کو رات بھر پڑھتے رہے اور روتے رہے یہاں تک صبح ہوگئی۔ (ابن کثیر:70)

﴿وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَلِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ

”اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا تا کہ ہر شخص کو اُس کا بدلہ دیا جائے جو اس نے کمایا

وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ﴾

اور لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا“ (22)

سوال: اللہ تعالیٰ نے دنیا عدل و حکمت کے ساتھ بنائی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَخَلَقَ اللّٰهُ ... يُظۡلَمُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا“ یعنی اللہ رب العزت نے آسمانوں اور زمین کو عدل اور حکمت کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے تا کہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے، تا کہ لوگوں کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے۔ جیسا کہ فرمایا:(2)﴿وَلِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا كَسَبَتۡ﴾ ”تا کہ ہر شخص کو اُس کا بدلہ دیا جائے جو اس نے کمایا“ یعنی اللہ تعالیٰ انسانوں کا حساب لیں کہ اس نے جو نعمتیں لوگوں کو عطا کی ہیں وہ اس کا شکر ادا کر کے اس کی اطاعت کرتے ہیں یا نافرمانی کر کے اس کی سزا کے مستحق بنتے ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا عدل وحکمت کے ساتھ بنائی ہے تا کہ لوگ اپنے کیے ہوئے کاموں کا پورا بدلہ پائیں۔

(4)﴿وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ﴾ ”اور لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا“ اللہ تعالیٰ کی عدالت الٰہیہ میں قیامت کے دن عدل کی بنیاد پر فیصلے ہوں گے کسی کے ساتھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔ رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا لٰعِبِيۡنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقۡنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِيۡقَاتُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۴۰﴾﴾ ”اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور اُن دونوں کے درمیان جو کچھ ہے کھیلتے ہوئے پیدا نہیں کیا۔ ہم نے تو اُن کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن اُن کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ یقیناً فیصلے کا دن اُن سب کے لیے مقرر وقت ہے۔“ (الدخان:38-40)

(5)﴿اَلۡيَوۡمَ تُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا كَسَبَتۡ ؕ لَا ظُلۡمَ الۡيَوۡمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ﴾ ”آج ہر شخص کو بدلہ دیا جائے گا جو اُس نے کمایا تھا، آج کوئی ظلم نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔“ (المومن:17)

﴿اَفَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى

”پھر کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے علم کے باوجود

سَمۡعِهٖ وَقَلۡبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنۡ يَّهۡدِيۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ ؕ

اُسے گمراہی میں ڈال دیا اور اُس کے کان اور اُس کے دل پر مُہر لگادی اور اُس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا پھر اللہ تعالیٰ کے بعد

اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ﴾

اب کون اُسے ہدایت دے گا؟ تو کیا تم لوگ کوئی سبق حاصل نہیں کرتے؟“ (23)

سوال 1: خواہشات کو معبود بنانے والوں کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَفَرَءَيۡتَ ... تَذَكَّرُوۡنَ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰهُ﴾ ''پھر کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟'' یعنی کیا آپ نے کسی ایسے گمراہ شخص کو دیکھا ہے جو اس راستے پر چلتا ہے جہاں چلنے کو اس کا جی چاہتا ہے خواہ اللہ تعالیٰ اس راستے پر چلنے کو ناپسند کرتا ہو۔

(2) یعنی خواہش کے پیچھے بھاگنے والے کو دیکھو من چاہا کھائے اور جو من نہ چاہے اس پر منہ چڑھائے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿اَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰهُ ؕ اَفَاَنۡتَ تَکُوۡنُ عَلَیۡهِ وَکِیۡلًا (۴۳) اَمۡ تَحۡسَبُ اَنَّ اَکۡثَرَهُمۡ یَسۡمَعُوۡنَ اَوۡ یَعۡقِلُوۡنَ ؕ اِنۡ هُمۡ اِلَّا کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ سَبِیۡلًا (۴۴)﴾ ''کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟ تو کیا ایسے شخص پر آپ ذمہ دار ہوں گے؟ یا آپ خیال کرتے ہیں کہ اُن میں سے اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟ وہ چوپایوں جیسے ہیں بلکہ وہ راستے سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔'' (الفرقان:44,43)

(3) جو حلال وحرام اور اوامر ونواہی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں سمجھتا۔

(4) ابن منذر رحمہ اللہ اور ابن جریر رحمہ اللہ نے سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ قریش ایک زمانہ تک ایک پتھر کو پوجتے تھے پھر جب اس سے اچھا پتھر مل جاتا تو اس پہلے پتھر کو پھینک دیتے اور دوسرے کو پوجنا شروع کر دیتے اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن عباس:230/2) (5) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہی حال کافر کا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور کسی دلیل کے بغیر ہی اپنا کوئی دین بنا رکھا ہو۔ (الدر المنثور:429/7، فتح القدیر:12/5)

(6) رب العزت نے فرمایا:﴿وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا وَلٰکِنَّهٗۤ اَخۡلَدَ اِلَی الۡاَرۡضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ کَمَثَلِ الۡکَلۡبِ ۚ اِنۡ تَحۡمِلۡ عَلَیۡهِ یَلۡهَثۡ اَوۡ تَتۡرُکۡهُ یَلۡهَثۡ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَاقۡصُصِ الۡقَصَصَ لَعَلَّهُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ﴾ ''اور اگر ہم چاہتے تو اُس کو ان آیات کے ذریعے بلند کر دیتے مگر وہ تو زمین کی طرف جھک گیا اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑا تو اس کی مثال کتے جیسی ہے اگر آپ اس پر بوجھ ڈالیں تو زبان نکالے ہانپتا ہے، یا اسے چھوڑ دیں تو بھی وہ زبان نکالے ہانپتا ہے، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا۔ لہٰذا آپ اُن کو واقعات بیان کر دیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔'' (الاعراف:176)

(7)﴿وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَکَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا﴾ ''اور آپ ایسے شخص کی اطاعت نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے چلا ہے اور جس کا معاملہ حد سے گزرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے۔'' (الکہف:28)

(8)﴿یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِیۡفَةً فِی الۡاَرۡضِ فَاحۡكُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الۡهَوٰی فَیُضِلَّكَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَضِلُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌۢ بِمَا نَسُوۡا یَوۡمَ الۡحِسَابِ﴾ ''اے داؤد! یقیناً ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے سو آپ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکا دے گی یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکتے ہیں، اُن کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے۔'' (ص:26)

(9)﴿وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلۡمٍ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے علم کے باوجود اُسے گمراہی میں ڈال دیا'' اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت کے قابل نہ جانتے ہوئے اسے گمراہی میں پھینک دیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کا علم کامل ہے وہ جانتا ہے کہ کون پاک ہوسکتا ہے اور کون نہیں؟

(10)﴿وَّخَتَمَ عَلٰی سَمۡعِهٖ﴾ ''اور اُس کے کان پر مہر لگا دی'' اسی وجہ سے ایسا شخص کوئی ایسی بات نہیں سن سکتا جو اس کے لیے نفع مند ہو۔

(11)﴿وَقَلۡبِهٖ﴾ ''اور اُس کے دل'' اور اس کے دل میں کوئی بھلائی کی بات نہیں ٹھہرتی۔ وہ اسے یاد نہیں رکھ پاتا۔

(12)﴿وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً﴾ ''اور اُس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا'' یعنی بے شمار دلائل ہونے کے باوجود وہ کوئی دلیل دیکھ نہیں پاتا۔ (13) انسان حق کو دیکھتا ہے اور دیکھ نہیں پاتا یعنی اس کی نفسیاتی رکاوٹیں آجاتی ہیں کہ انسان کو نہ سنتا ہے نہ دکھائی دیتا ہے اور نہ دل سمجھنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

(14)﴿فَمَنۡ یَّهۡدِیۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ﴾ ''پھر اللہ تعالیٰ کے بعد اب کون اُسے ہدایت دے گا؟'' جب اللہ تعالیٰ کسی پر ہدایت کے دروازے بند کر دیتا ہے اور گمراہی کے دروازے کھول دیتا ہے تو ایسے شخص کو بھلا کون ہدایت پر لاسکتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؕ وَیَذَرُهُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِهِمۡ یَعۡمَهُوۡنَ﴾ ''جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اُس کو راستہ دکھانے والا کوئی نہیں اور انہیں وہ سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے کہ وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔'' (الاعراف:186)

(15)﴿اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ﴾ ''تو کیا تم لوگ کوئی سبق حاصل نہیں کرتے؟'' یعنی کیا تم وہ چیز اختیار نہیں کرتے جو تمہیں فائدہ دے اور تم اس چیز سے اجتناب نہیں کرتے جو تمہیں نقصان دے۔

(16) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''﴿لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُكُمۡ حَتّٰی یَكُوۡنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ﴾ ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اپنی خواہشات کو اس کے تابع نہ بنالے جو میں لے کر آیا ہوں۔'' (تفسیر منیر: 298,297/13)

سوال 2: خواہش نفس کو معبود بنانے سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) اس سے مراد ہے کہ خواہش جس طرف لے جائے اس طرف چل پڑنا۔ (2) جو نفس کہے اسے اچھا سمجھنا، یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مقابلے میں دل کی مرضی اور اپنی خواہش کو ترجیح دینا۔ (3) اپنی عقل کو اہمیت دینا جب کہ عقل بھی مفادات کی قیدی ہوتی ہے، متاثر ہوتی ہے، اور جیسے خواہش نفس انسان کو غلط راستے پر ڈالتی ہے ایسے ہی عقل بھی غلط راستے پر ڈال سکتی ہے۔ (4) اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین اور اس کی ہدایات کے مقابلے میں اپنی مرضی کے دین کو اختیار کرے۔

سوال 3: ﴿وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے علم کے باوجود اُسے گمراہی میں ڈال دیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے علم کے باوجود اُسے گمراہی میں ڈال دیا'' اس کے کئی مطلب ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ازلی علم میں یہ بات طے شدہ تھی کہ وہ گمراہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے اسی گمراہی کے راستہ پر چلا دیا جس پر وہ چل رہا تھا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص خیر و شر کی پوری تمیز اور اس کا علم رکھتا تھا۔ لیکن جب وہ اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے علم کے باوجود گمراہ کر دیا۔ تیسرا مطلب یہ ہے کہ آخرت کے منکرین اور دہریوں کا بھی فلسفہ ہوتا ہے جو انہیں گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ اور چوتھا یہ کہ سب مذہبی فرقوں کے بانی عموماً عالم اور ذہین لوگ ہی ہوا کرتے ہیں جو اپنی خواہشات کے پیچھے لگ کر کتاب و سنت میں تاویل کر کے اپنا نظریہ کشید کر لیتے ہیں۔ (تیسیر القرآن: 197/4)

﴿وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ

''اور اُنہوں نے کہا کہ یہی بس ہماری دنیا کی زندگی ہے اسی میں ہم مرتے ہیں اور ہم جیتے ہیں اور ہمیں زمانے کے سوا کوئی ہلاک نہیں کرتا

وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ﴾

حالانکہ اس بارے میں انہیں کوئی علم نہیں، وہ محض گمان کی باتیں کرتے ہیں'' (24)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: زندگی بعد موت اور قیامت کا انکار کرنے والوں کی تردید کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْا... يَظُنُّوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ﴾ ''اور انہوں نے کہا کہ یہی بس ہماری دنیا کی زندگی ہے اسی میں ہم مرتے ہیں اور ہم جیتے ہیں اور ہمیں زمانے کے سوا کوئی ہلاک نہیں کرتا'' دہریوں اور مشرکوں کے عقیدے کے بارے میں رب العزت نے واضح فرمایا جو موت کے بعد کی زندگی اور قیامت کو نہیں مانتے اور یہ کہتے ہیں کہ زندگی تو بس یہی ہے۔ موت اور زندگی دنیا میں ہی ہے اس سے آگے کچھ نہیں۔ اسی دنیا میں ہم پیدا ہوتے ہیں اور یہ گردش لیل ونہار ہے کہ کچھ لوگ مرجاتے ہیں اور کچھ پیدا ہوجاتے ہیں۔

(2) وہ مرنے کے بعد گل سڑ جانے کو تو مانتے ہیں لیکن اعمال کی جزا سزا کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جانے کو نہیں مانتے۔ (3) وہ کہتے ہیں زمانے کی گردش سے جب ہم بوڑھے ہوجاتے ہیں اور جب اتنے کمزور ہوجاتے ہیں کہ زندہ نہیں رہ سکتے تو مرجاتے ہیں۔ (موضح) (اشرف الحواشی: 597/1)

(4) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمانے کو گالی نہ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔'' (مسلم: 5862)

(5) حدیث قدسی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے ایذاء پہنچاتا ہے جب وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے (حالانکہ زمانہ بجائے خود کوئی چیز نہیں) میں زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں سارے اختیارات ہیں۔ رات اور دن بھی میں پھیرتا ہوں۔'' (بخاری تفسیر سورۃ الجاثیہ: 4826)

(6) ﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ﴾ ''حالانکہ اس بارے میں انہیں کوئی علم نہیں'' وہ یہ بات علم کے بغیر کہتے ہیں۔

(7) ﴿اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ﴾ ''وہ محض گمان کی باتیں کرتے ہیں'' انہوں نے آخرت کا انکار کیا اور کسی دلیل کے بغیر رسولوں کو جھٹلایا۔ ان کا وہم وگمان ہے جو حقیقت سے خالی ہے۔

﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا

''اور جب ہماری واضح آیات انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کے پاس کوئی دلیل اس کے سوا نہیں ہوتی کہ وہ کہتے ہیں کہ

ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو'' (25)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: دہریوں اور مشرکوں کے پاس دلائل قیامت کا جواب نہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا تُتۡلٰى ... صٰدِقِيۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ﴾ ''اور جب ہماری واضح آیات اُنہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں'' یعنی جب اللہ کے رسول ﷺ ان پر قرآن کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں جو بعث اور جزا پر دلالت کرتی ہیں اور اس پر ایمان اور اعتقاد کی دعوت دیتی ہیں۔

(2) ﴿مَّا كَانَ حُجَّتَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا ائۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ﴾ ''تو اُن کے پاس کوئی دلیل اس کے سوا نہیں ہوتی کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو'' ان کے پاس ہمارے رسول ﷺ کے سامنے پیش کرنے کے لیے کوئی حجت، کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر سچے ہو تو ہمارے بزرگوں میں سے کسی کو زندہ کر کے دکھا دو۔

﴿قُلِ اللّٰهُ يُحۡيِيۡكُمۡ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يَجۡمَعُكُمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ

''آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی دیتا ہے، پھر وہی تمہیں موت دے گا، پھر وہی تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا

ع 3 5 19

لَا رَيۡبَ فِيۡهِ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ﴾

جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے'' (26)

سوال: زندگی بعد موت کی جو دلیل گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلِ اللّٰهُ ... يَعۡلَمُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلِ اللّٰهُ يُحۡيِيۡكُمۡ﴾ ''آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی دیتا ہے'' اللہ رب العزت نے بعث کا انکار کرنے والوں کو دلیل دی ہے کہ وہ اللہ ہے جس نے تمہیں زندگی دی جب کہ تم مردہ نطفہ تھے۔

(2) ﴿ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ﴾ ''پھر وہی تمہیں موت دے گا'' پھر تمہیں بے اختیار کر کے موت دے گا۔

(3) ﴿ثُمَّ يَجۡمَعُكُمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ﴾ ''پھر وہی تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں'' یعنی وہ حساب کتاب اور جزا کے لیے تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

(4) ﴿وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ﴾ ''لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے'' لوگ وحی کو جھٹلاتے ہیں، غور و فکر نہیں کرتے اس لیے آخرت کا علم ان کے دل کی گہرائیوں تک نہیں پہنچتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) زندگی بعد موت کا عقیدہ دنیا میں زندگی کے لیے نہیں ہے کہ تم کہو کہ ہمارے بزرگوں کو زندہ کر کے دکھا دو۔ دنیا تو دار العمل ہے۔ زندگی بعد موت تو دار الجزا کے بارے میں ہے جب اعمال کی جزا سزا ملے گی۔

(6) دنیا کی زندگی تو اس لیے ملی ہے کہ تھوڑے سے وقت میں آخرت کے لیے تیاری کر لیں جو جزا کا دن ہے۔ دنیا عمل کے لیے اور آخرت بدلے کے لیے ہے اس لیے اسے جزا کا دن کہا جاتا ہے۔ لہٰذا قیامت کا انکار کرنے کی بجائے زندگی بعد موت کو مان لینا چاہیے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ”تم کیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے تو اُس نے تمہیں زندگی عطا کی پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“ (البقرۃ:28)

﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ﴾

”اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اُس دن اہلِ باطل خسارہ پائیں گے“ (27)

سوال: رسولوں کا انکار کرنے والے سخت خسارہ اٹھائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَلِلّٰهِ ... يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ”اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ کی بادشاہت وسیع ہے۔ وہ کائنات کا ازلی و ابدی بادشاہ ہے۔ وہ اکیلا کائنات کی تدبیر کرنے والا ہے اور وہی اس میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔ اس نے خبر دی ہے۔

(2) ﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ ”اور جس دن قیامت قائم ہوگی اُس دن اہلِ باطل خسارہ پائیں گے“ جس دن ساری مخلوق حشر کے میدان میں جمع ہوگی تو وہ لوگ جنھوں نے انبیاء کو نہیں مانا، کتابوں کا انکار کیا، جو آخرت کی جزا سزا کو نہیں مانتے تھے سخت خسارہ اٹھائیں گے۔ ان کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے کیونکہ وہ باطل سے تعلق رکھتے ہیں۔ قیامت کے دن انہیں سخت عذاب ہوگا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ ”اور بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی ہم نے بہت سے رسول بھیجے ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپ کو سنائے ہیں اور اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے حالات ہم نے آپ کو نہیں سنائے کسی رسول کے لیے بھی ممکن نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے آتا، پھر جب اللہ تعالیٰ کا حکم آگیا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور وہاں اہل باطل خسارے میں رہے۔" (المومن:78)

(3) ایک دفعہ سیدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ مدینہ آئے انہیں معلوم ہوا کہ معافری ایک ظریف الطبع آدمی ہیں جو اپنی شگفتہ باتوں سے لوگوں کو ہنساتے رہتے ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جس دن اہل باطل نقصان اٹھائیں گے؟ معافری کے دل پر نصیحت کا ایسا اثر ہوا جسے وہ آخری سانس تک نہیں بھولے۔ (مختصر ابن کثیر:2/1858)

﴿وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدۡعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ﴾

"اور آپ ہر اُمت کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھیں گے۔ ہر اُمت اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلائی جائے گی۔ آج تمہیں وہی جزا دی جائے گی جو تم عمل کیا کرتے تھے" (28)

سوال: قیامت کی دہشت انگیزیوں کی وضاحت ﴿وَتَرٰى...تَعۡمَلُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً﴾ "اور آپ ہر اُمت کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھیں گے" اے رسول ﷺ! قیامت کے دن ہر ملت اور ہر دین کے لوگ گھٹنوں کے بل گر جائیں گے۔

(2) یہ حساب کتاب کا وقت ہو گا۔ (جامع البیان:25/159)

(3) ﴿كُلُّ اُمَّةٍ تُدۡعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا﴾ "ہر اُمت اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلائی جائے گی" پھر لوگ جدا جدا گرا دیے جائیں گے اور تمام امتیں گھٹنوں پر جھک جائیں گی اور ہر گروہ کو پکار پکار کر نامۂ اعمال دیا جائے گا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الۡكِتٰبُ وَجِاۡىۡٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡحَقِّ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ﴾ "اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی اور انبیاء اور گواہوں کو لایا جائے گا اور اُن کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔" (الزمر:69)

(4) ﴿يُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ﴾ "اُس دن انسان کو بتایا جائے گا جو کچھ اُس نے آگے بھیجا اور جو اُس نے پیچھے چھوڑا ہے۔" (القیامہ:13)

(5) ہر گروہ اس کے اعمال نامے کی طرف بلایا جائے گا۔ یعنی ہر امت کو اس کے نبی کی شریعت کی طرف بلایا جائے گا جسے لے کر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا تھا کہ آیا انہوں نے اس شریعت کو قائم کیا تھا کہ ان کو ثواب اور نجات حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو یا انہوں نے اسے ضائع کر دیا، تب ان کو خسارہ حاصل ہو؟ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی امت کو شریعت موسیٰ، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو شریعت عیسیٰ اور محمد ﷺ کی امت کو شریعت محمدی کی طرف بلایا جائے گا۔ اسی طرح دیگر تمام امتوں کو ان کی اپنی اپنی شریعت کی طرف بلایا جائے گا جس کے وہ مکلف تھے۔ اس آیت کریمہ میں ایک اور معنی کا احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے مراد یہ ہے کہ ہر امت اس کے نامۂ اعمال اور خیر وشر کی طرف جو ان کے نامۂ اعمال میں درج کیا گیا تھا، بلایا جائے گا اور ہر شخص کو اس کے عمل کی جزا و سزا دی جائے گی۔ (تفسیر سعدی:2518/3)

(6)﴿اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ”آج تمہیں وہی جزا دی جائے گی جو تم عمل کیا کرتے تھے“ یعنی تمہیں تمہارے اچھے برے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دی جائے گی جیسا کہ فرمایا: ﴿يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ (۱۳) بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ (۱۴) وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ (۱۵)﴾ ”اُس دن انسان کو بتایا جائے گا جو کچھ اُس نے آگے بھیجا اور جو اُس نے پیچھے چھوڑا ہے۔ بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب دیکھنے والا ہے۔ اگرچہ وہ اپنی معذرتیں پیش کرے۔“ (القیامہ:13-15)

﴿هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

”یہ ہمارا نامۂ اعمال ہے جو تمہارے خلاف حق کے ساتھ بول رہا ہے، یقیناً ہم لکھواتے جاتے تھے جو کچھ بھی تم عمل کیا کرتے تھے“ (29)

سوال: اعمال ناموں کی پیشی کے بارے میں وضاحت ﴿هٰذَا ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ﴾ ”یہ ہمارا نامۂ اعمال ہے جو تمہارے خلاف حق کے ساتھ بول رہا ہے“ رب العزت فرمائیں گے یہ اعمال نامہ ہے جسے معزز اور امین فرشتوں نے لکھا ہے۔ ان میں تمہارے اعمال کا ٹھیک ٹھیک حساب کتاب ہے۔ یہ تمہارے اوپر ٹھیک ٹھیک گواہی دینے والی کتاب ہے۔

(2)﴿اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ”یقیناً ہم لکھواتے جاتے تھے جو کچھ بھی تم عمل کیا کرتے تھے“ یعنی ہمارے فرشتوں نے تمہارے اعمال کو لکھ رکھا ہے اس دن کہا جائے گا: ﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾ ”پڑھ اپنا نامۂ اعمال! آج کے دن تم اپنے اوپر خود حساب لینے والے کافی ہو۔“ (بنی اسرائیل:14)

(3)﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ ”اور کتاب اعمال رکھ دی جائے گی، پس آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہوگا اور کہیں گے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کتاب کیسی ہے جس نے چھوٹا بڑا کچھ بھی نہیں چھوڑا مگر اس کو شمار کر رکھا ہے اور جو بھی انہوں نے کیا تھا وہ سب اس کو سامنے پائیں گے اور آپ کا رب کسی ایک پر ظلم نہیں کرتا۔'' (الکہف:49)

﴿فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدۡخِلُهُمۡ رَبُّهُمۡ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ

''پھر وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیکیاں کی ہیں، سو اُن کا رب اُنہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا،

ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِيۡنُ﴾

یہی واضح کامیابی ہے''(30)

سوال: اخلاص والوں کو جو بشارت دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿فَاَمَّا الَّذِيۡنَ ...هُوَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِيۡنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ ''پھر وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں'' یعنی جو دنیا میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کی توحید کی تصدیق کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا۔

(2)﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''اور جنہوں نے نیکیاں کی ہیں'' یعنی جو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا اس کے مطابق انہوں نے عمل کیا اور اس سے رک گئے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا۔ (جامع البیان:161/25)

(3) عملِ صالح سے مراد وہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور سنت رسول ﷺ کے مطابق کیا جائے۔(i) وہ اعمال جنہیں انسان خود اچھا سمجھ لے اور نہایت ذوق وشوق سے انہیں انجام دے وہ صالح نہیں ہوتے۔(ii) وہ اعمال جن کو انسان سنت رسول ﷺ کے مطابق انجام نہ دے وہ صالح نہیں ہوتے۔

(4)(i) اعمال صالح کے بغیر ایمان کا دعویٰ درست نہیں ہے۔(ii) ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ انسان ان احکامات پر عمل کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لازم قرار دیے ہیں۔

(5)﴿فَيُدۡخِلُهُمۡ رَبُّهُمۡ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ﴾ ''سو اُن کا رب اُنہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا'' یعنی اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے، میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا تیرے ذریعے سے رحم کروں گا۔'' (بخاری:4850)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِيۡنُ﴾ ''یہی واضح کامیابی ہے''یعنی اس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخلہ ہونا یہی کامیابی، نجات اور فلاح ہے۔ جسے جنت مل گئی اسے ہر بھلائی مل گئی اور وہ ہر برائی سے دور ہو گیا۔

(8) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پر خلوص ایمان والوں کو جو سنت رسول ﷺ کے مطابق عمل کرتے ہیں انہیں جنت کی بشارت دی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، جسے وہ چاہتا ہے اس میں داخل کرتا ہے۔

﴿وَاَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۚ اَفَلَمۡ تَكُنۡ اٰيٰتِىۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ

''اور رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (اُن سے کہا جائے گا) تو کیا میری آیات تمہیں پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ پھر تم نے تکبر کیا

وَكُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ﴾

اور تم لوگ مجرم تھے''(31)

سوال1: قیامت کے دن کافروں کو جو چارج شیٹ دی جائے گی، اس کی وضاحت ﴿وَاَمَّا الَّذِيۡنَ... مُّجۡرِمِيۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا﴾ ''اور رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا'' قیامت کے دن کافروں کو چارج شیٹ دی جائے گی اور زجر وتوبیخ کرتے ہوئے اس بارے میں ان سے سوال کیا جائے گا۔ (فتح القدیر:14/5)

(2)﴿اَفَلَمۡ تَكُنۡ اٰيٰتِىۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ﴾ ''تو کیا میری آیات تمہیں پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟'' یعنی تمہاری زندگی کی ناکامی کا بڑا اور پہلا بنیادی سبب یہ تھا کہ تم نے کتاب زندگی کی موافقت نہیں کی، اس کی آیات جو تمہیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں، جن میں تمہارے لیے بھلائی تھی، جن میں تمہیں ہر اس کام سے روکا گیا جو تمہیں نقصان پہنچانے والا تھا۔ سب سے بڑی نعمت کو تم نے قبول نہیں کیا۔

(3)﴿فَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ﴾ ''پھر تم نے تکبر کیا'' تمہاری ناکامی کا دوسرا بڑا سبب یہ تھا کہ تم نے تکبر کیا تم نے سرکشی کی اور کتاب کی ہدایت کو ماننے کی بجائے تمہارے دل غرور سے بھر گئے۔ (4) تم نے ان کو سننے اور ان پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ (جامع البیان:162/25)(5) تم نے کتاب کی آیات پر ایمان لانے اور انہیں قبول کرنے سے تکبر کیا۔ (فتح القدیر:14/5)

(6)﴿وَيۡلٌ لِّـكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ۙ‏ يَّسۡمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتۡلٰى عَلَيۡهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا ۚ فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ‏ ۙ وَاِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰيٰتِنَا شَيۡـئَاْ ۨاتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ؕ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۱۰) هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ (۱۱)﴾ ''ہر سخت جھوٹے گناہ گار کے لیے بڑی ہلاکت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی آیات سنتا ہے جب وہ اُس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں پھر تکبر کر کے اِصرار کرتا ہے گویا اُس نے اُنہیں سنا ہی نہیں، چنانچہ آپ ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوش خبری دے دیں۔ اور جب ہماری آیات میں سے کچھ بھی جان لیتا ہے تو وہ اُس کا مذاق بنا لیتا ہے، یہی لوگ ہیں جن کے لئے توہین آمیز عذاب ہے۔ ان کے آگے جہنم ہے اور جو اُنہوں نے کمایا اُس میں سے کچھ بھی اُن کے کام نہیں آئے گا اور نہ ہی وہ جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا حمایتی بنا لیا تھا اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔ یہ ہدایت ہے اور جن لوگوں نے اپنے رب کی آیات سے کفر کیا، اُن کے لیے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔'' (الجاثیۃ:7-11)

(7)﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور جب اُنہیں ہماری واضح آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو آپ ان کے چہروں میں جن لوگوں نے کفر کیا، صاف انکار پہچان لیں گے وہ قریب ہیں کہ اُن لوگوں پر حملہ کر دیں جو اُنہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتے ہیں، آپ کہہ دیں تو کیا میں تمہیں اس سے بُری چیز بتاؤں؟ وہ آگ ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کا اُن سے وعدہ کر رکھا ہے جنھوں نے کفر کیا اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔'' (الحج:72)

(8)﴿وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ﴾ ''اور تم لوگ مجرم تھے'' تم نے گناہ کمائے، اللہ تعالیٰ کا انکار کیا، معاد کی تصدیق نہیں کی، عذاب وثواب پر ایمان نہ لا کر مجرم بن گئے۔

(9) مجرم مسلم کی ضد ہے۔ وہ گناہ گار ہے جس نے کفر کیا۔ (تفسیر قرطبی:128/8)

سوال 2: کافروں سے یہ کیوں جائے گا کہ کیا تمہیں میری آیات نہیں سنائی جاتی تھیں؟

جواب: یہ بات کافروں کو حقیقت کا شعور دلانے کے لیے کہی جائے گی کہ نادانو! تمہیں عقل دی تھی، سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں دی تھیں، تمہارے پاس رسول آئے تھے، تمہیں آیات سنائی جاتی تھیں لیکن تم نے پرواہ ہی نہیں کی اور آج اس مقام تک آن پہنچے ہو کہ آگ تمہارا مقدر ہے۔

سوال 3: حق کی قبولیت کے راستے کی رکاوٹ کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1) حق کے مقابلے میں خود کو بڑا سمجھنا۔(2) ایمان نہ لانا۔(3) گناہگار رہنا۔

﴿وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ

''اور جب کہا جاتا تھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے

مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ﴾

کہ قیامت کیا ہوتی ہے؟ ہم تو ایک معمولی گمان رکھتے ہیں اور ہم پورا یقین کرنے والے نہیں ہیں'' (32)

سوال: قیامت پر بے یقینی تمہیں مجرم بنا گئی، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا قِيْلَ... بِمُسْتَيْقِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1) ﴿وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا﴾ ''اور جب کہا جاتا تھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں'' ان کی ناکامی کا تیسرا بڑا سبب آخرت پر بے یقینی ہے۔ اسی کے بارے میں فرمایا اللہ والے تمہیں قیامت کا یقین دلاتے اور سمجھاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، قیامت کا آنا برحق ہے۔ زندگی بعد موت، حشر اور جزا سزا کا معاملہ سچا ہے، پیش آنے والا ہے تو تم جواب دیتے تھے۔

(2) ﴿قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ﴾ ''تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہوتی ہے؟ ہم تو ایک معمولی گمان رکھتے ہیں اور ہم پورا یقین کرنے والے نہیں ہیں'' تو تم کہتے تھے ہمیں نہیں معلوم قیامت کیا ہے؟ اگرچہ ہمیں وہم سا ہے، کچھ خیال آتا ہے مگر ہمیں یقین نہیں ہے۔

(3) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''سن لو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے، سن لو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (یونس:55)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ﴾ ''اور وہ سچا وعدہ قریب آجائے گا اچانک ان لوگوں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی جنہوں نے کفر کیا، ہائے ہماری بربادی! یقیناً ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ہی ظالم تھے۔'' (الانبیاء:97)

(5) ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَرَّطْنَا فِيهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ۚ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ﴾ ''یقیناً وہ لوگ خسارے میں رہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا حتیٰ کہ جب قیامت ان پر اچانک آجائے گی تو وہ کہیں گے: ہائے افسوس اس کے بارے میں جو ہم نے کوتاہی کی! اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اُٹھائے ہوں گے۔ سن لو برا ہے جو بوجھ وہ اُٹھائیں گے!'' (الانعام:31)

﴿وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾

''اور جو کچھ انہوں نے کیا اُس کی بُرائیاں اُن پر ظاہر ہو جائیں گی اور اُنہیں وہی گھیر لے گی جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے'' (33)

سوال: جب برائیاں ظاہر ہو جائیں گی تو عذاب نازل ہو جائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَبَدَا لَهُمْ ... يَسْتَهْزِئُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا﴾ ''اور جو کچھ انہوں نے کیا اُس کی بُرائیاں اُن پر ظاہر ہو جائیں گی'' قیامت کے دن ان کی برائیوں، ان کے جھٹلانے، ان کے تکبر کرنے اور آخرت پر بے یقینی جیسے اعمال کی سزا ظاہر ہو گئی اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

(2) ﴿وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾ ''اور اُنہیں وہی گھیر لے گی جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے'' تو جس عذاب کو وہ نہیں مانتے تھے اور اس کا مذاق اڑاتے تھے اسی عذاب نے انہیں گھیر لیا۔

﴿وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ

''اور کہا جائے گا کہ آج ہم تمہیں بھلائے دیتے ہیں جس طرح تم اپنے اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے

وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ﴾

اور تمہارا کوئی مددگار نہیں'' (34)

سوال 1: ﴿وَقِيلَ الْيَوْمَ ... نَّاصِرِينَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ﴾ ''اور کہا جائے گا کہ آج ہم تمہیں بھلائے دیتے ہیں'' اس دن انہیں صاف صاف کہا جائے گا آج کے دن ہم تمہیں عذاب میں چھوڑ دیں گے یعنی تمہیں بھول جائیں گے۔

(2) ﴿كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا﴾ ''جس طرح تم اپنے اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے'' جیسے تم نے یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دن بھلا دیا تھا، جیسے تم اسے نہیں مانتے تھے اس لیے تم نے اس کے لیے کوئی تیاری نہیں کی تم نے میرا ذکر اور میری اطاعت چھوڑ دی۔ آج ہم تمہیں آگ میں چھوڑ دیتے ہیں اور جزا عمل کی جنس سے ہوتی ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''سو اب مزہ چکھو کیونکہ تم نے اپنے اُس دن کی ملاقات کو بھلا دیا ہم نے بھی یقیناً تمہیں بھلا دیا ہے اور ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو اس وجہ سے جو تم عمل کیا کرتے تھے۔'' (السجدہ:14)

(3) ﴿الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ﴾ ''جن لوگوں نے اپنے دین کو دل لگی اور کھیل بنایا تھا اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا تھا تو آج ہم بھی انہیں بھلائے دیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور جیسا کہ وہ ہماری آیات کا انکار کیا کرتے تھے۔'' (الاعراف:51)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ (اپنے بعض بندوں سے قیامت کے دن) فرمائے گا: اے فلاں! بھلا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی اور تجھے سردار نہیں بنایا تھا؟ اور تجھے بیوی نہیں دی تھی اور گھوڑوں، اونٹوں کو تیرا مطیع نہیں کیا تھا؟ اور میں نے تجھے چھوڑا کہ تو حکومت کرتا تھا اور چوتھا حصہ (بطور ٹیکس) لیتا تھا؟ بندہ کہے گا کیوں نہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تو مجھ سے ملاقات کرنے کی امید رکھتا تھا؟ وہ کہے گا: نہیں! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں بھی تجھے بھول جاؤں گا جیسے تو مجھے بھول گیا تھا۔'' (مسلم:7438)

(5) ﴿وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ﴾ ''اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے'' اب تمہارے ٹھہرنے کی جگہ جہنم ہے۔

(6) ﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾ ''اور تمہارا کوئی مددگار نہیں'' یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی مددگار نہیں ملے گا جو عذاب کو تم سے دور کر سکے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے قیامت کے منظر میں لے جا کر کیا شعور دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اس منظر میں لے جا کر شعور دلایا ہے کہ قیام قیامت کو گمان سمجھنے کا آخر کیا فائدہ ملا! خسارہ ہی خسارہ ہے۔ قیامت کو ماننا تو تمہاری زندگی بدلنے والا ہے۔ اسی میں تمہارے اعمال کی تبدیلی کا راز چھپا ہوا ہے پھر کھیل تماشا سمجھ کر کیا حاصل ہوا! آگ؟ کیا زندگی اسی آگ کے لیے دی تھی؟ کیا قوتیں صلاحیتیں اسی آگ کے لیے ملی تھیں؟ کیا وقت، عمر، جوانی، صحت، مال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبھی کچھ اس آگ کے لیے ملا تھا؟ ذرا سوچو تو تم نے کتنے گھاٹے کا سودا کر لیا ہے؟ لوٹ آؤ دھوکے سے نکل آؤ۔

﴿ذٰلِكُمۡ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذۡتُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتۡكُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا ۚ فَالۡيَوۡمَ لَا

''اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق بنایا تھا اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکہ دیا تھا چنانچہ آج نہ ہی

يُخۡرَجُوۡنَ مِنۡهَا وَلَا هُمۡ يُسۡتَعۡتَبُوۡنَ﴾

وہ اس سے نکالے جائیں گے اور نہ ہی اُن سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا'' (35)

سوال: عذاب کی وجہ زندگی کا جو دھوکہ تھا، اس کی وضاحت ﴿ذٰلِكُمۡ ... يُسۡتَعۡتَبُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكُمۡ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذۡتُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا﴾ ''اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق بنایا تھا'' یعنی یہ عذاب جس میں تمہیں مبتلا کیا گیا ہے اس کی وجہ تمہارے اپنے جرائم ہیں۔ دیکھو! تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑایا یہ تمہارا پہلا جرم تھا۔

(2) ﴿وَّغَرَّتۡكُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا﴾ ''اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکہ دیا تھا'' اور دوسرا جرم یہ تھا کہ دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا۔ کیا تم اطمینان میں نہیں تھے؟ تم دنیا کی زندگی پر واقعی مطمئن تھے؟ کیا آخرت کا تمہیں دھیان تھا؟ تمہیں تو دھیان تک نہ تھا۔ کیا تم غفلت میں ڈوبے ہوئے نہیں تھے؟ لو دیکھو! لذتوں اور شہوتوں نے تمہیں کس دھوکے میں ڈال دیا اور تم دنیا کے لیے عمل کرتے رہے اور مطمئن ہو گئے۔ تمہیں ہمیشہ کے گھر کا خیال ہی نہ آیا۔ اس لیے اس کے لیے عمل کرنا بھی چھوڑ بیٹھے۔

(3) ﴿فَالۡيَوۡمَ لَا يُخۡرَجُوۡنَ مِنۡهَا وَلَا هُمۡ يُسۡتَعۡتَبُوۡنَ﴾ ''چنانچہ آج نہ ہی وہ اس سے نکالے جائیں گے اور نہ ہی اُن سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا'' آج کے دن کوئی مہلت نہیں۔ ایسا نقصان ہے جو کبھی ختم ہی نہیں ہوگا اب جہنم ہے جہاں سے کبھی آزاد نہ کیے جاؤ گے۔ اب کبھی تمہیں دنیا کی طرف لوٹایا نہیں جائے گا کہ توبہ کر کے یا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے نیک عمل کر لو۔

(4) عتب کے معنی سرزنش کرنا، خفگی کرنا اور عاتب کے معنی ملامت کرنا اور غصہ کرنا بھی ہے اور ناز سے خطاب کرنا بھی (گویا یہ لغت اضداد سے ہے) اور عتب کے معنی ناراضی کو دور کرنا اور استعتب کے معنی کسی کو راضی کر لینا اور روٹھے ہوئے کو منا لینا ہے۔ گویا ان دوزخ میں پڑے ہوئے لوگوں کو کوئی ایسا موقع نہ دیا جائے گا کہ معذرت اور منت سماجت کر کے یا توبہ کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے پروردگار کو راضی کر لیں۔ (تیسیر القرآن:4/201)

(5) ﴿فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًی لَّهُمْ ۚ وَاِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ﴾ ”پس اگر وہ صبر کریں تو آگ ہی اُن کا ٹھکانہ ہے اور اگر وہ معافی کی درخواست کریں تو وہ معاف کئے گئے لوگوں میں سے نہ ہوں گے۔“ (حم السجدہ:24)

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تمہیں دوپہر کے وقت میں جبکہ کوئی بادل نہ ہو، سورج کے دیکھنے میں کوئی مشقت ہوتی ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں جبکہ بادل نہ ہوں کوئی مشقت ہوتی ہے؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کہ تم لوگوں کو اپنے رب کو دیکھنے میں کسی قسم کا حجاب نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ جتنا تمہیں سورج اور چاند میں کسی ایک کے دیکھنے میں حجاب ہوتا ہے۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کے بعد اللہ تعالیٰ بندوں سے ملاقات (یعنی حساب) کرے گا اور فرمائے گا: اے فلاں کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی اور تجھے سردار نہیں بنایا اور تجھے جوڑا نہیں بنایا (یعنی تیری شادی نہیں کی) اور تیرے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے اور کیا میں نے تجھے ریاست اور آرام کی حالت میں نہیں چھوڑا اور تو ان سے چوتھائی حصہ لیتا تھا؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں! اے پروردگار۔ اللہ عزوجل فرمائے گا: کیا تو گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ وہ عرض کرے گا: نہیں۔ پھر اللہ عزوجل فرمائیں گے: میں تجھے بھلا دیتا ہوں جس طرح کہ تو نے مجھے بھلا دیا پھر اللہ تعالیٰ تیسرے سے ملاقات کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسے بھی اسی طرح سے فرمائے گا وہ عرض کرے گا: اے پروردگار میں تجھ پر اور تیری کتابوں پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی اور میں نے روزہ رکھا اور میں نے صدقہ وخیرات کیا۔ اس سے جس قدر ہو سکے گا وہ اپنی نیکی کی تعریف کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے ابھی تیری نیکیوں کا پتہ چل جائے گا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پھر اسے کہا جائے گا کہ ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں غور وفکر کرے گا کہ کون ہے جو میرے خلاف گواہی دے؟ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران، گوشت، ہڈیوں سے کہا جائے گا بول۔ تو پھر اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیتے ہوئے بولیں گی اور یہ سب اس وجہ سے ہوگا کہ کوئی اپنے نفس کی طرف سے کوئی عذر قائم نہ کر سکے اور یہ منافق آدمی ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ اپنی ناراضی کا اظہار فرمائے گا۔“ (مسلم:7438)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الۡاَرۡضِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾

”پس تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا اور رب ہے تمام جہانوں کا“ (36)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی سارے جہانوں کا رب ہے، اس کی وضاحت ﴿فَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ ... رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ﴾ ”پس تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے“ اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے جیسی اس کی عظمت اور اس کے جلال کے لائق ہے۔

(2) ﴿یَا رَبِّ لَكَ الۡحَمۡدُ كَمَا یَنۡبَغِیۡ لِجَلَالِ وَجۡهِكَ، وَعَظِیۡمِ سُلۡطَانِكَ﴾ ”اے میرے رب! میں تیری ایسی تعریف کرتا ہوں جو تیری ذات کے جلال اور تیری سلطنت کی عظمت کے لائق ہے۔“ (ابن ماجہ: 3801)

(3) ﴿رَبِّ السَّمٰوٰتِ﴾ ”جو رب ہے آسمانوں کا“ ہر طرح کی بڑائی اس کے لیے ہے جو آسمانوں کا رب، ان کا مالک، مختار، سید، آقا اور ان کا انتظام کرنے والا ہے۔

(4) ﴿وَرَبِّ الۡاَرۡضِ﴾ ”اور رب ہے زمین کا“ جو زمین کا رب ہے، اسے بندوں کے لیے قیام گاہ بنانے والا مخلوق کے لیے روزی کا انتظام کرنے والا، ان کی ضروریات کے لیے تدبیر اور انتظام کرنے والا ہے۔

(5) ﴿رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ ”اور رب ہے تمام جہانوں کا“ جو سارے جہانوں کا رب ہے، جو پوری کائنات کا مربی ہے۔ جس نے ہر چیز کو تخلیق کیا، جس نے ہر چیز بنائی اور اس کو ہدایت دی، جس نے ضروریات پیدا کیں اور ضروریات کو پورا کرنے کا انتظام کیا، جس نے ہر چیز کی تربیت کی اور انہیں ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے۔

(6) یقیناً اللہ تعالیٰ ہر حال میں حمد کے لائق ہے، یہاں اللہ تعالیٰ کی حمد کی بات اس لیے کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے ایمان اور اعمال صالح کی ضرورت نہیں۔ انسان خود محتاج ہے، وہ بے نیاز ہے۔ اس کے لیے تمام جہان شکر ادا کرنے والا اور تعریف بیان کرنے والا ہے۔

4 ع 11 20

﴿وَلَهُ الۡكِبۡرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۠ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ﴾

”اور آسمانوں اور زمین میں اُسی کے لیے بڑائی ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے“ (37)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ... وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ ''اور آسمانوں اور زمین میں اُسی کے لیے بڑائی ہے'' آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے لیے بڑائی ہے۔ اس کی عظمت اور سلطنت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ عظمت اور بزرگی والا ہے۔

(2) حدیث قدسی ہے: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عزت اس اللہ تعالیٰ کی ازار ہے اور بزرگی اس اللہ تعالیٰ کی چادر ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) جو شخص ان میں سے کسی کو بھی مجھ سے چھیننا چاہے گا میں اسے جہنم رسید کروں گا۔'' (مسلم:6680)

(3) یعنی وہی جلال، عظمت اور مجد کا مالک ہے۔ پس حمد میں صفاتِ کمال کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی ثنا، اس کی محبت اور اس کا اکرام ہے اور کبریائی میں اس کی عظمت اور اس کا جلال ہے۔ عبادت دو ارکان پر مبنی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے سامنے اظہار تذلل اور یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی حمد، اس کے جلال اور اس کی کبریائی کے علم سے پیدا ہوتی ہیں۔ (تفسیر سعدی:25203)

(4) ﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ﴾ ''اور وہی سب پر غالب ہے'' یعنی وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کی پوری قدرت رکھتا ہے، نہ اسے کوئی روک سکتا ہے نہ اس پر کوئی غالب آسکتا ہے۔ وہ شدید انتقام لینے والا ہے۔

(5) ﴿الْحَكِيمُ﴾ ''کمال حکمت والا ہے'' وہ اپنے احکام، اقوال، افعال، شرع اور تقدیر میں حکیم ہے۔ (الاساس:5230/9)

(6) وہ اپنی مخلوق کے بارے میں اپنی تدبیر اور اپنی مخلوق پر تصرف میں حکمت والا ہے، وہ جو چاہتا ہے اس میں حکمت ہے، جیسے وہ چاہتا ہے اس میں حکمت ہے۔

(7) اس نے ہر چیز کو اپنے مقام پر رکھا ہے۔ اس نے ہمیں جو حکم دیا ہے اس میں ہمارے لیے نفع ہے۔ اس نے جو چیز پیدا کی اس میں حکمت ہے، اس میں ہمارے لیے نفع ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ اس کے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات العزیز اور الحکیم کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ملکیت سے اپنے العزیز ہونے کا شعور دلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کبریائی سے اپنے غلبے کا شعور دلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے کامل نظام اور قیامِ قیامت سے اپنی حکمت کا شعور دلایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ALNOOR-PUBLICATIONS

النور

النّور پبلیکیشنز